احسن الخطبات

جلد پنجم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام	احسن الخطبات جلد پنجم (۵)
صاحبِ خطبات	شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ
ناشر	جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال نمبر۲ کراچی
مرتب	محمد ہمایوں مغل
کمپوزنگ، پروف ریڈنگ	اراکین دار التصنیف
طباعت اول	ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

ملنے کا پتہ

احسنی کتب خانہ	احاطہ جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال نمبر۲ کراچی
سعدی اسلامی کتب خانہ	بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال نمبر۲ کراچی
مکتبہ عمر فاروقؓ	بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی

[illegible]

احسن الخطبات کی تیاری میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں قرآن کریم کی آیات میں کوئی غلطی نہ ہو اور نہ ہی احادیث مبارکہ اور دیگر فقہی عبارات میں غلطی واقع ہو۔ پھر بھی اگر قارئین میں سے کسی کو کوئی کمی محسوس ہو تو ازراہ کرم اعتراضات اور طعنوں سے گریز کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں، ادارہ شکر گزار رہے گا اور آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر لی جائے گی۔

خطبہ نمبر ۶۳ (۴۵)

خطبہ نمبر ۶۴ (۶۳)

خطبہ نمبر ۶۵ (۸۳)

خطبہ نمبر ۶۶ (۱۰۳)

خطبہ نمبر ۶۷ (۱۲۳)

خطبہ نمبر ۶۸ (۱۴۵)

خطبہ نمبر ۷۱ (۲۰۷)

خطبہ نمبر ۷۲ (۲۲۹)

خطبہ نمبر ۷۳ (۲۴۵)

خطبہ نمبر ۷۴ (۲۶۳)

خطبہ نمبر ۷۵ (۲۸۳)

خطبہ نمبر ۷۶ (۳۰۱)

مقدمة المؤلف

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

حق تعالیٰ خود نظام کا منتظم اور مدبر ہے

"یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ" (سورۂ سجدہ آیت ۵)

کے پیش نظر ملائک ہیں یا انبیاء علیہم السلام، خلفاء راشدین ہیں یا دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین ہیں یا تبع تابعین، فقہاء کرام ہیں یا مجتہدین، محدثین ہیں یا مفسرین، مؤرخین ہیں یا محققین، مصنفین ہیں یا ناشرین وجامعین یہ صرف ذرائع اور وسائل خیر ہیں۔ حقیقت کارفرمائی چشمۂ فیضان الوہیت کی ہی ہے

"قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا"

(بنی اسرائیل آیت ۸۵)

نبی آخر زمان رسول اکرم ﷺ کو جن وانس فرش تا عرش جمیع خلائق اور کائنات کے لئے رسول ونبی خاتم ومختم بنایا ہے۔

حضرت اقدس امام العصر محدث کبیر فقیہ علی الاطلاق آیت من آیات اللہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد انورشاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے منظومہ میں فرماتے ہیں

یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا
تا مرکز عالم توئی بے مثل و نظیری
ادراک بختم ست و کمال ست بخاتم
عبرت بخواتیم کہ در دور اخیری

چنانچہ علوم نبوت کی جو تنفیذ چار دانگ عالم میں خلافت راشدہ سے ہوئی اور خود بنوامیہ اور بنوعباس کے صد قبائح اور بشریات، مصائب سمیت کائنات کے چپے چپے تک وحدت و فردت الٰہی کا پیغام اور نبی خاتم کی منور تعلیمات کا شہرہ جس دھڑیلے سے حجر و شجر و مدر تک پہنچا ہے وہ بھی آیتِ قرآنی ''ورفعنا لک ذکرک'' کا کرشمہ ہے۔

عرب آئمہ اپنی جگہ مگر اعاجم کے آئمہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تفقہ اور تبحر اجتہاد، ان کے لائق و فائق شاگردوں اور معتقدین کے ذریعے جس طرح ''نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر'' کی ایک مسلمہ داستان ہے جس کے شیرین و پرلذت زمزموں سے رہتی دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ احادیث کے میادین میں امام بخاری اور ان کی الجامع الصحیح کو دیکھ لیجیے جسے مصنف اور مصنف دونوں کے لئے معراج صدق و دیانت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معجزہ مانا جاتا ہے۔ بہرحال

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم
چناں کہ حرف عصا گفت موسیٰ در طور

مولانا روم رحمہ اللہ شمس تبریز کے لئے ترجمان ٹھہرے اور کہنا پڑا کہ

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

حق تعالیٰ نے مولانا روم رحمہ اللہ کی کتاب کو اپنی شیخ کی شرافت مقام اور بے باک ترجمانی کو یہاں تک پہنچایا کہ زبان پر یہ آیا

من چہ می گویم وصف آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

یہ وہی جذبات ہیں، اسی کتاب کی حق گوئی ہے جس کے راست بیان کے لئے مولانا رحمہ اللہ کو مدوجزر میں یہ احساس دلانا پڑا کہ

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآن در زبان پہلوی

دنیائے علم و تحقیق تسلیم کر چکی ہے کہ قرآن کریم کے اسرار سربستہ کے بہت سارے دریائے موجزن مولانا روم رحمہ اللہ کے شعری گلدستوں اور سخنہائے لذت و شیریں زبانی سے بہ آسانی حل ہو جاتے ہیں۔ بحر العلوم نظیری کی شرح اور حاجی امداد اللہ کا مختصر

دیوان اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کلید تو اس باب میں روح المعانی اور فتح الباری کا مقام رکھتی ہیں۔

ان فی ذالک لکفایته لمن کان له طلب صادق وعلم راسخ وقدم ثابت

واطلاع واسع وذوق سلیم وطبع کریم

چنانچہ اس عاجز ودرماندہ جس کا کائنات علم وعمل میں نہ کوئی مقام ہے اور نہ کوئی ذکر ہے بلکہ صحیح معنیٰ میں

''لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا'' (سورۂ دہر)

کا مصداق ہے، حق تعالیٰ نے اپنے تکوینی کرشمہائے سرمد کو عزیزم ہمایوں مغل کی شکل میں ظہور پذیر فرمایا جو کبھی اس عاجز کے خرافات بمعنی ملفوظات اور کبھی اس کے گلے سڑے اداریہ بشکل معارف ومحاسن اور کبھی جمعوں کے معذرت خواہانہ رویے برنگ خطبات کے حسین وجمیل عنوانات کے ساتھ شائع کرتے ہیں اور یہ کام جو کہ از حد دشوار ہے، ان کے لئے حد درجہ آسان اور'' وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَا '' کا مظہر اور شیریں قندمکرر کی طرح لذیذ وموزون بنایا ہے، خود اسی کا شعر ہے:

میں تو کچھ بھی نہیں ہوں تجھ کو بھلا لگتا ہوں

عاشقی میں اسی ادا کو عدل کہتے ہیں

یہ خطبات ہوں یا رسائل، احسن البرہان ہو یا معارف ومحاسن، اس کی کمزوری اور پر از اغلاط ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی نسبت اس نابکارہ اور شرمسار کی طرف

ہے شیخ سعدی رحمہ اللہ نے خوب کہا تھا کہ

کرم ہیں لطف خداوندگار

گنا ہے بندہ کہ ہست او شرمسار

گو بشری قلم ودوران شباب سے عنفوان تعلیم وتدریس تک یہ عادت رہی تھی کہ تحریر ہو یا تقریر صحیح مسلک کی حمایت صحیح علم کی ترجمانی اور درست تحقیق کا آئینہ دار ہو مگر ایسا کب ہوا اور کب نصیب ہوا، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ایک شعر خوب ہے

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال

بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا

بعض عبارات بے موقع بعض تحقیقات تدقیق سے حیراماں یافتہ بعض رد وقدح تجاوز عن الاعتدال کا خمیازہ اور اس قسم کی بہت ساری چیزیں جو صرف قابل اصلاح نہیں بلکہ واجب اصلاح ہیں، حضرات قارئین اور انصاف پسند ناظرین ہمیں ایسے موقع پر معاف فرمائیں کہ اللہ کریم ورؤف معافی کو پسند فرماتے ہیں

''اللھم انک عفو و کریم تحب العفو فاعف عنا''

حق بارگاہ ایزدی میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے دریائے لطف وکرم عفو واحسان کے عظیم صدقوں کے پیش نظر حق سے خالی فتویٰ یا دیانت سے عاری تحقیق یا جمہور کے منصور قول سے انحراف یا بغیر کسی وجہ کے کسی بھی اپنے اور پرائے کی دل آزاری سے بے زار اعتذار معافی کا خواستگار ہوں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی گلستان کے آخر میں کیا خوب التجا اور مناجات ہے

لو ان لی یوم التلاق مکانۃ

عند الرؤف لقلت یا مولانا

انا المسی وانت مولی محسن

ھاقد اسأت واطلب الاحسانا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ج
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

عاجز وفقیر محمد زرولی خان

بوقت راوانگی عمرہ قبل از ظہر ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

خطبہ نمبر ۶۲

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالیٰ الیٰ کافة الخلق بين يدی الساعة بشيراً و نذيراً وداعيا الی الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم   بسم الله الرحمن الرحيم

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ
(سورہ بقرہ آیت ۲۸۱)

اللهم صل وسلم علی النبی وبارک وصل وسلم علیه

عن النبی ﷺ قال الظلم ظلمات یوم القیٰمة " (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۱)

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامے دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

دنیا کی زندگی چندروزہ ہے

دنیا کی زندگی چندروزہ ہے اور بہت غفلت کی ہے آدمی اپنے اصل کام کو بھول جاتا ہے اصل کام تو اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنی ہے، اور آخرت کی تیاری ہے آخرت تو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا، وہاں ہر انسان کا اپنا ایمان وعمل کام آئے گا، دنیا کی زندگی آخرت کے سامنے ایک خواب اور خیال کی طرح ہے، بہت قلیل ہے، بہت فانی اور چندروزہ ہے ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ'' آپ فرمائیں کہ دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے'' وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ''(نساء آیت ۷۷) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے آخرت میں بہت کچھ ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بھی وہاں جائے گا اور نہ ڈرنے والا بھی جائے گا لیکن نہ ڈرنے والے کا حشر بہت خراب ہوگا ''وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ'' (ابراہیم آیت ۴۹) جرائم پیشہ لوگ اس دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ''اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا'' یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دور ہے'' وَنَرٰىهُ قَرِيْبًا '' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں کہتا ہوں بالکل سر پر آن پڑی ہے، ''يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ'' (معارج آیت ۶ تا ۹) پہاڑ پگھل جائیں گے اور آسمان وزمین ریزہ ریزہ ہوں گے، طاقت اور ثروت خدا کی مسلّم ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، فنا تو مخلوق کے لئے لازم ہے، فرعون ۴۰۰ سو سال تک بیمار

نہیں ہوا تھا کل چھ سو ساٹھ سال اس کی عمر تھی مخلات میں لکھا ہے زیادہ عمر کی وجہ سے اس کو یہ خیال آیا کہ شاید میں ہی خدا ہوں اور غلط خیالات، غلط فیصلے اور غلط طریقے سے مخلوق کے ساتھ ظلم کرنے لگا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا'' اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ''فرعون کی طرف چلے جاؤ اس کا دماغ خراب ہو چکا ہے اور غلط باتیں کرتا ہے اور غلط فیصلے کرتا ہے''فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا ''نرمی سے بات کرنا'' لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ''(طٰہٰ آیت ۴۳،۴۴) شاید سمجھ لے یا اچھے اخلاق سے متاثر ہوجائے انبیاء کے اخلاق تو ویسے بھی جلیل القدر ہوتے ہیں۔

انبیاء کے عالی اخلاق ! ایک مثال

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے سلام کیا اور اس سلام میں اس نے ایسے الفاظ بولے جو حقیقت میں بددعا تھی، سلام اگر بہت زیادہ مجمل کردیا جائے تو سام موت کو کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں ''السام علیک'' یعنی موت تجھے آجائے، اس ظالم یہودی نے بھی اسی طرح کا جملہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہا، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو اسے جواب میں کہا کہ ''السام علیکو اللعنة ''تو تباہ وبرباد ہوجا حضرت کو کوئی ایسا جملہ کہتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا''مهلا یا عائشه ''چھوڑ دو کیسی بات تم نے کی''فان الله یحب الرفق فی الامر کلہ'' ہم نے اور آپ نے تو سب سے نرمی کرنی ہے، انہوں نے کہا آپ نے نہیں سنا اس نے کیا کہا آپ نے فرمایا آپ نے نہیں سنا کہ میں نے بھی کہا''اولم تسمعی ارد

ذالک الیھم فاقول و علیکم "جوتم نے کہا وہ تجھ پر پڑے۔

(بخاری شریف ج۱ص ۹۲۵،۹۴۶)

منزل کی جستجو میں کیوں کھویا ہوا ہے اتنا
اتنا عظیم بن جا کہ منزل تجھے پکارے

اصلا ایمان والوں کو اور دین والوں کو اس مقام پر آنا تھا اور اپنے اخلاق اور اپنا کردار برے حالات میں محکم رکھنا تھا اور تقابل یا ایسے ماحول میں بھی سنت کے جو جمیل اخلاق ہیں انبیاء اور اولیاء کے، ان کے جو بلند کردار ہیں وہ دونوں جہانوں کا خزانہ اور گنجینہ ہے وہ قسمت والوں کو حاصل ہوتا ہے "وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا" یہ اونچے اخلاق تو مستقل مزاج اور بانصیب لوگوں کو ملتا ہے "وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ" "اگر شیطان تجھے چھیڑنے لگے اور غلطی پر آمادہ کرنے لگے تو اینٹ کا جواب پتھر سے دے جیسا وہ کر رہا ہے ایسا آپ بھی جواب میں کریں "فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ" اللہ سے معافی مانگیں، اللہ کی پناہ مانگیں" اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" (حم سجدہ آیت ۳۵،۳۶) وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے، سننے میں اشارہ ہے کہ آپ جو جملے اور الفاظ کہیں گے اس میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے اور علیم میں اشارہ ہے کہ ان کی دشمنی اور ان کی سازش جتنی بھی زہریلی ہے اللہ تعالیٰ ان سے باخبر ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی استقامت سب سے زیادہ ہوتی ہے

"وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا

يُصْلِحُوْنَ" (نمل آیت ۴۸) حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں ثمودیوں کے یہاں ۹ بدمعاش تھے اور وہی اوباش حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو تنگ کرتے تھے، ان پر قسم قسم کی تہمتیں لگاتے تھے، انہیں ناموزون الفاظ سے یاد کرتے تھے، ان کا دینی راستہ تنگ کرتے تھے، ان کی خدا پرستی کا احترام نہیں کرتے تھے اور ان کے پاک دامن پر داغ لگاتے تھے "وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ" اس آیت میں مراد حضرت صالح علیہ السلام کا شہر ہے "ارم" مطلق مدینہ مراد ہے، یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ فخر عالم ختم المرسلین نبی عربی ﷺ کے مبارک زمانے میں بھی ۹ آدمی تھے اور ان کی پنچایت تھی جو جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں قسم قسم کی سازشیں کرتے تھے قرآن کریم نے ان کی سازشوں کا حال ذکر کیا ہے "وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ" یہ بھی سازشیں کرتے ہیں اور اللہ بھی اس کا توڑ کرتے ہیں "وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ" (انفال آیت ۳۰) اللہ تعالیٰ بہترین حکمت کرنے والے ہیں، پیغمبر کے قتل کی سازش، پیغمبر کے نکالنے کی سازش، پیغمبر کو تکلیفیں پہنچانے کی سازش اور اس کے علاوہ ہر طرح کی سازشیں انہوں نے کیں۔ سورۂ حجر میں فرمایا "وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ" ایسی سازشیں کیں "وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ" ان کی سب سازشوں کا جواب خدا کے پاس ہے "وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ" (ابراہیم آیت ۴۶) اور ان کی سازشیں اتنی زہریلی ہیں کہ آپ ﷺ کی جگہ اگر پہاڑ بھی ہوتا تو وہ جگہ چھوڑ دیتا لیکن پیغمبر کی استقامت اور پیغمبر پر سچا ایمان لانے والے اور پیغمبر کی سنت کا دامن پکڑنے والے مخلوق کی سازشوں سے ان کا مقام اور مرتبہ نہیں بدلتا اور نہ ہی ان کے پروگراموں میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی آتی ہے۔

دنیااورآخرت کی عزت صرف خوفِ خدامیں ہے

دنیا میں دوقسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جن کے اوپر دنیا کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور وہ ہرقسم کے خوف کوجلدی قبول کرتے ہیں، اپنے پروگرام بدلتے ہیں اور دنیا کے اتار اور چڑھاؤ سے متاثر ہوجاتے ہیں، اس کے مقابلہ میں دوسرے وہ ہیں جن میں خدائی خوف بکمال رہتا ہے، کیونکہ ایک سینہ میں، ایک وقت میں دوخوف جمع نہیں ہوسکتے، جب خدا کے خوف سے سینہ بھرا ہوا ہوتو مخلوق کے پاس کیا رکھا ہے، مخلوق لمحوں میں زیرعذاب ہوسکتی ہے آدمی رات کو دوسروں کے لئے کنواں کھودے صبح اس میں گرسکتا ہے، رات کا بادشاہ صبح تختہ دار پرلٹکا ہوا دیکھا گیا ہے اوررات کا کمانڈران چیف صبح ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھا گیا ہے، ''اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ '' آپ عزت اس مخلوق کے پاس ڈھونڈتے ہیں'' فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا '' (نساء آیت ۱۳۹) عزت کے سارے خزانے اللہ تعالٰی کے پاس ہیں، لیکن ایمان کی قوت پیدا کرنا ضروری ہے جب اسباب کی قوت نہ ہو یا کمزور ہو یا کم ہوتو پھر مسبب کی قوت اپنانا فرض ہے، ایمان حقیقت میں اسی صلاحیت کو کہتے ہیں۔

انبیاء اور مرسلین نے اپنے ماننے والوں کو بڑی بڑی حکومتیں بنانے کی تاکید نہیں کی، لیکن بڑا ایمان بنانے کی تاکید فرمائی۔ حکومتیں تو بدلتی رہتی ہیں، کمزور بھی ہوتی ہیں، چھن بھی جاتی ہیں، زوال پذیر ہوجاتی ہیں، لیکن ایمان دن بدن ترقی کرتا ہے، تمام اچھائیاں ایمان کو تقویت دیتی ہیں اور ہرقسم کی برائی چاہے چھوٹی ہو یا بڑی وہ ایمان کو نقصان پہنچاتی ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں عجیب بات لکھی ہے کہ ''جو ایمان دنیا میں گناہ

سے نہ روکے یہ ایمان قیامت کے دن جہنم سے کیسے بچائے گا'' وہ تو ادھر ہی کمزور ہو چکا ہے اور ہمت ہار چکا ہے ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ '' بے شک مسلمان وہ ہے جو اللہ اور رسول پر پختہ یقین کرے'' ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا '' پھراس میں کوئی کھٹکا نہ آنے دے، ایمان لانے کے بعد کسی قسم کا تردد اور تزلزل قبول نہ کرے'' وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ '' اور اللہ کے دین کے لئے مال اور جان تیار رکھیں'' اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ '' (حجرات آیت ۱۵) یہ لوگ واقعی کامیاب ہیں سچائی سے آراستہ ہیں۔

کتنا زبردست جائزہ پیش کیا ہے کہ ایمان سے پختگی آتی ہے کمزوری جاتی رہتی ہے اور ایک سینے میں دوطاقتیں کہ قوت بھی اور ضعف بھی ہو یہ نہیں ہوگا'' قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا '' کچھ لوگ آئے کہ ہم مومن ہیں'' قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا '' آپ کہیں کہ ابھی مومن نہیں ہو'' وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا '' صرف ظاہری مسلمان ہو'' وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ '' اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا'' وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْئًا '' (ایضاً آیت ۱۴) اگر تم اللہ اور رسول کی اطاعت بجالاؤ تو وہ تمہاری نیکیاں کم نہیں ہونے دے گا، نہ خلط ملط ہونے دے گا، تمہاری نیکیاں محفوظ رہیں گی اور ان نیکیوں کے بڑھنے سے تمہارا ایمان دل میں اتر جائے گا اور مؤمن بن جاؤ گے۔

مؤمن باعتبارِ باطن اور مسلم باعتبارِ ظاہر

مؤمن اصل میں قلبی تصدیق کے متصف کو کہتے ہیں اور مسلم ظاہری اعمال سے

متصف ہونے والے کو کہتے ہیں گو معنی اور انجام کے اعتبار سے مومن مسلم ہے اور مسلم مومن ہے، لیکن ایک وقت ایسا بھی تھا کہ ایک شخص تصدیق کے بعد پھر اعمال کر گیا اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو اعمال سے خوشگواری مل گئی لیکن دلی اطمینان ابھی باقی تھا۔ عام طور پر جو صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے ان کے دل تصدیق سے لبریز تھے ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' وہ لوگ جو پیغمبر کی صحبت میں ادب سے بولتے ہیں اور رہتے ہیں'' اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی '' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کا امتحان لیا ہے تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے امتحان لینے والا الممتحن اللہ تعالیٰ ہے اور امتحان دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور جگہ دل ہے اور مضمون تقویٰ ہے۔

امتحان میں چند چیزوں کا معلوم ہونا ضروری ہے کون لے رہا ہے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ لے رہے ہیں، کس کا امتحان لیا جا رہا ہے تو کہا کہ صحابہ کرام کا، کس جگہ کہا دل میں، کیا دیکھا جائے گا تقویٰ، اس سب کے بعد پھر نتیجہ سنایا گیا کہ

'' لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ'' (حجرات آیت ۳)

یہ امتحان میں کامیاب ہوگئے ان کی بخشش طے ہوگئی اور ان کو بہت بڑا مقام اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے۔ اہلسنت والجماعت کا پندرہ سو سال سے عقیدہ ہے کہ

'' اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل هذه الامة... '' (مشکوٰۃ ص ۳۲)

پیغمبر کے صحابہ امت کے سب سے افضل لوگ ہیں، ایمان میں بھی اور اعمال میں بھی۔ یہ کچھ لوگ تھے جو دیہات سے آئے تھے اسلام کی خوبیاں سن کر، اعراب تھے اور ابھی

دلی آزمائش ان کی نہیں ہوئی تھی، آزمائشیں تو آتی ہیں اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اللہ امتحان معاف فرمائے

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

تہ وے چہ مڑ نہ وے شہید شوے خو پہ کور کے وائے
او داغ شہ نہ شی پہ میدان باندے گمان مہ نیسہ

مؤمن کا دل شرک وبدعت سے پاک

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے پیدا تو کوئی کرے ایسا قلب سلیم

''اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ'' (شعراء آیت ۸۹) خدا کے حضور تو ایسے دل سے پیش ہونا ہوگا جو توحید سے مالا مال ہو اور اس میں شرک نہ ہو۔

ابو عثمان مہدی اجلہ مفسرین میں سے ہیں ان کی تفسیر نقل کی ہے حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں

''القلب السالم عن البدعة المطمئن الى السنة''

ایک اور تفسیر بھی نقل کی ہے

''ای سالما من الدنس و الشرک'' (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵۰)

ایسے دل کے ساتھ جانا ہے ... کہ رب کے حضور کہ وہ دل توحید سے مزین ہو اور

سنت سے آراستہ پیراستہ ہو، ایسا دل جس پر شرک و بدعت کا کوئی غلط رنگ نہ لگا ہو" صِبْغَةَ اللّٰهِ " خالص خدائی رنگ " وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً " خدا کے رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں " وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ " اور وہ رنگ اس طرح مضبوط ہوگا کہ ہم اللہ ہی کی عبادت کریں " قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا " ہمارے ساتھ اس لئے جھگڑتے ہو کہ ہم دین کا نام لیتے ہیں۔

یہ قرآن ہے، قرآن کے مضامین دیکھیں ایسا لگتا ہے جیسے آج نازل ہو رہا ہے " قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ " ہمارے ساتھ ناراضگی کس بات کی ہے ہم میں کون سا عیب پایا جاتا ہے سوائے اس کے ہم علماء و طلباء، مدرسے، مساجد اور ان کے ہوتے ہوئے شعائر اللہ اور دین کا جو وقایہ ہے وہ متاثر نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ہوتے ہوئے کسی بھی ملحد اور زندیق کا ایجنڈا کامیاب نہیں ہوگا " قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ " اللہ تعالیٰ تو سب کا ہے " وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ " ہمارے بھی اعمال ہیں اور تمہارے بھی لیکن فرق یہ ہے کہ آپ ان (غیروں) کے ایجنڈے پر چل رہے ہیں " وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ " (بقرہ آیت ۱۳۸، ۱۳۹) اور ہم صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور شریعت پہ قائم ہیں۔ یہاں آکر اختلاف پیدا ہو گیا اور یہاں آکر جھگڑا ہو گیا ہے تو صرف عبادت معتبر نہیں " العبادة المخلصة لله وحده " مفسرین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں تو خالص عبادت چلتی ہے۔ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک سخی کو پیش کیا جائے گا جس نے زبردست مال لگایا ہوگا لیکن اس کو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ کیا تیرا یہ خیال نہیں تھا کہ لوگ مجھے بہت بڑا سخی صاحب کہیں کہ بڑا خرچ ہو رہا ہے اور لوگ اس کے ہاں کھا پی رہے ہیں تو اللہ

تعالیٰ فرمائیں گے کیا اس خیال سے نہیں دے رہے تھے کیا دنیا میں یہ لیبل ملا نہیں تھا وہ جے گا ملا تھا اللہ فرمائیں گے مجھ سے کیا لینے آئے ہو؟ باہر نکلو!

اسی طرح ایک صاحب علم کو لایا جائے گا اور اس کو بھی کہا جائے گا کہ تم ہر مجلس کو سجاتے تھے اور جائز ناجائز ہر میٹنگ میں موجود ہوتے تھے اور غلط لوگوں کے یہاں مل جل کے رہتے تھے کہ بس آپ کو شہرت حاصل ہو جائے اس کے بھی بڑے مریض لوگ ہیں کتنی بدنصیبی ہے کہ جو چیز اللہ کی رضا اور خوشنودی کا سبب بنتی ہے اس کو لوگوں کے اوپر ضائع کر دیا جاتا ہے تو وہ شہرت و مراعات وہ سب تجھے حاصل ہو گئی ہے جاؤ مجھ سے کیا لینے آئے ہو؟

اسی طرح ایک شہید بھی ہوگا اس کو بھی اس طریقے سے لتاڑا جائے گا کہ آپ تو شہید اس لئے ہوئے تھے کہ لوگ واہ واہ کریں گے شہید کہیں گے وہ تو آپ کو خوب کہا گیا ہے اب مجھ سے کیا لینے آئے ہو۔ اس لئے فرمایا کہ ہم عبادت اخلاص سے کرتے ہیں صرف اللہ ہی کی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ہونے دیتے " العبادة المخلصة لله وحده " خالص عبادت اللہ کے لئے ہوتی ہے وہ تو ہر قسم کے شرک سے پاک ہوتا ہے۔

ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من بجز آن رہ کہ تو آن راہ نمائی
نہ نیازت بہ ولادت نہ بہ فرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

تو خداوند یمینی تو خداوند یساری

تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی

احدا لیس کمثلی صمدا لیس کفعلی

لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

اللہ تعالیٰ کی شان بڑی نرالی ہے، اللہ واقعی عظمتوں کا مالک ہے، اصل بڑائی اور عظمت اسی کی شان ہے "وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ" (بینہ آیت ۵) فرماتے ہیں تمام انبیاء اور مرسلین کو اور تمام امتوں کو یہ تاکید کی گئی تھی کہ اخلاص سے عبادت کریں، عبادت کو آمیزش سے بچانا ضروری ہے۔ کپڑے پر جب دھبہ لگ جائے تو سالن کا دھبہ ہو یا خوشبو کا ہو وہ دھبہ ہی ہے، اب اس کے ساتھ لکھ لے بڑا بڑا کہ بھائی لوگو! یہ جو داغ ہے یہ خوشبو چنبیلی کا ہے اس سے کیا فرق پڑے گا کپڑا تو خراب ہو ہی گیا ہے اس لئے علماء کہتے ہیں کہ بے داغ اور بے دھبہ رہنا یہ اصل اخلاص ہے۔

دل میں اخلاص ہونا ایمان کی اصل پونجی ہے

حدیث شریف میں ہے کہ مومن بظاہر کم اور بباطن زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے کیونکہ اسے ذہنی طور پر اس بات کا خیال رہتا ہے کہ کہیں میرے اعمال اللہ کو ناپسند نہ ہو جائیں

"وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى"

کچھ لوگوں نے مسجدیں بنائی ہیں لیکن مقصد رضائے الٰہی نہیں ہے "ضِرَارًا"

دوسروں کو تکلیف پہنچانا "وَّكُفْرًا" اور کفر کرنا "وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" "مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا" "وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ" (توبہ آیت ۱۰۷) اور بے دین لوگوں کے لئے مورچہ بنایا ہے۔ تفصیلی تفسیر کا ارادہ نہیں مثال دے رہا ہوں فرمایا یہ قسمیں کھائیں گے لیکن باور نہ کرنا "لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا" "اے پیغمبر کبھی اس مسجد میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا، اجازت نہیں ہے۔" "ان المساجد للہ" "مساجد خالص خانہ خدا ہوتی ہیں" "اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" "مسجدیں تو وہ لوگ بناتے ہیں جو اللہ و آخرت پر ایمان رکھتے ہیں" "وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ" "نماز کی پابندی کرتے ہیں" "وَاٰتَى الزَّكٰوةَ" "زکوٰۃ دینے کی پابندی کرتے ہیں" "وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ" "اللہ کے سوا اوروں سے نہیں ڈرتے" "فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ" (توبہ آیت ۱۸) ایسے لوگ کامیاب ہوں گے، یہ ہے اصل مسجد کا نقشہ۔ لیکن وہ مسجد جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا ہے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے، ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور اجتماعیت کو ضرر دینا ہے اس کے لئے فرمایا کہ یہ مسجد ضرار ہے۔ ایک متفق مسجد توحید و سنت کا معدن مرکز موجود ہے اور اس کے بغل میں شرک و بدعت کا مورچہ بنتا ہے مقصد صرف فضولیات، خفوات، بے دینی کو پروان چڑھانا ہے۔ منافقین نے اصل میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی فتوحات دیکھ کر ان کے خلاف سازش گاہ بنائی تھی اور اس کو نام دیا تھا مسجد کا فرمایا "لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا" "یہاں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا، اس لئے علماء کہتے ہیں کہ بڑی مسجد اور اہل حق کی مسجد کے مقابلہ میں جو بعد میں بنی ہے اس کی ضرورت شرعاً نہ تھی وہ مسجد ضرار کے حکم میں

ہے اس میں نماز بھی نہیں ہوئی، اس آیت کے ذیل میں اکابر فقہا، مضبوط مفسرین نے لکھا ہے، مضبوط مسئلہ کما آدمی نہیں کہہ سکتا ہے، ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں لکھا ہے جو رازی الحنفیہ ہے، ابن العربی مالکی نے احکام میں لکھا ہے، علامہ آلوسی بغدادی نے روح المعانی میں، علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے بھی معارف القرآن میں ان کے حوالہ سے لکھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خط بھی وہیں نقل کیا ہے جو انہوں نے گورنروں کے نام لکھا ہے کہ مسجد یں ایسی جگہ بناؤ جہاں مقابلہ پیدا نہ ہو کیونکہ مقابلہ کے بعد جو مسجد بنتی ہے اور پہلے مسجد کو نقصان دینے کے لئے وہ مسجد نہیں اس کو روک لو کشاف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم موجود ہے۔

بناءِ مسجد سے متعلق چند ضروری مسائل

عجیب بات ہے کہ یہ ہے تو مسجد لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ خالص کفر ہے، یہ ضلالت ہے، یہ بے دینی ہے، یہ مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے دو صحابہ کو بھیجا اور ان کی حمایت میں بہت سارے لوگوں کو ان کے ساتھ کیا اور اس مسجد کو جو منافقین نے بنائی تھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے آگ لگا کے خاکستر کر دیا۔ ''وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا'' کیونکہ نیت مسجد کی نہیں تھی نیت فساد کی تھی بلکہ مسلمانوں کے نقصان کی تھی اسلئے اس کی مسجد ہونے کی حیثیت کو کالعدم کر دیا گیا۔ چنانچہ اس سے متصل احکام آ گئے کہ جو پہلے والی مساجد ہیں مسجد قبا، مسجد نبوی ان میں نماز پڑھا کرو،

''لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ''

وہ پہلے دن سے ہے اور ان کی بنیاد تقویٰ پر ہے، وہیں نمازیں پڑھا کرو اب آگے سنو مسئلہ کیا آ رہا ہے

''فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا'' (توبہ آیت ۱۰۸)

یہاں پاک لوگ آباد ہیں، پاکی پسند لوگ آباد ہیں، صحابہ تو سب پاک ہیں، صحابہ میں تو کوئی ناپاک ہے ہی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول پر رسول اکرم ﷺ تشریف لے گئے اس محلے میں جہاں کے لئے یہ آیت آئی تھی اور ان لوگوں سے کہا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری منقبت کی ہے تم کیا کرتے ہو ایسا کہ خاص تمہیں کہا ہے کہ یہ طہارت پسند لوگ ہیں پاکی پسند، کپڑا پاک ہو، جگہ پاک ہو، جسم پاک ہو، وضو غسل یہ سب فرائض اس لئے ہیں کہ مومن سب پاک رہیں یہ تو سب لوگ کر رہے ہیں تم ایسا کیا کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تمہاری تعریف کی ہے، انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائی لوگ یہاں پانی استعمال کرتے ہیں ضرورت پوری ہوتی ہے یا ڈھیلا اس زمانے میں کھلے میدانوں میں اور جنگلوں میں دشتوں کھائیوں میں آسان تھا ہمارے زمانے اگر ڈھیلے استعمال ہونے لگے تو سب باہر کھڑے رہیں گے لیکن ہم دونوں کرتے ہیں ڈھیلا استعمال کرتے ہیں اور گھروں میں آکے پانی کا استعمال کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہی عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ نے تمہیں پاکی پسند کہا ہے اور چونکہ تم یہاں نماز پڑھتے ہو اس لئے مجھے حکم ہے کہ میں یہاں آ کے نماز پڑھوں۔

ان منافقین کی بنائی ہوئی جگہ سے بچو، غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف مسجد مسترد کردی گئی کیونکہ وہ اسلام کے مقاصد کے خلاف تھی توحید اور سنت کے خلاف بنی تھی شرک اور بے دینی کو پروان چڑھانے کے لئے تھی اور دوسری طرف ایک چھوٹی سی سنت ''جمع بین الماء والحجر'' اس کے اہتمام کرنے والوں کو کہا'' فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا'' اللہ تعالیٰ ان پاکی پسندوں کو پسند کرتے ہیں اور وہ یہاں ہیں۔

پاکی پسند لوگ اس زمانہ میں مسجدوں کے لوگ، مدرسوں کے لوگ، طلباء، علماء یہ سب پاکی پسند ہیں ہر لمحہ پاک صاف، ہر لمحہ باوضو، ہر سبق باوضو آنا جانا ہمیشہ دماغ پر نماز، جماعت، درس، استاد سوار رہتا ہے اور کتنے بدنصیب لوگ ہیں کہ ان کی قدر نہیں کر رہے ان کا احترام نہیں کرتے اور وہ ان کو اپنے لئے رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری
قدر گل بلبل شناسد قدر دلدل را علی

اخلاص کی وجہ سے مختصر عمل پر بہت بڑا اجر

کبھی ایک مختصر عمل ہوتا ہے لیکن اس میں اخلاص اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ پسندیدہ ہوتا ہے اور پیغمبر ﷺ کو اس کی اطلاع دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ جب معراج تشریف لے گئے نبوت کے گیارہویں سال ہجرت سے دو سال پہلے سن گیارہ نبوی اسی سال ابوطالب مرا تھا جو آپ ﷺ کا بہت زیادہ حمایتی تھا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا انتقال کر گئی تھیں تو اموات جب زیادہ ہوتی ہیں اور ایسے لوگ دنیا سے اٹھتے ہیں تو یقینا

صدمہ ہوتا ہے

دل میں اب طاقت کہاں خونا بہ افشانی کریں
ورنہ غم وہ زہر ہے پتھر کو جو پانی کرے

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی جائے اور غم کم ہو جائے کیونکہ جن چیزوں کے جانے کا غم ہوتا ہے وہ بحال تو نہیں ہوتیں کہ کوئی گیا ہے وہ واپس آجائے گا۔

آپ ﷺ کو عشاء کی نماز کے بعد حرم شریف سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اس کو ''اسراء'' کہتے ہیں ''سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ'' اور پھر بیت المقدس سے سبع سماوات لے جایا گیا اس کو ''معراج'' کہتے ہیں اور سبع سماوات سے عرش تک لامکان تک اس کو ''اعراج'' کہتے ہیں، تین سفر ایک رات میں جناب نبی کریم ﷺ کو کرائے گئے۔ حضرت ﷺ جب آسمانوں پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ایک جھلک جنتوں کی بھی دیکھ لیں اور آپ ﷺ کو تمام جنتوں کی سیر بھی کرائی۔ آپ ﷺ نے واپسی پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا جنت نعیم میں، جنت دارالسلام میں، جنت نزل، میں جنت الماویٰ میں، جنتیں سات یا آٹھ ہیں، اور آخری سب سے اعلیٰ اور افضل اور تمام انبیاء و مرسلین کی جگہ جنت الفردوس میں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنتوں پر جب قدم رکھا اور نعمتیں اور اللہ کی طرف سے بے حساب خوشیوں کا سامان جو تیار کیا گیا ہے وہ دیکھنے لگا تو مجھے ایسی آہٹ محسوس ہوتی تھی جیسے آگے آگے آپ (بلال) جا رہے ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نیچے تھے زمین پر اور آپ محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی

جوتوں کی آہٹ، آپ بڑے حیران ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''وقال النبی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنة''

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۰، مسلم ج ۲ ص ۲۹۲)

میں جب بھی جنتوں سے گزرنے لگا اے بلال آپ کے جوتوں کی آہٹ سنتا تھا آپ ایسا کیا عمل کرتے ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب بھی میں وضو کر لیتا ہوں اور وقت نفلوں کا ہو تو دو رکعت ضرور پڑھتا ہوں، آپ ﷺ نے کہا یہی عمل ہے اس کو مضبوط پکڑو اور اسی نے آپ کو جنتی بنایا ہے۔ کتنا مختصر سا عمل ہے لیکن سنت کے مطابق ہے تو پیغمبر اس کی برکات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے پہلے سے دیکھ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نیکیاں محفوظ فرمائے اور ان کو دنیا کے دھوکے اور دجل سے، وقتی شور شرابے سے، تکبر، غرور سے، اپنوں اور غیروں کی سازش سے اور لوگوں کے املا اور ڈکٹیشن پر عمل کرنے سے محفوظ فرمائے اور بروں کو بھی اللہ نیک اور اچھا بنائے اور اچھوں کی اچھائیاں اللہ ہمیشہ بڑھائے اور آخرت کے لئے زادِ سفر اور نجات و فلاح کا سرمایہ بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۶۳

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ، ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''لَوْکَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَo لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ o اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ ھٰذَا ذِکْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِکْرُ مَنْ قَبْلِیْ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ oوَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ

اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ٥ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ ٥ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ ٥ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ٥ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ " (انبیاء آیہ ۲۲،۲۰ تا ۲۹)

عن النبی ﷺ قال الظلم ظلمات یوم القیمة " (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۱)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد
وعلی آلہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

طاقت کے ساتھ ساتھ علم انتہائی ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کے اندر امن کے لئے، سکون کے لئے، قرار کے لئے پیدا فرمایا ہے اس لئے پہلا انسان، پہلا پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں کیونکہ انسانیت کے ساتھ اگر نبوت کی روشنی نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ اس انسانیت کا غلط استعمال ہوگا۔ اس لئے علماء کہتے ہیں کہ قدرت کے لئے علم صحیح کی ضرورت ہے اگر آدمی کے پاس بڑی طاقت اور صلاحیت ہو تو اس کے استعمال کے لئے، کنٹرول کرنے کے لئے آداب کا ہونا، علم کا ہونا بہت ضروری ہے اگر آداب نہ ہوں اور احتیاط نہ ہو، علم نہ ہو تو وہ طاقت و توانائی غلط جگہوں میں صرف ہو جائے گی قرآن کریم میں سورت یٰسین کے آخر میں ایک آیت ہے "قُلْ

یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ " آپ فرما دیجئے کہ اس کو وہ دوبارہ پیدا کرے گی وہی ذات جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا" وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ " (یٰسین آیت ۷۹) اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

کشمیر کے ڈوگر بادشاہ نے عرب بادشاہ کو کہا کہ ایک اچھا عالم بھیجو جو مجھے قرآن شریف سکھائے (ڈوگرہ ایک ایسا مذہب تھا جیسے مہاتما گوتم بدھ کے ماننے والے ہیں) اور عرب بادشاہ کو کہا کہ عالم دین کو سمجھاؤ کہ مجھے مسلمان کرنے کی کوشش نہ کریں میں معلومات کے لئے اور اطلاع کے لئے قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھوں گا عرب بادشاہ جو ڈوگران کشمیر کا دوست تھا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ایسا کرلیں گے اس نے ایک عالم کو تجویز کیا طبقات المفسرین میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔ اس عالم دین کو کہا بصد ادب اور معذرت میں آپ کو اپنے ایک دوست کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں اور اس کو قرآن شریف پڑھا لیں آپ تفصیل سے قرآن شریف کے احکام اور تراجم اور تفاسیر ان کو بتا دیں، باقی وہ اپنے مذہب میں رہنا چاہتا ہے، ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ عرب عالم ہنس پڑا اس نے کہا یہ ہو جائے گا کہ وہ پورا قرآن پڑھ لے گا عرب بادشاہ نے کہا وہ بھی بادشاہ ہے اس نے ایک ہی شرط لگائی کہ مولوی صاحب مجھے مسلمان کرنے کی کوشش نہ کریں، اس نے کہا میں زور نہیں لگاؤں گا قرآن خود زور لگائے گا عرب بادشاہ نے کہا اگر قرآن شریف کا زور بیان دیکھ کر ڈوگرہ مسلمان ہو جائے تو ہماری عرب بادشاہت سے بڑھ کر نعمت ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ عالم دین تشریف لائے اور ڈوگرہ بادشاہ روزانہ اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہو جاتا تو اس عالم دین کے ساتھ بیٹھ جاتا تھا اور ڈوگرہ اپنے سامنے قرآن شریف نہیں رکھتا تھا کیونکہ

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کو بڑے احترام کے ساتھ ہاتھ لگایا جائے اور میں تو ذکر کرو ہوں مولوی صاحب کے پاس قرآن شریف ہوتا تھا اور وہ آیتیں پڑھ پڑھ کے اس کا ترجمہ اور مطلب بیان کرتے تھے۔ سورت یسین تک پہنچ گئے (۲۳) تیسواں پارہ ہے کیسا سخت ضدی آدمی تھا تو اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو جاننے والا ہے تو تیسویں پارے کا ترجمہ تفسیر جب آدمی استاد سے بڑی توجہ سے پڑھ لے اس کا بڑا علم ہوتا ہے بہت کچھ سمجھ لیتا ہے اس نے عالم دین کو کہا کہ حضرت باادب گزارش کرتا ہوں پیچھے سے دوبارہ پڑھیں اس نے پڑھا " یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب مر کے مٹی ہو جائیں دوبارہ کون اٹھائے گا "قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ" آپ فرما دیجئے جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کرے گا کہا آگے کیا ہے کہا اللہ تعالیٰ علیم ہے تمام مخلوقات کا جاننے والا ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا یہ تو قدرت کا مسئلہ ہے، علم کا تو نہیں ہے۔ عالم دین نے کہا کہ مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دے دیں یہاں علم کی ضرورت تھی یہاں قدرت تابع ہے اس عالم دین نے اس پر تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ جس طرح قادر مطلق ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اس میں غالباً یہ بھی ذکر فرمایا کہ اگر قدرت ہو اور علم نہ ہو تو قدرت کا استعمال بے موقع ہو جائے گا جیسے دنیا کے بادشاہان، دنیا کی فورسز، دنیا کی تنظیمیں تحریکیں ذرا سا اپنے آپ کو پروان چڑھاتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کون نیچے اتار سکتا ہے، تو کیا جس نے اونچا کیا ہے وہ نیچے نہیں کر سکتا؟ وہ اللہ تو موجود ہے عالم دین نے اس پر کہا کہ یہاں خدا کی صفت علیم ضروری تھی جو آ چکی ہے صفت قدیر کا کام یہ نہیں ہے ڈوگرہ بادشاہ جو تیسواں پارہ تفسیر کے ساتھ پڑھ چکا تھا وہ سمجھ گیا، اس نے عالم دین کو کہا کہ کلمہ پڑھائیں،

بس اور ٹھہر نہیں سکتا جسم پھٹ رہا ہے، ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آیت "وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ" کی مزید تشریح

اس کو سمجھنے کے لئے میں نے اپنی اس مختصر اور کمزور اور سیاہ زندگی میں ہزاروں لاکھوں کتابیں کھنگال ماریں اور میں نے خواب میں ایک مفسر کو دیکھا انہوں نے مجھے کہا چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یہ جگہ آپ کو سمجھ آ جائے گی، چنانچہ ایک واقعہ عجیب طرح رونما ہوا اور اس واقعہ سے میرا علم مزید پختہ ہو گیا کہ اللہ کا علم وہ بہت زیادہ ہے اور اللہ سے ظلم اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی قدرت پر صفت علم غالب ہے۔ جب کوئی عالم دین غلط کر لیتا ہے ،تو کہا جاتا ہے کہ یہ عالم، علم کے خلاف استعمال ہو گئے اور ایک جاہل آدمی اگر قیمتی کام کرے تو کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ آپ تو بالکل علماء کی طرح کام کر رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے سات حدیثیں یاد کر لیں اور ان احادیث کا تعلق احکام سے ہو، مسائل سے ہو، قیامت کے دن جب فقہاء کو جمع کیا جائے گا تو جس نے فقہ اور احکام سے متعلق حدیثیں یاد کی ہونگی اس کو بھی ان فقہاء کرام میں شامل کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ دین کا علم کہیں سے بھی پڑھا جائے تھوڑا پڑھا جائے یا زیادہ پڑھا جائے لیکن اس کا تعلق دین سے ہو اور اس علم کی مدد سے اس شخص کے دین کا فہم، سمجھ اور روشنی بڑھ رہی ہو تو یہ شخص بھی عالم کی تعریف میں شامل ہو جائے گا، ثواب کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جو علماء راسخین اور ربانیین کو اجر دے گا، اس شخص کو بھی اجر سے نوازا جائے گا۔

ایک انسان کی راہنمائی دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے

جس نے کسی درجے میں بھی طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو اس کا ثواب ضرور دیں گے، لوگ جمعہ کے وعظ سننے کے لئے آتے ہیں یہ بھی علم کی تڑپ ہے، علماء کے پیچھے جا کے پہلے سے بیٹھ جاتے ہیں کہ ہمیں کوئی ہدایت کی بات، کوئی حلال وحرام کا مسئلہ، کوئی دین ودنیا کے اندر صحیح رہنے کے آداب، احکام مل جائیں گے اور آخرت کا خوف بڑھ جائے یہ سب علم کی طلب کی ادائیں ہیں۔

یہ بات کوئی نئی نہیں ہے کہ میں اپنی تقریر میں آپ کو سنا رہا ہوں، بخاری شریف کی حدیث ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جہاں آپ چلے جائیں جہاد کا موقع ہو، قتال فی سبیل اللہ ہو، خیبر کے قلعہ فتح کرنا ہو، کوشش کرو کہ ان لوگوں کو کچھ سمجھا بھی دیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ

''انما بعثت معلما'' (ابن ماجہ ص ۱۲)

مجھے معلم پیغمبر بنا کر بھیجا ہے میں وہ پیغمبر ہوں جس کی ایک صفت معلم بھی ہے سکھانے والا۔ آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک ایسی جگہ بھیج رہے تھے کہ جہاں پر پورے صحابہ کے لشکر موجود تھے لیکن خیبر کے پانچ قلعے تھے اور وہاں اسلامی فوج داخل نہیں ہو سکتی تھی، آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع دی گئی کہ علی کو بھیج دو اللہ تعالیٰ فتح آسان کر دے گا، ان دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں مختلف موسموں میں مختلف لوگوں کو آشوب چشم کی بیماری ہوتی ہے، آنکھیں دکھی ہوئی تھیں، اس وجہ سے حضرت

علی رضی اللہ عنہ شریک جہاد نہیں تھے ان کو پیغمبر نے اجازت دی تھی کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے آپ گھر پر رہیں لیکن وحی آئی کہ یہ قلعے بغیر علی کے فتح نہیں ہوں گے آپ ﷺ نے اطلاع بھیجی کہ جس حال میں بھی ہیں فوراً آجائیں حضرت علی تشریف لائے آپ ﷺ نے ان کی آنکھیں دیکھیں تو بالکل لال تھیں اور بہت تکلیف تھی، آپ ﷺ نے لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا بخاری شریف میں ہے اسی وقت آپ کی آنکھوں کے زخم صحیح ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور وہاں خیبر کے جو پانچ بڑے قلعے تھے ان کو وہ فتح کرنے کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ سب سے پہلے ان لوگوں کو کہو کہ ہمارے پاس ایک پیغمبر آیا ہے خود ہم میں سے ایک انسان اور بشر ہے اور وہ پیغمبر وحی سے آراستہ ہیں اور ان کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے اور وہ پیغمبر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ بتوں کے سامنے سر جھکانا چھوڑ دیں اور ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اس زندگی کے بعد نہ ختم ہونے والی زندگی آخرت کی وہاں ایمان اور اعمال نیک چاہیے اور اس کے لئے اس پیغمبر پر ایمان لانا اطاعت کرنا اعتماد کرنا ضروری ہے آپ ﷺ نے علی کو کہا وہاں پہنچ کے پہلے یہ تقریر کرو، تو الفاظ بخاری شریف کے اسطرح ہیں ذرا نبی کے الفاظ سنو!

''فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا''

اگر ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے ہدایت نصیب فرمائی

''خیر لک من ان یکون لک حمر النعم''

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۲۵، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۱۵)

دنیا کے بڑے سے بڑے مال سرخ اونٹوں سے بھی بہت زیادہ بہتر ہے۔ مال تو

بہر حال ایک دن ختم ہو جائے گا سرخ اونٹ ہوں یا سفید اونٹ ہوں ختم ہو جائیں گے
سلطنت ہو یا تین چار ملک ہوں ختم ہو جائیں گے، سونا چاندی ہو لعل و جواہر ہوں ایک
بے قیمت ہو جائیں گے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کے لئے بھیجنے میں حکمت

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خیبر کے ان قلعوں کی طرف متوجہ ہو
تفصیل تاریخ میں ہے اور کچھ تطبیق مغازی میں ہے تو وہ قلعے فتح ہو گئے اور آپ نے
خوشی ظاہر فرمائی یہ اللہ کا اپنا نظام ہے۔ کچھ لوگ اس میں اور طرح کی باتیں کرتے ہیں
کی وجہ سے ایک خاص فرقہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا تک پہنچا دیا اور بے دی
باتیں بناتے ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے بخاری سے ا
واقعہ پیش کرتا ہوں واقعہ اس طرح ہے کہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے کہا کہ میرے
میں ایک بچی پیدا ہوئی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ (ﷺ) اس کا نام تجویز فرما دیں۔ جناب
نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام "سہلہ" رکھو" لیسهل الله الینا امورنا "اتنے دنو
سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں فتح ہی نہیں ہو رہی ہے روز صحابہ لڑ کر زخمی ہو کر واپس آ
ہیں، اس نام کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب فرمائے گا۔ اس صحابی نے گھوڑے
ایک شخص کو گھر بھیجا اور ان کو اطلاع کر دی کہ اس بچی کا نام پیغمبر نے جہاد کی صفوں میں
"سہلہ" رکھا ہے، یہ اطلاع واپس آ رہی تھی کہ نام یہی ہے یہی رہے گا اور میدان جہاد میں
فتح ہو چکی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے ناموں کے مبارک آثار ہوتے ہیں اور ہر چیز میں

برکت اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتی ہے، جب ایک بچی کا نام "سہلہ" رکھنے سے
فتوحات میں آسانی ہو سکتی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار یقیناً باصفات بزرگ صحابی
ہیں، اسلام کا ستون ہیں، ارکان دین میں سے ایک چوتھے رکن اور خلیفہ برحق ہیں، اللہ
تعالیٰ نے ان کی وجہ سے بھی آسانیاں فرمائی ہیں اب اس میں یہ کہنا کہ جی علی ہی خدا ہیں تو
اس سے بڑا جاہل کون ہوگا۔ اصل اس میں یہ بات تھی کہ جہاد کے لئے جاتے ہوئے آپ
ﷺ نے علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اگر آپ کی وجہ سے ایک آدمی بھی راہ راست پر
آ جائے تو یہ دنیا کی ہر قیمتی چیز سے بہتر اور افضل ہے۔

ہدایت فیصلۂ الٰہی ہے ! انسان صرف کوشش کرتا ہے

ہدایت کے فیصلے آسمانوں سے ہوتے ہیں ہماری فصاحت و بلاغت کا اس میں
کوئی کام نہیں ہے اور ہماری فکر اور آنسوؤں کا بھی زیادہ کام نہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں اپنی
بارگاہ میں قبول فرماتے ہیں اور جس کو چاہے نہیں فرماتے۔

کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے قابیل اور وہ اتنا سرکش ہوا کہ اس
نے اپنے بھائی ہابیل کا خون کر دیا، حضرت آدم علیہ السلام کے سمجھانے میں کیا کوئی کمی رہ گئی
تھی؟ پیغمبرانہ تعلیمات تو بہت عالیشان ہوتی ہیں، وہ ایسا نااہل و نالائق پیدا ہوا تھا، حدیث
شریف میں ہے کہ قیامت تک جتنے ناحق قتل ہوں گے ان سب کا خون قابیل کے سر ہوگا

"لانه اول من سن القتل" (بخاری شریف ج ا ص ۴۶۹)

پہلا ظالم ہے جس نے ناحق قتل کیا ہے، ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے

اللہ پاک کے اختیار میں ہے، انسان اس سلسلے میں بالکل بے بس ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام جنہوں نے بحکم قرآن ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور مجموعی عمر حضرت نوح علیہ السلام کی ۱۳ یا ۱۴ سو سال بنتی ہے اتنی بڑی عمر حضرت نے کوششوں میں صرف کی لیکن ان کا اپنا بیٹا کنعان راہ راست پر نہیں آیا تو کیا حضرت نوح علیہ السلام کی تقریر میں، مواعظ میں، اخلاق میں کوئی کمی رہ گئی تھی؟ ہرگز نہیں

''سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ'' (صافات آیت ۷۹)

اللہ فرماتے ہیں جب تک آسمان وزمین آباد ہیں حضرت نوح پر سلامتی ہو، اللہ ان کو سلام کر رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اپنے والد آزر کو سمجھاتے تھے اور پوری قوم کو سمجھاتے تھے اور ان میں جتنی سختی تھی حضرت کے ساتھ جتنی دشمنی برتی تھی تو حضرت ابراہیم کا خلق جمیل یا ان کی تبلیغ میں کوئی کمی رہ گئی تھی؟ توبہ توبہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام اور مرتبت کتنا بلند ہے

''وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰھٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ'' (بقرہ آیت ۱۳۰)

اللہ فرماتے ہیں جو حضرت ابراہیم کے راستے سے ہٹتا ہے بہت بڑا بے وقوف ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں چن لیا تھا اور آخرت کے اندر بھی بلند کرداروں میں سے ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کو حکم ہے کہ

''اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا'' (نحل آیت ۱۲۳)

کہ حضرت آپ بھی ابراہیم علیہ السلام والا راستہ پکڑیں مجھے بہت پسند

ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا نحر ہوا تو جنت سے مینڈھا آیا بیٹا بچ گیا قیامت تک سنت ابراہیمی میں قربانیاں چل پڑیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت حاجرہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں اسماعیل علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے تو جب رسول اکرم ﷺ سید الاولین والآخرین سید الاولیاء، والمتقین سید الشفعاء یوم الدین محمد عربی ﷺ بھی وہاں پہنچے تو آپ نے کہا یہ صفا اور مروہ ہے اس میں بھی ذرا چلو سات چکر لگاؤ اور جہاں حضرت حاجرہ دوڑ پڑی تھیں محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی کہا کہ آپ بھی دوڑ کے دکھا دیں مجھے اس بی بی کی دوڑ بہت پسند ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلق جمیل رتبہ عظیمہ کے مالک تھے، تمام انبیاء مرسلین بنی اسماعیل، بنی اسرائیل آپ کے تابع ہیں، ہمارے پیغمبر فخر الاولین والآخرین ختم المرسلین سید الشفعاء یوم الدین جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''انا دعوة ابی ابراهيم ''میں بھی اپنے روحانی جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں، انہوں نے دعا کی تھی کہ یا اللہ مکہ والوں کے لئے مکہ کی شان کے لائق نبی پیدا کرے

''رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ''

(بقرہ آیت ۱۲۹)

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر، نمرود اور قوم وہی ضدی عنادی تھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دعا کرتے تھے کہ یا اللہ قیامت کے دن رسوا نہ کرنا بہت بڑا دن ہوگا خدایا قیامت کے دن کی رسوائی سے بچانا تو

جب ابراہیم علیہ السلام کا والد آزر چونکہ شرک پر مرا ہے، ملائک اسے جہنم کی طرح بڑھا رہے ہوں گے گھسیٹ رہے ہوں گے ابراہیم علیہ السلام دیکھ کر رو پڑیں گے

''فای خزی اخزی من ابی الا بعد'' (بخاری شریف ج ا ص ۴۷۳)

اس سے بڑھ کر رسوائی کیا ہوگی کہ میری آنکھوں کے سامنے میرے والد کو جہنم کی طرف گھسیٹ رہے ہیں تو حق تعالیٰ اپنے قانون میں واقعی خدا ہے کافر مشرک ظالم کے لئے جنت نہیں ہے آپ ملائک کو کہیں گے اس کی شکل بدل لو ابراہیم نہ پہچانے، اس کی شکل بجو کی کر دی جائے گی۔

جنت تو ایمان والوں کی ہے

''اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ'' (آل عمران آیت ۱۳۳ کا حصہ)

اس لئے ہمارے پیغمبر کے متعلق اللہ بزرگ و برتر نے پہلے سے کہا

''يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ'' (تحریم آیت ۸ کا حصہ)

قیامت کے دن میں نبی (ﷺ) اور ان کے صحابہ کو رسوا نہیں ہونے دوں گا۔

(حضرت ابراہیم رو رو کے مانگتے تھے اور ہمارے نبی کو بن مانگے عطا فرمایا)

بروز قیامت آپ کو اور آپ کے ساتھ والوں کو خاص انعامات سے نوازا جائے گا، علماء کہتے اس کا مصداق جناب نبی کریم ﷺ کے صحابہ ہیں اور اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اصحاب رسول سب کے سب اہل ایمان واہل جنت ہیں، ہاں ان میں درجات ہیں لیکن یاد رکھیں کہ سب صحابہ اہل ایمان ہیں اور اہل الجنۃ ہیں رضی اللہ عنہم۔

اہلسنت والجماعت کی پہچان

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس فضل اور اس احسان میں امت بھی شامل ہے تو اگر امت خود میں وہ صفات اور خصائل پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کیا بعید ہے

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

امت صفات پیدا کرے، امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے روح المعانی کے اندر کہ اہلسنت والجماعت اہل التوحید والسنۃ ہے۔ یہ اس لئے وضاحت کرنی پڑتی ہے کہ قبر پرست بھی اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں قبر پرست درگاہ پرست غیر اللہ کو حاجت روا مشکل کشا ماننے والے اہلسنت کا نام بدنام کرنے والے اہلسنت والجماعۃ کی کسی بھی شاخ سے نہیں ہیں یہ جھوٹے ہیں، اہل التوحید والسنۃ تفسیر ابن کثیر سورۃ احقاف میں ہے کہ اہلسنت کی علامت یہ ہے کہ وہ بدعت کا رد کرتے ہیں۔

''لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ'' (احقاف آیت ۱۱) اس آیت کے ذیل میں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۶۵)

اہلسنت والجماعت وہ ہیں جن کے عقائد میں بنیادی طور پر توحید ہے اور جن کی زندگی اور اعمال میں روح کی طرح روشن تابان پیغمبرانہ سنتیں جلوہ گر ہیں، کہتے ہیں کہ دوسرے اور تیسرے طبقے میں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی وجہ سے رسوا نہیں

ہونے دیں گے اور وہ بھی با آسانی جنت روانہ ہو جائیں گے، سوائے اس ظالم کے جس نے شرک کیا ہو پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ میری دعائے شفاعت ایسے کسی انسان کو نہیں ملے گی جو شرک و بدعت میں مبتلا ہوگا، پیغمبر حوض کوثر، شفاعت والی جگہ پر کھڑے ہو کر دعا کریں گے یا اللہ ان بدعتیوں کو جہنم لے جا" فسحقا فسحقا اصحاب النار "صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں یہ روایت موجود ہے، بدعتی اس روایت کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لیں کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے کہاں جا پہنچے ہیں اور کہاں جانے والے ہیں۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۷۵، ۱۰۴۵، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۲)

بخاری شریف کا مقام اور مرتبہ

بخاری کا مقام مرتبہ ہمارے یہاں قرآن شریف کے بعد ہے، اسلامی کتابوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی، جلالت میں، جامعیت میں تقویٰ میں، ورع میں ہر مقام میں جو ایک حدیث اور محدث کا ہونا چاہیے اللہ نے بخاری کو دیا ہے اور جب سے بخاری شریف کی کتاب وجود میں آئی اس وقت سے لے کر آج تک امت نے اس کو سینے سے لگایا لیکن کہتے ہیں کہ بخاری شریف پر عمل بخاری کا سمجھنا اللہ تعالیٰ نے جس طرح احناف کو دیا ہے اس کی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ امام العصر آیت من آیات اللہ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ چودہ سو سال میں علماء میں ان کی نظیر نہیں ہے وہ ایسے جامع عالم دین تھے، انہوں نے کہا ہے کہ بخاری نے یہ کتاب مکمل دین کی لکھی ہے اس کے علاوہ جو ان کی اور کتابیں ہیں وہ احادیث کی ہیں، لیکن یہ بخاری

شریف میں مکمل دین کا بیان ہے۔ کسی نے امام بخاری کو شافعی کہا ہے، کسی نے حنبلی حضرت شاہ صاحب نے ہمت کر کے حنفی کہا ہے، کیونکہ وہ اس قطع الارض پر لاثانی اور بے مثال عالم تھے اور بڑی چیز کی قدر بڑا آدمی ہی جانتا ہے۔

قدر دانی کی ایک مثال

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے دور میں ایک بہت بڑا شاعر تھا، اس کا نام فردوسی تھا اس نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں ایک بہت زبردست شعر کہا تھا محمود غزنوی نے کہا اسی طرز پر ہمارے پیغمبر کی پوری سیرت بیان کرو اشعار میں، میں ہر شعر کے بدلے میں ایک دینار دے دوں گا، فردوسی نے رسول اکرم ﷺ سے پہلے جو چار پشتیں تھیں جیسے آپ کے والد عبداللہ ہیں، ان کے والد عبدالمطلب ہے، ان کے والد ہاشم ہے، ان کے والد عبد مناف ہے یہ چار پشتیں ہو گئیں، بیشتر علماء کا خیال یہ ہے کہ یہ چار یاد کرنا ہر مومن پر فرض ہے، اس نے اپنے اشعار یہاں سے شروع کیے۔

رسول اکرم ﷺ کی ولادت، آپ کا بچپن، حلیمہ سعدیہ سے رضاعت، طفولیت اور بہت سارے مکارم طبقہ بطبقہ جو سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں ولادت سے وفات تک اور پھر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کیونکہ یہ تکمیل نبوت کے ارکان ہیں یہ بات ہمارے عقائد میں سے ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ نے پیغمبر سے لینے تھے اور شروع کر چکے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے مشق کرائی تھی کہ تمہارے سامنے وحی نازل ہوئی تھی، وحی مکمل ہوئی قرآن شروع ہوا، قرآن پورا ہوا، نبی

مبعوث ہوئے، نبی تشریف لے گئے، اب ان کے بعد تم دین کا کام کرسکتے ہو یا نہیں، اس کو کہتے ہیں تکمیل نبوت اور یہ کل چالیس ہزار اشعار بنتے ہیں۔ اس زمانے کے حساب سے چالیس ہزار دینار بنتے تھے، تو سلطان محمود غزنوی نے فردوسی کو کہا یہ تم نے زیادتی کی ہے اور دینار کے لئے اشعار بڑھادئے ہیں اس نے کہا کہ نہیں کسی بھی عالم کو بلالو، محمود غزنوی تو خود بھی بہت اچھا عالم تھا اس نے ایک کتاب لکھی فقہ حنفی میں اس کا نام ہے ''الفرید'' پچاس جلدوں میں اور طبقات الحنفیہ کے متعلق ''احقاق الحق'' میں شیخ زاہد الکوثری رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''لم یری مثلھا فی العالم'' کائنات میں اس کی نظیر نہیں ہے، محمود خود بھی عالم دین تھا پرانے زمانے کے بادشاہ ہمارے زمانے کے حکمرانوں کی طرح نہیں ہوتے تھے، وہ بادشاہانہ صفات کے بادشاہ ہوتے تھے اور دین کے بہت بڑے عالم ہوتے تھے۔ ان کے دل میں رعایا کا درد ہوتا تھا ان کو مال و دولت کی فکر نہیں تھی۔

ایک حدیث اور اس کی تشریح

مال سے یاد آیا ابھی جب میں جمعہ کے انتظار میں اپنی نشست پر بیٹھا ہوا تھا تو ہمارے ایک دوست نے وہاں بیٹھے بیٹھے ایک حدیث سنائی اور حدیث شریف اس طرح ہے کہ ''یا اللہ جب عمر آخر ہو اور بڑھاپا ہو تو میرا رزق وسیع فرما اور بابرکت فرما'' یہ دعا ہے حدیث کی، تو اس دوران ایک اور دوست آرہے تھے، تو میں نے کہا یہ بھی آکے یہاں بیٹھ جائے تو میں اس حدیث کی تشریح کرتا ہوں، زبردست روایت ہے، اصل حدیث اس طرح ہے کہ۔

''اللّٰھم اجعل أوسع رزقک علیّ عند کبرسني و انقطاع عُمري''

(کنز العمال ج ۲ ص ۱۸۸!)

خدایا جب میری عمر آخر ہو اور بڑھاپا ہو اس وقت میرا رزق بابرکت فرما اور وسیع فرما، بڑھاپے میں تو آدمی ریٹائر ہوجاتا ہے لاکھوں کروڑوں ہوجاتے ہیں اور بہت سارے تقاضے پیدا ہوجاتے ہیں تو بڑھاپے میں حلال مال کی ضرورت ہوتی ہے اس سے آرام راحت ملتی ہے، لیکن وہ دوسرے بزرگ کی آمد کا میں نے انتظار کیا وہ اس لئے کہ میں نے کہا ان کو بھی خیر کی بات پہنچے، پھر میں نے ان سے ایک سوال کیا کہ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ رزق بابرکت ہے اور وسیع ہے؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ

''جب خرچ کرنے کا جذبہ انسان کے دل میں موجزن ہو اور اس کا دل اسے ہر خیر کا کام کرنے کے لئے کہتا ہو یہ اس کی نشانی ہے کہ مال بابرکت ہے اور وسیع ہے''۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو بھی خیر اور نیکی سے خوشی اور فرحت محسوس کرتا ہو یہ برکت عمر اور برکت رزق کی نشانی ہے۔ اب آپ اس پر اپنے حساب سے غور کرلیں اور اپنا ایمان چیک کرلیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک بادشاہ خزانوں پر بیٹھ کر سلطنت کے تخت پر بخیل ہو اور ایک فقیر کشکول میں جو بھیک مانگتا ہے اس میں سخی ہو، یہ کوئی بعید بات نہیں ہے۔

قرآن کریم اس لئے جابجا انفاق کی تلقین کرتا ہے اور لوگوں میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے، ایک کتاب دنیا میں گھن گرج سے چل رہی ہے اور مسلمانوں کا بڑا فخر و شکر ہے کہ ہماری آسمانی کتاب کی کوئی نظیر پورے جہان میں نہیں ہے۔ علماء دین کہتے ہیں کہ آسمانوں میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، یہ قرآن ہے

''بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ'' (بروج آیت ۲۱،۲۲)

لوح محفوظ میں جو قرآن ہے وہ نیچے اترا سماوات سے اور دین میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

اس لئے قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا بہت بڑا کام ہے اور علماء کرام کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، میں اکثر علماء کرام سے یہ بھی درخواست کرتا رہتا ہوں کہ قرآن کریم کا بیان قرآن کی حد تک رہنے دیں بہت زیادہ تفسیر اور بہت زیادہ تشریح بھی کبھی کبھی لوگوں کو ادھر سے ادھر کر دیتی ہے، اس لئے اس میں سب سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں کوتاہی سے محفوظ فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۶۴

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ'' ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (حج آیت ۷۵ تا ۷۷)

" قال رسول اللہ ﷺ الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولآئمۃ المسلمین و عامتھم" (بخاری شریف ج ا ص ۱۳)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد
وعلی آلہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

دنیا کی زندگی ایک ابتلاء وآزمائش

اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی ایک ابتلا اور آزمائش کے طور پر نصیب فرمائی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا تو فرمایا تھا خلیفۃ العالم کے طور پر کہ اس کی ذمہ داری زمین پر ہوگی لیکن سجدہ ملائک کے بعد حضرت آدم کی تعظیم وتکریم میں اضافہ کے طور پر انہیں جنت بھیج دیا۔ جنت تو اصل مقاصد میں سے ہے اور جنت تمام خوشیوں کا منتہیٰ ہے اور جس قدر عزت ترقی اور کامیابی ہے اس کا آخری ملجا اور ماویٰ ہے

"فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ" (آل عمران آیت ۱۸۵)

جو جنت میں داخل ہوا وہ بہت بڑا کامیاب ہوا۔ لیکن جنت میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ سلوک ابتلاء جیسے کیا گیا

"وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" (بقرہ آیت ۳۵)

ہر چیز کھاؤ پیو، رہو ہو، لیکن ایک درخت کے بارے میں کہا گیا کہ اس کے قریب ہرگز نہ جانا ورنہ یہاں رہ نہیں سکو گے، یہاں رہنے کے قابل نہیں رہو گے۔ علماء دین کے

ہیں کہ ایک جنت اختتام اعمال کی ہے وہ انعام واکرام ہے اور اس کے لئے قرآن کہتا ہے "خٰلِدِيْنَ فِيْهَا" ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے، "وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ" جو تم چاہو گے، جو تم مانگو گے سب کچھ وہاں ملے گا "نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ" (حم سجدہ آیت ۳۱،۳۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ جب آپ ایک شخص کو کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مہمان ہو جائے بس اتنا کہنا ہوتا ہے آگے آپ میں جتنی ہمت وغیرت ہو، سخاوت ہو، شجاعت ہو، وجاہت ہو، میزبان مہمان پر صرف کرتا ہے مہمان کے ہوتے ہوئے میزبان کچھ بتاتا نہیں مہمان ایک ہو یا سو ہو ں میزبان کے لئے عزت کا باعث ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس یہ جنتی لوگ میرے مہمان ہوں گے میری قدرت دیکھو، میرے خزانے دیکھو، میرے احسانات دیکھو، میری شان شوکت دیکھو، میری بڑائی وعظمت دیکھو، میری الوہیت وشہنشاہیت دیکھو اس کے مطابق میری طرف سے ان کے ساتھ اعزاز واکرام ہوگا، لیکن ہر چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے لئے ایک امتحان رکھا ہے، جس سے اسے گزرنا ہوتا ہے۔

جب بھی مانگو جنت الفردوس مانگو

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے جب جنتوں کا ذکر کیا ہے تو موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا" (کہف آیت ۱۰۷)

ایمان و نیک عمل والوں کے لئے جنت الفردوس ہوگی مہمانی کے طور پر۔ حدیث شریف میں ہے جب خدا سے جنت مانگو تو ہمیشہ جنت الفردوس مانگو

''......فاذاسألتم اللہ فاسئلوہ الفردوس فانہ اوسط الجنۃ''

(بخاری شریف ج ا ص ۳۹۱)

اور تمام انبیاء اور مرسلین جنت الفردوس میں ہوں گے مزید جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے کہوں گا کہ میری ساری امت جو جنت کی مستحق ہے ان کو جنت الفردوس میں داخل کردے ''خٰلِدِیْنَ فِیْھَا'' اس میں ہمیشہ رہیں گے ''لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا'' اور اس سے ادھر ادھر کہیں جائیں گے نہیں۔ دنیا میں بڑے سے بڑے ملک میں کوئی تاجدار ہو دنیا کے کسی بڑے شہر کا مکین ہو بڑی زمینیں اور باغات اور لہلہاتے ہوئی کھیتیاں ہوں، لیکن اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ کابل و زابل کی جگہ شام اور اردن بھی دیکھے اور سوات کی جگہ اس کو عراق بھی نظر آئے دنیا کے اندر چاہتیں بدلتی رہتی ہیں۔

نیم　نانے　گر　خورد　مردِ　خدا
بذل　درویشاں　کند　نیمے　دگر

اللہ کے نیک بندوں کو اگر آدھی روٹی مل جاتی ہے تو وہ اس کو بھی آدھی کر کے باقی بچی ہوئی دوسرے مسکینوں کو دے دیتے ہیں، لیکن اس کے برعکس

ہفت　اقلیم　بگیرد　بادشاہ
ہمچناں　در　بند　اقلیمے　دگر

اگر بادشاہ کے پاس ایک ملک ہو تو اس کے ساتھ ہی دوسرے اور تیسرے ملک کی

فکر میں رہتا ہے۔ ابن آدم کا پیٹ دنیا اور دنیا کی خوشیوں سے بھرتا نہیں ہے

''لو کان لابن آدم وادیان من الذھب لاحب ان یکون لہ ثانیا''

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۷)

اگر دو پہاڑ کے دامن اور ہر طرح موتیاں اور سونا اور چاندیاں بکھرا ہوا اس کو مل جائے دو پہاڑ ہیں اور دونوں پہاڑوں کے دامن میں سونے کی کان ہیں وہ کہے گا ذرا دیکھیں تو تیسرے پہاڑ میں بھی کچھ ہو۔

نہ پہ عمر مڑیدل شتہ نہ پہ مال
او نہ پہ مینہ سوک مڑی گی نہ پہ سوال

چار چیزوں سے دنیا میں سیری نہیں ایک عمر سے دوسرا مانگنے سے تیسرا محبت سے ''اربع لایشبعن عن اربع'' عربوں نے بھی کہا لیکن یہ پشتو والا زیادہ زوردار ہے وہ کہتے ہیں ''الارض من مطر'' زمین کو بارش چاہیے ''الانثیٰ من ذکر'' عورت اور مرد کے درمیان بھی ایک رشتہ ہے ''والعالم من علم'' اور عالم کو علم درکار ہے، لیکن اس زمانے کے مولویوں کو پلاٹ اور نوٹ اور دولت چاہیے، اگر کوئی علمی باتیں ان سے پوچھیں گے اس مسئلے میں آپ سے ذرا گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ سمجھتا ہے کہ میرا امتحان لیتا ہے اس کو پہلے سے پتہ ہے کہ میرا میدان زیرو ہے، ''والعین من نظر'' اور آنکھ دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی۔ اصل میں دنیا بھوک پیاس اور افلاس کی جگہ ہے حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے نکالے گئے اور دنیا میں تشریف لائے تو قرآن کریم میں اللہ نے ان کو کہا ہے ''ولکم

فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ''رہوگے'' وَّمَتَاعٌ ''فائدہ بھی ہوگا لیکن'' اِلٰی حِیْنٍ ''(بقرہ آیت ۳۶) ایک وقت تک۔

انسانی زندگی کے اتار چڑھاؤ

ایک وقت تک آدمی جوان ہوتا ہے بنا کنا مسٹنڈا پھر وہی شخص زوال پذیر ہوتا ہے۔

یو طرف تہ دے درومی بل خوا رگیدی

ځلی صورت تمام پردے شی پہ پیرے کی

چلتا ایک طرف ہے اور لڑھک دوسری طرف جاتا ہے اپنا جسم پرایا ہو جاتا ہے

خائستہ مخ دے تور کوزے شو پہ پیرئی کی

او قم استقامت دے کوگ لرگے شو پہ پیری کی

بہترین حسن تھا اب ایسا لگتا ہے جیسے برتن میں کھانا پکنے کے بعد سیاہ ہوتا ہے اور وہ چنار کی طرح خوبصورت قدوقامت اب وہ خم اور لچک کھانے لگا ہے۔

دنیا فانی ہے اور دنیا کی ہر چیز کس قدر چندروزہ ہے، مسلمانوں کا بادشاہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے میرا پاکستان ہے کچھ دنوں بعد وہی بادشاہ کہتا ہے کہ میں فی الحال ملک میں آنہیں سکتا ہوں، یہاں میرے لئے ذرا خطرات ہیں۔ایک کارخانے، فیکٹری کا مالک جب اچھے حالات ہوتے ہیں تو خوب گم ہوتا ہے دنیا میں، پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہی کہتا ہے کہ مجھ پر اتنا زیادہ پریشر ہے کہ لگتا ہے یہ سب کچھ چھوڑ کے بھاگ جاؤں۔یہ اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے کہ میں نے آپ کے لئے خوشیوں کا پورا ساز وسامان اور آپ کی خوشیوں کا پورا دن

رات پوری زندگی نہ ختم ہونے والی وہ جنت بنائی ہے آپ اس کے لئے کوشش کریں ''وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ '' کوشش کروایک تو تمہاری بخشش ہوجائے اور تمہیں جنت مل جائے کیونکہ بغیر بخشش کے تو جنت نہیں ملتی وہ تو'' اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ '' (آل عمران آیت ۱۳۳) وہ جنت تو صرف ایمان والوں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

''موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا ومافیها''

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۴۹)

اتنی جتنی جگہ میں رکھی جاتی ہے اتنی جگہ بھی کسی کے لئے فیصلہ ہوا کہ یہ اس کی ہے جنت میں، پیغمبر نبوت کی زبان سے فرماتے ہیں دنیا سے اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ اور ایک یہودی کے درمیان مکالمہ

حدیث شریف میں ہے ایک یہودی عالم آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ آپ سے کچھ علمی باتیں کرتا ہوں آپ ﷺ نے کہا بہت اچھا اس نے کہا یہ ساتوں زمینیں اللہ کی ایک انگلی پر اور یہ ساتوں آسمان دوسری انگلی پر ہیں، حضرت نے فرمایا کہ ہاں، اس نے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھک جائے اور وہ اسے پھینک نہ دیں۔آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کو یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیاں تھک پڑیں گی اور یہ پتا نہیں ہے کہ اللہ کتنا بڑا ہے

''لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ'' (البقرہ)

وہ تھکنے تھکانے والی ذات نہیں ہے اور یہ تو تعبیر ہے تمہیں سمجھانے کے لئے۔

پھر اس نے پوچھا کہ کیا جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! جنت کے شایان شان جنتی خواہشیں ہیں وہ پوری ہوں گی، تو اس نے کہا یہ صحیح ہے کہ ایک شخص کہے گا تھوڑا سا بیج بوتا ہوں دنیا میں اس کی عادت تھی کبھی گندم کا بیج زمین پر ڈالتا تھا فصل آتی تھی، کبھی مکئی کا، کبھی جوار کا، کبھی چاول کا، تو ایسا شخص جنت میں بھی اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ اچھی والی زمین دے دو تھوڑا بیج ڈالتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ بیج ڈالے گا لیکن ابھی وہ ہٹا نہیں ہوگا کہ پہاڑ سے بڑھ کر فصل نیچے سے اوپر آچکی ہوگی تو وہ ہنس پڑا اور اس نے کہا یہ تو کوئی آپ کا قرشی ہوگا ہم نہیں ہوسکتے، حالانکہ کھیتی باڑی والا وہ تھا آپ ﷺ بھی مسکرائے اور آپ ﷺ نے آیت پڑھی

"وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" (زمر آیت ۶۷)

پھر بھی خدا کو پہچانتے نہیں ہیں اللہ کتنی قدرتوں کا مالک ہے۔

بروزِ قیامت اعمال تلنے کی کیفیت

صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے اور اس کے اعمال کافی کم تھے اور یہ فیصلہ نہ ہوسکا کہ یہ جنت چلا جائے، اس کے اعمال میں نیک اعمال بہت کم تھے وہاں تو تول ترازو لگتا ہے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ "جن کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوجائیں گے "فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" وہ کامیاب ہیں "وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ" اور جن کے نیکیوں کے پلڑے کم نکلیں گے

فَاُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ "(مومنون آیت ۱۰۲، ۱۰۳) تو اس کا نقصان ہوگا، وہاں پورا ترازو لگتا ہے" لہ لسان ولہ کفتان "درمیان میں روک ہوگا اور دو پلڑے لگے ہوں گے اور ایک پلڑہ "من النور "روشن ہے اور وہ جنت کی سیدھ میں ہے اور دوسرا پلڑا بالکل سیاہ ہوچکا ہے اور وہ دوزخ کے سیدھ میں ہے، ترازو جس جگہ لگتا ہے وہاں حضرت آدم علیہ السلام بھی کھڑے ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام بھی کھڑے ہیں اور ملک الموت بھی موجود ہے، اس کی تشریح اس طرح سمجھ لو کہ کیس جب ہوتا ہے اور عدالت میں پیش ہوتا ہے تو ایک علاقے کا تھانیدار جاتا ہے کہ میرے علاقہ میں یہ سانحہ پیش آیا ہے تو ملک الموت تو اس لئے ہوگا کہ اس نے روح نکالی ہے اور پھر دوسری طرف میت والے بھی ہوتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی آل واولاد ہے، وہ بھی موجود ہوں گے اور پھر عدالت میں ایک سرکاری وکیل ہوتا ہے، جبریل جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرکاری وکیل کی جگہ ہے تاکہ حساب کتاب پورا ہو آپ کو پوری عمر دی گئی ہے پوری توفیق دی گئی ہے پوری باتیں سمجھائی گئی ہیں۔

تو ترازو کے بعد جتنے لوگ حساب کتاب میں کامیاب ہوئے ہوں گے انہیں جنتوں کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔

نہ قافلہ چہ دا یمین یسار بیلے گی
اے حافظا تہ بہ مل دا کوم کاروانے

اصحاب الیمین جن کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہوں گے ان کے لئے کہا

جائے گا، یہ سب جنتی ہیں دائیں اور بائیں کا فرق کرنا چاہیے اور جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہوں ان کے بارے میں ملائک کو کہا جائے گا کہ یہ سب دوزخی ہیں سیدھا جہنم لے جاؤ۔

جنت کی حرص اور اللہ تعالیٰ کی لامحدود مہربانیاں

ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کے اعمال میں وزن نہیں ہوگا اور اس کی نیکیاں کم رہ جائیں گی کچھ دیر تک اس کو کھڑا کیا جائے گا لیکن فضل الٰہی جب ساتھ نہیں دے گا تو نیکیوں میں وزن کہاں سے آئے گا

''وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ'' (اعراف آیت ۸)

اس دن تول ترازو برحق ہے، یہ کوئی گپ شپ کی بات نہیں ہے یہ حقیقت کا سودا ہے۔ ایک شخص بالکل اکیلا رہ گیا، جنتی جنت میں داخل ہوگئے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوگئے اور اسے اکیلا فرشتوں نے پکڑا ہوا ہے، میدان میں کھڑا ہوا ہے حشر میں، جب اللہ تعالیٰ کہے گا اس کو جنت کی طرف سے جہنم لے جاؤ جب وہ جنت کے سامنے سے گزرے گا اور ''ورأ بهجتها ورونقها'' وہاں کی خوبصورتی اور اعلیٰ مناظر دیکھے گا، پہلے تو یہ کہے گا کہ یا اللہ تیری جلالت کی قسم کہ مجھے جہنم سے پھیر دے تو وہاں کا بھڑاس اور دھواں اور بدبو آرہی ہوگی اس سے کہا جائے گا کہ ذرا چند قدم آگے لے چلو آگے جب چلے گا تو جنت نظر آئی کہا قریب کرو اور قریب کرو اور ہر دفعہ قسم کھاتا ہے کہ اور نہیں مانگوں گا اللہ تعالیٰ کہے گا کہ کتنی قسمیں تم نے کھائی کہاں سے چل پڑے ہو اور ہر دفعہ قسم توڑتے ہو وعدہ توڑتے ہو

آخری وعدہ کر لے گا بس صرف مجھے جنت کا دروازہ اور اس کے اندر کی رونق اور خوشیاں ترو تازگی، بہاریں، باغات، پھل میوے اور ان کے خوشبو اور نظارے دیکھنے دیں یہی گزارا کافی ہے کچھ دیر کھڑا ہوگا اس کے بعد شروع ہو جائے گا ''یارب لاتجعلني اشقى خلقك'' خدایا مجھے بدبخت نہ بنائیں اور مجھے جنت میں داخل کریں حق تعالیٰ کافی دیر تک اسے خوب ڈانٹے گا کہ وہ وعدہ توڑا، وہ وعدہ توڑا، آخیر میں حق تعالیٰ فرشتوں سے کہیں گے کہ اس کو جنت میں داخل کرلو۔ جب وہ جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس کو کہا جائے گا جنتیں بہت زیادہ ہیں وہ کہے گا مجھے چھوٹی سی چھوٹی جس سے زیادہ کوئی چھوٹی جنت نہ ہو مجھے اس میں داخل کردیں تو حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ یہ جو موجودہ دنیا ہے جس سے یہ آچکا ہے اس سے دس گنا جو بڑی جنت ہے وہ سب سے چھوٹی ہے وہ اس کو دے دو۔

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًاo خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا'' (کہف آیت ۱۰۷،۱۰۸)

ہمیشہ اس میں رہیں گے کبھی بھی وہاں سے ادھر ادھر ہونا نہیں چاہیں گے، اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی دنیا پیدا کی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیغمبر اسعد السادات ختم المرسلین محمد عربی ﷺ تک سچے صادق ومصدوق انبیاء بھیجے، کتابیں نازل کیں، صحیفے اتارے، عقل نقل روایت درایت سب کا ایک مقتضیٰ ہے کہ دنیا کے اختتام پر مومن کو ایمان اور نیک اعمال کی وجہ سے جنت ملنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے بچائے

''فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ'' (آل عمران آیت ۱۸۵)

جو جہنم سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا اسے ساری کامیابیاں مل گئیں،

''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا'' (مریم آیت ۹۶)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور عمل کئے نیک اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت کا فیصلہ کرے گا۔ نیک اعمال میں یہ کمال ہے کہ خدا کے باصفا بندوں کے دلوں میں محبت آجاتی ہے۔

سانحہ احسن العلوم اور ملک بھر کے علماء

ابھی دو تین دن کے لئے بعض کاموں کے لئے میں پشاور، اکوڑہ، جہانگیرہ، اسلام آباد، گوجرانوالہ، لاہور ایک ایک دن کے لئے کہیں رات کہیں نہیں، آپ تصور نہیں کر سکتے یہ احسن العلوم کے واقعات پر وہاں کے علماء اور نمازیوں کا رونا دھونا ایسا ہے جیسے آج ہوا ہو اور ان کے یہاں ہوا ہو، بعض جگہ بڑی مسجدوں میں جانا ہوا خاص کر فجر میں کیونکہ فجر میں خصوصی دعا آمین کی جاتی ہے اور ظالموں کی دسترس کو توڑنے اور ان کے پنجہ ظلم سے معاشرے کو نکالنے کے لئے اللہ سے استغاثہ کیا جاتا ہے اس پر جیسے خوشی اور سکون وہ محسوس کرتے تھے یہ آیت ذہن میں گونج جاتی تھی کہ دیکھو ان کو کتنا احساس ہے اور کتنا غم ہے اور کتنا صدمہ ہے آنسو ویسے نہیں آتے آنسو دکھے ہوئے دل سے آتے ہیں۔ بڑے بڑے اکابر علماء جب وہ یہاں کے طلبہ اور یہاں کے مولانا اسماعیل کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے چہرے تر بتر ہو جاتے ہیں، کوئی شک نہیں ہے کہ پورے عالم کے مسلمان ہمارے بھائی ہیں شام میں اور مصر میں جو مارے جاتے ہیں، عراق میں جو نا کارہ فضا ہے۔

پشاور میں جس طرح قیامت برپا کی گئی ہے اور آئے دن نہتے مسلمان تہہ تیغ کئے جاتے ہیں وہ سب باعث صدمہ ہے، فوج پر حملہ ہو، رینجرز ہو، پولیس ہو یہ سب حفاظتی ایجنسیاں ہیں کسی سے اگر فرائض منصبی میں کمی کوتاہی ہوتی ہے تب بھی ہماری اللہ بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ اللہ اسے معاف فرمائے، اس کی وجہ سے بھی گھر اجڑتے ہیں ان کے بھی ماں باپ ہیں اور وہ غموں میں ڈوبتے ہیں ان کے بھی بال بچے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے یتیم ہوتے ہیں یہ انصاف نہیں ہے کہ ایک طبقہ اپنا غم محسوس کرے اور دوسرا طبقہ خاموش رہے یہ مسلمان کی شان نہیں ہے،

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم فقیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

لیکن علما طلبہ ان کی قدر و قیمت

قدرِ زر زرگر شناسد قدرِ جوہر جوہری
قدرِ گل بلبل شناسد قدرِ دُلدُل را علی

بعض شکل میں خاص لگتے ہیں لیکن ان کا دل بہت سخت ہوتا ہے اور وہ ایسے موقع پر مزید سرتابی اور سرکشی کا شکار ہوتے ہیں یاد رکھیں یہ انسان نہیں ہوتے یہ پتھر ہوتے ہیں

دغا زڑے نہ دے شن کانڑے دَ صحرا دے
او پہ زخمی زنگڑی چہ دے اونہ دردے دو

یہ دل نہیں ہے صحرا کا ہرا پتھر ہے جو کسی دوسرے انسان کا درد محسوس نہ کر سکے

بعض عوام ہیں، دور دراز رہتے ہیں، ان کے اعمال بھی قدرے کمزور دکھائی دیتے ہیں لیکن دین کے صدمے اور اہل دین کی پریشانیاں اور ان معصومین اور بے قصور لوگوں کا اس طرح راستے سے ہٹایا جانا اور دنیا سے گزرنا بہت شاق گزرتا ہے۔

ابا سین را غلے نہ وے پہ گنگا خروکی چا منتل ٹیکونا

یہ انسانیت کا اعلیٰ درجہ ہے

مختلف مسلمان سلاطین کی قربانیاں

محمد بن قاسم (رحمہ اللہ)

وہ محمد بن قاسم مسلمانوں کا عظیم سپہ سالار صرف ۱۷ سال کی عمر میں ایک مظلوم لڑکی کی فریاد پر یہاں آیا سندھ کے قزاقوں کو سزا دینے کے لئے اپنے ہمراہ عربی لشکر لے کر آیا، انہوں نے کتنی تکلیفیں گزاریں، کتنی مشکلوں سے دریا پار کیئے، اس کی کوئی حیثیت نہیں لیکن انہوں نے اس ظالم کو ٹھکانے لگایا اور اپنی جان لڑادی بغیر کسی لالچ اور طمع کے، انہوں نے راجہ داہر کو اس کے انجام تک پہنچایا جس کی نگرانی میں نہتے مسلمانوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو رہی تھی، تاریخ ان کو عظمت سے یاد کرتی ہے اور ایک عرب نے محمد بن قاسم کے بارے میں کہا ہے

ان السماحة و الشجاعة و الندٰء
لمحمد ابن قاسم ابن محمد

شجاعت، سخاوت و بہادری قربان جائے محمد بن قاسم پر

سلطان محمود غزنوی (رحمہ اللہ)

وہ محمود غزنوی، غزنی سے چلا اور دریائے سندھ کو تیراکی سے پار کر کے یہاں سترہ مرتبہ آیا اور ظالم اور جتنے ناکارہ عناصر تھے جو مسلمانوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے ان کو شکست دی، ان کے مندروں کی بیخ بنیاد نکال کر رکھ دی، تمام شرک اور گمراہی کے اڈوں کو تہس نہس کر دیا، تمام غیر مسلموں کے کانوں کو چھدوا کر اس میں مورکیاں ڈالیں کہ پتا چلے کہ یہ غیر مسلم ہے، یہ مندر کو پوجتا ہے، یہ خدا وحدہ لاشریک کا ماننے والا نہیں ہے، تاریخ نے ان کو محمود الملت والدین، یمین الدولۃ لکھا ہے، ایسا بادشاہ تھا جس کی سلطنت خیر سگالی اور خوشیوں سے لبریز تھی۔

شہاب الدین غوری (رحمہ اللہ)

وہ غورستان میں شہاب الدین خواب دیکھتا تھا کہ

''اے شہاب الدین غوری شطاب کن و بر جانب ہند توجہ کن وایں پرتھوی راج مردود خدا را زندہ بگیر خداوند تعالیٰ سلطان ہند با تو عنایت فرمودہ اند''

او شہاب الدین غوری جلدی کر اور ہندوستان کی طرف توجہ کر و اس ظالم کو جو مسلمان مؤذن کی اذان دینے پر اس کی زبان کاٹتا ہے اور گائے کٹنے پر کئی خاندانوں کے گلے کاٹتا ہے اور مسلمان پردہ نشین مہذب بچیوں کو شادی سے پہلے ہندو چھوکروں سے داغدار کراتا ہے اس ظالم کو زندہ پکڑو خدا نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین آپ کے حوالے کر دی جائے گی۔ خواب دیکھنے کے بعد، خواب عجیب و غریب ہے بادشاہان دیکھے

اور اس طرح علاقے کا نام لے کر وہاں کے بادشاہ کا نام لے کر خواب میں بتایا جارہا ہے، دربار کے اندر علماء کو فضلاء کو اور قابل معبرین کو جمع کیا سب نے ایک ہی بات کہی کہ ہندوستان ایک ملک ہے اور وہاں شاید مسلمان بہت پریشان ہیں۔ یہاں حالات دیکھے گئے خبر چلی گئی اور واپس آیا شہاب الدین لشکر لایا اور نارائن کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہوئی اتفاق سے اسے شکست ہوئی اور واپس روانہ ہوا پشاور سے اوپر جنگل میں اذان سنی مغرب کی، دیکھا ایک ملنگ نے اذان دی اور ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے بادشاہ گھوڑے سے اترا اور ملنگ بادشاہ کو کہا نماز پڑھیں نماز کے بعد ملنگ نے پوچھا کون ہو کہاں سے آئے ہو؟ کہا غورستان سے آیا ہوں شہاب الدین نام ہے کہاں گئے تھے؟ کہا ہندوستان، پھر؟ کہا شکست ہوگئی اسباب کم تھے پھر کیا کروگے کہا تین سال بعد دوبارہ آؤں گا اور بارہ ہزار فوج لاؤں گا ترمذی شریف کتاب الجہاد میں ہے بارہ ہزار اسلامی فوج عقیدہ توحید وسنت سے جب پختہ ہو ان کو کبھی شکست نہیں ہوگی۔

ملنگ باچا نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی شہاب الدین روانہ ہوگیا چار پانچ سال بعد دوبارہ آیا اور ہندوستان میں لڑائی لڑی اور پرتھوی راجہ زندہ پکڑا گیا اور مسلمانوں کو فتح ہوگئی۔

شہاب الدین نے پوچھا کہ کوئی جگہ ہے ہم نے جنگ فتح کرلی، نماز جماعت سے پڑھوں کہا گیا کہ جب جنگ شروع ہوئی تھی پیچھے ایک میدان ہے اس میں ایک ملنگ آیا ہے اور ڈیرہ ڈالا ہے اذانیں دیتا ہے اور نمازیں پڑھتا ہے شہاب الدین گلی میں پھر دوسری گلی میں پھر تیسری گلی میں کوئی چھوٹا سا میدان تھا اس میں ملنگ باچا عشاء کی نماز کے انتظار میں اذان دے کر کھڑا تھا بادشاہ کو کہا تکبیر پڑھو نماز پڑھائی نماز کے بعد شہاب الدین

نے دیکھا تو ملنگ باچا کے کپڑوں پر خون کے قطرے تھے شہاب الدین سمجھ گیا کہ ملنگ باچا بالفعل جہاد میں شریک تھا۔ اس زمانے کے پیران طریقت کہتے ہیں ہم پیر ہیں یہ اسلام کے پیروں کے قصے ہیں بادشاہوں کو عقل اور راستے سکھاتے ہیں اور شہاب الدین کو فتوحات کی مبارک بادی دی شہاب الدین نے کہا میں زیادہ ٹھہر نہیں سکوں گا دہلی کی سلطنت بڑی مشکل ہوتی ہے ملنگ نے کہا میرا ایک خلیفہ ہے قطب الدین ایبک اس کو دہلی کا بادشاہ بناؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ پتہ بھی نہیں ملے گا، اس نے کہا بن گیا بادشاہ نے جب غور کیا یہ وہی ملنگ ہے جو جنگل میں ملا تھا اور یہ وہی شخص ہے جو خواب میں آتا رہا۔

اس بزرگ ہستی کا نام تھا خواجہ خوجگان غریب الملۃ سید المساکین معین الدین چشتی رحمہ اللہ

وہ تو آباء تھے تمہارے بتاؤ تم کیا ہو

مسلمان بُرے حالات سے نہیں گھبراتے

تو ہر دور اور ہر زمانے میں مسلمانوں کے غم کو چاہے وہ کہیں بھی ہو دوسرے مسلمان اس کو اپنا غم سمجھتے ہیں اور ہر بار مسلمانوں نے مسلمانوں کے ہاتھ بٹائے ہیں، ان کے تعاون کے لئے جانیں پیش کیں اپنی عزت وراحت کا کبھی بھی خیال نہیں کیا، بڑے بڑے لوگوں کو میں جانتا ہوں جب تزلزل کا شکار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اس لئے کہتے ہیں "فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ" "جم کے رہیں جیسا کہتا ہوں" "وَمَنْ تَابَ مَعَكَ" "اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی سیدھے رہیں" "وَلَا تَطْغَوْا" (ھود آیت ۱۱۲) ادھر ادھر ہونا نہیں تمہارے اعمال کو خدا خود دیکھ رہا ہے، یارب ہمیں استقامت علی الحق نصیب فرما۔

جو میں نے شروع میں آیتیں پڑھیں جن میں جنت کا ذکر ہے، جنت کوئی ایسا مزہ کا حلوہ نہیں ہے کہ آرام سے مل جائے سب سے پہلے ہے" قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ "جو لوگ رب اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے" ثُمَّ اسْتَقَامُوْا "پھر وہ اس کلمہ توحید پر ڈٹ کے رہے جم کے رہے، وہی استقامت جو نبی کو حکم ہے وہی استقامت امت سے بھی مانگی جا رہی ہے۔ استقامت خیر پہ قائم رہنا ہے

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

" اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا " (حم سجدہ آیت ۳۰)

جم کے رہیں، کہتے ہیں بزدل آدمی روز مرتا ہے کیونکہ وہ ڈرتا ہے اور بہادر ایک دفعہ مرتا ہے کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ مرنا طے شدہ ہے، سب کو موت آنی ہے، موت اس کی نہیں ہے جو حق کے لئے مارا گیا وہ زندہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

" وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ "

(بقرہ آیت ۱۵۴)

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

نہیں برسوں پہ کچھ مدار حیات
موت پر زندگی تمام نہیں

کلک" یہاں تک کہ آپ پورے علم کے ہو جائیں

علم کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں چل سکتی

میں میٹرک ریگولر کر چکا تھا اور ساتھ ساتھ کتابیں پڑھتا تھا تو یہ خیال آیا کہ انگریزی تعلیم بھی ساتھ رکھی جائے یا صرف کتابیں پڑھی جائیں، عجیب واقعہ یہ ہوا کہ اس زمانے میں کراچی سے خطیب آیا تھا ہمارے علاقے میں جمعہ کے لئے، انہوں نے بڑا زبردست وعظ کیا، بہت بہترین بڑا اچھا اس زمانے میں مولویوں کی قراقلی ہوتی تھی وہ بھی قراقلی پہنے ہوئے تھے اور شیروانی کا رواج تھا تو شیروانی بھی پہنے ہوئے تھے اور بڑے خاص طریقے سے پشتو اور اردو ملا کر خطاب کیا ہم سب سنتے رہے۔ نماز کے بعد ان کے سامنے میرے بارے میں یہ مشورہ رکھا گیا کہ یہ کسی دینی مدرسے میں علم کے حصول کے لئے جائے یا یہیں گاؤں میں پڑھے اور ساتھ کالج بھی جاری رکھے، ان کی رائے یہی تھی کہ یہ کالج بھی پڑھے۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ وہاں ایک شاعر بیٹھا ہوا تھا وہ شاعر عمر میں کم تھے لیکن علم میں اس عالم سے بڑھ کر تھے اور میں ان کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ بڑے علماء کے شاگرد تھے ان کا نام عبدالوہاب شبنم تھا، ان سے بھی پوچھا گیا کہ آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے، انہوں نے جواب میں ایک شعر پڑھا

چہ پہ دوہ بیڑو کی خپہ کیدی بد حرص
نو وا دے کس بہ ڈوب دہ خبر بہ یگی

جو لالچی انسان ایک وقت میں دو کشتیوں میں پیر رکھتا ہے یہ ڈوب کے رہے گا۔

میں نے اس وقت کان پکڑ لئے اور عہد کیا کہ یہ اب میں صرف علم پڑھوں گا، وہ مشورہ دینے والے عام تھے عمر پر تھے مگر ان کا ذہن دنیا کا تھا اور یہ شاعر تھے لیکن عقل اور رسائی اتنی زبردست تھی کہ علماء بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے، میں ہمیشہ ان کا شکرگزار رہوں اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔

ہمارے یہاں نظام میں بھی جتنے طلبا پڑھنے کے ساتھ بی۔اے، ایم۔اے اور مختلف ڈگریاں لیتے ہیں یقین کرلو ان کے علم کا قطعا اعتبار نہیں ہے، وہ پروفیسر صاحبان ہیں، لیکچرار ہیں، انجینئر ہیں، ڈاکٹر صاحبان ہیں اور ان کے مقابلے میں جو خالص ومخلص طالب ہے صرف اور صرف کتابوں کا ہے اللہ تعالیٰ بھی آگے ان کو موقع دیتا ہے ان کے لئے میدان خالی ہوتا وہ حدیث، فقہ، تفسیر، افتاء، امامت، خطابت اور مواعظ میں وقت کے بادشاہ مانے گئے ہیں۔ چنانچہ مجھ پر یہ حقیقت اتنی واضح ہوچکی ہے کہ میں کبھی کبھی اس پر جو میں نے دس سال اسکول باقاعدہ پڑھا ہے، اللہ سے معافی مانگتا ہوں، استغفار کرتا ہوں کہ بہت بڑی کمزوری اندر ڈال دی گئی کاش کہ اسکول کا دروازہ نہیں دیکھتا اور صرف اور صرف مدرسہ پڑھتا تو مجھ میں اور مولانا انور شاہ میں، مجھ میں اور مولانا اشرف علی میں، مجھ میں اور مفتی کفایت اللہ میں، مجھ میں اور مولانا حسین احمد صاحب مدنی میں فاصلہ کم ہوتا، یہ جو فاصلہ ہے یہ وہی سکول وکالج کا پیدا کیا ہوا ہے

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی
یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں سے بھی خوبصورت اور بہترین فصل آرہی ہے

ہمارے ایسے قیمتی ساتھی ہیں ہمارے مزمل صاحب داؤد انجینئرنگ کے فرسٹ کلاس کے پروفیسر ریٹائرڈ ہوئے ہیں پنشن وہیں سے لیتے ہیں عمر بھر تنخواہیں وہیں سے لیں۔ آج گذری ہوئی رات کو بھی ایک مضمون لکھتے ہوئے میرے ساتھ رہے ساڑھے تین بجے رات تک، یہ بیماری وہی تو ہے وہ غریب بھی بیٹھے رہے کالج اسکول والے زیادہ جلدی بوڑھے ہوتے ہیں۔ وہ مضمون بھی ایسا تھا جو کہ مجھے ماہنامہ ''الاحسن'' کے ایڈیٹر عزیزم ہمایوں مغل کو دینا تھا سارا ''ماہنامہ الاحسن شہداء نمبر'' میری وجہ سے رکا ہوا تھا وہ مضمون رات کو اس کے حوالے کردیا۔

نمازِ فجر کی پابندی تمام نعمتوں اور برکات کی پونجی ہے

مدرسوں والے جلدی بوڑھے نہیں ہوتے یہ ہمیشہ تازہ دم ہوتے ہیں، مجھ کو ایک نمازی نے خط لکھا ہے ہمارا دوست ہے بڑا مخلص اللہ اس کو صحت دے بہت بہترین انسان ہیں اس نے لکھا ہے کہ وقت کے گزرنے سے ہم مر گئے آپ جوان ہوتے جارہے ہیں تو میں نے کہا سارے ایک ہی دن میں مریں گے کیا؟ میں جوان رہوں تو آپ کے لئے دعائیں کروں گا، ختمات کروں گا کہ خدایا اس کو معاف کردو مجھے ساتھ کیوں مار رہے ہو؟ مطلب ان کا یہ تھا آپ نمازیں طویل پڑھا رہے ہیں خاص کر فجر میں بہت شوق سے پڑھاتا ہوں اور جب میں فجر میں نہ پہنچوں یا فجر نہ پڑھا سکوں پورا دن میں اپنے آپ کو مجرم سمجھتا ہوں کہ عالم ہوکر استاد ہوکر امام خطیب ہوکر ہزاروں آدمیوں کا شیخ ہوکر آپ فجر میں نہیں پہنچتے ہیں آسمان نہ ٹوٹے، فجر کی حاضری تو قرآن میں ذکر کی گئی ہے

،ابوداؤد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں ان کا کیا مقام ہے اور اس میں حضرت انس اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما دونوں روایت کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی ہستی کبھی بھی نہ تھی لیکن آپ ﷺ کی تشریف آوری پر ہم قیام نہیں کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ بہت خفا ہوتے تھے۔ بعض علماء نے یہ گنجائش پیدا کی ہے کہ راستہ دینے کے بہانے کچھ لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کوئی مہمان آیا ہے، کوئی بزرگ آئے ہیں، عالم آیا ہے، استاد آئے ہیں، تو ہم ان کو جگہ تو دیں گے کہ حضرت تشریف لائیں۔

دیگر صورتوں میں قیام کا مسئلہ

ایک روایت ایسی بھی آئی ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ حضرت سعد ابن معاذ (رضی اللہ عنہ) کے لئے کھڑے ہوجاؤ اور اسی سے شاید علماء دین نے مشائخ اور بزرگوں کے لئے قیام کا مسئلہ لکھا ہے، وہ ایک قبیلے کا فیصلہ تھا اور اس قبیلے والوں کی یہ خواہش تھی کہ یہ فیصلہ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کریں وہ جب آئے تو آپ ﷺ نے کہا'' قوموا الیٰ سیدکم '' اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوجاؤ بس یہ لفظ لے لیا بھائیوں نے اور کتابیں لکھ ماریں۔ آگے لکھا ہے'' نزلوا علی حکمک '' (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۹۱) سواری سے نیچے اتارو کیونکہ وہ بیمار تھے، اس سے پتہ چلا کہ یہ قیام تعظیم کے لئے نہیں تھا یہ تو ایک ضرورت تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے قیام کرنے کو کہا، کوئی بیمار اگر گاڑی میں بیٹھا ہوا ہے تو اس کے لئے اٹھنا کہ اسے نیچے اتارو، اس سے تعظیمی قیام کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔ بعض روایات میں ہے بلکہ بخاری میں ہے کہ واقعہ افک میں

''اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا '' (اسراء آیت ۷۸)

بڑے سے بڑے جرائم پیشہ کو جس کی شکل میں عید کے دن بھی نہیں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن جب وہ فجر میں آتا ہے میں دل میں کہتا ہوں سارا اختلاف ختم کردوں اور اس سے گذارش کرتا ہوں میرے ساتھ ناشتہ کریں گرم گرم چائے پئیں ساتھ، پرانی باتیں سب ختم ہوگئیں۔

گلے لگتے ہی جتنے تھے گلے سب بھول گئے
وَرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا

لوگوں کے ساتھ درگزر کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے

یہاں یہ بھی ایک مسئلہ ذکر کروں کہ لوگوں کو معاف کرنے کے لئے بہانہ بناؤ، سختی کرنے کے لئے بہانہ نہیں بناؤ، شریعت اسے پسند نہیں کرتی کہ آپ لوگوں کا مؤاخذہ کریں اور حدیث میں آیا ہے کہ جنہوں نے لوگوں کے ساتھ شدت کی ہے وہ خدا سے بھی شدت پائیں گے'' والعیاذ باللہ واستغفر اللہ'' ہم اللہ تعالیٰ سے ہر قدم پر معافی کا طلبگار ہیں، ہم بھی نرمی چاہتے ہیں، ہمارے ساتھ احسان فرمائیں، اے اللہ ہم آپ کی شدت اور زور کی کہاں تاب لاسکتے ہیں ہم تو ریزہ ریزہ ہوجائیں گے ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ اٹھ بھی نہیں سکیں گے۔

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہے انہوں نے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما نے ان باتوں میں حصہ لیا تھا جس کی وجہ سے بی بی عائشہ (رضی اللہ عنہ) کے پاک دامن پر

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے لئے آیت نازل ہوئی سورۂ نور میں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ''سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ'' (نور آیت ۱۶) جس طرح میری الوہیت کا دامن پاک ہے اس طرح عائشہ بی بی تہمت سے پاک ہے اور اس الزام کو اللہ نے بہتان عظیم کہا، تو ان آیات کے نزول پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ کو کہا ''قومی الیٰ رسول اللہ'' اٹھو اور حضرت (ﷺ) کے آداب بجالاؤ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ''لا واللہ لا اقوم الیہ'' نہ، انہوں نے کہا حضرت تو یہیں بیٹھے تھے اور مجھے کہا کہ ''میرے کان میں کہو'' ''معافی مانگو'' ''میں استغفار کرلوں گا'' لیکن اقرار کرلو حضرت (ﷺ) تو اس طرح باتیں مجھ سے کرتے تھے کہ جیسے میں ہی قصوروار ہوں، میں ان کے لئے کیوں کھڑی ہوجاؤں ''لا احمد الا اللہ'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۳۶۵) میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤں گی، بہت غصے میں تھیں بی بی عائشہ۔ یہ قیام بھی بعضوں کے یہاں تعظیمی ہے بعض کہتے ہیں حضرت کو بہت تکلیف پہنچی تھی اور معافی کے لئے تھا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آمد پر آپ ﷺ نے قیام کیا ہے اور آپ ﷺ نے کہا کہ قیامت کے دن جب فاطمہ آئے گی تو سب لوگ قیام کریں گے اور حکم ہوگا کہ نگاہ نیچی کرو فاطمہ بنت محمد آرہی ہے، علماء دین کہتے ہیں یہ مخصوص تھا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ، علماء دین فرماتے ہیں کہ نہ کھڑا ہونا بہتر ہے لیکن کھڑے ہونے کی اجازت آئی ہے۔

میں نے اس لئے ابتداء میں کہا کہ آج منتشر سی باتیں کرتا ہوں، طبیعت کی خرابی اور علالت کی وجہ سے مدلل اور مفصل کلام مشکل ہوجاتا ہے ''کلام العلیل علیل'' بعض

لوگ کہتے ہیں کہ محبت اور ادب ہے محبت اور ادب کھڑے ہونے کا نام ہے کیا؟

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

محبت کے آداب اور علم سے محبت

دل جب محبت سے بھرا ہوا ہو تو آداب آجاتے ہیں، اکثر لوگ رسمی ادب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بہت بڑا بہترین علم حاصل کیا علم کا مرکز صرف ہندوستان تھا افغانستان کے لوگ اور بھی ہر طرف سے دہلی، رامپور، کانپور، بدایون، لکھنؤ اور بعد میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم، دہلی کے مدارس امینیہ، صدیقیہ، فتح پوری یہ مراکز تھے اسلام کے، تو ایک آدمی بڑا بہترین علم حاصل کرکے اس وقت لوگ اچھے عالم بنتے تھے ایک طالب علم نے مجھ سے پوچھا کہ پہلے کیوں اچھے بنتے تھے اب کیوں نہیں بنتے؟ میں نے کہا آپ تو علم کے ساتھ وقت کا حساب کرتے ہیں اور گھڑی کو دیکھ کے ہمارے ساتھ علم حاصل کرتے ہیں کہ چھٹا سال ہے اور آٹھواں سال ہے، ہمارے یہاں جہانگیرہ میں ایک طالب علم تھا اس سے میں نے ایک دن پوچھا کہ کب آئے ہو؟ اس نے کہا ۴۲ سال ہوگئے دو چار کتابیں غریب نے پڑھی تھیں دارالعلوم دیوبند میں اور دیگر مدارس میں سلیبس اس طرح رکھتے تھے کہ بس آٹھ اور دس سال کے اندر آدمی کی کتابیں پوری ہوجاتی تھیں۔

علم کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ پیچھے کچھ بھی نہ ہو، امام بخاری رحمہ اللہ علم کے لئے جب نکل رہے تھے تو اپنی والدہ کو کہا (والد پہلے فوت ہوئے تھے) کہ جو میرا حصہ بنتا ہے وہ مجھے دے دیں والدہ نے کہا یہ زمینیں ہیں، یہ مکان، یہ باغات یہ آپ کے حصے

کے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ سارے بیچ دیئے اور اس کے بعد ایک حصہ اللہ کے نام پر خیرات کیا، ایک حصہ والدہ کو واپس کر دیا اور ایک حصہ جیب میں ڈالا اور کہا کہ اب اس سے میں سبق پڑھوں گا، والدہ نے کہا پڑھنے کے بعد کیا کرو گے، امام بخاری نے جواب دیا کہ پڑھنے کے بعد خدا تعالیٰ میرا انتظام کر دیں گے، اگر یہ سب چیزیں پیچھے ہونگی تو درمیان میں بار بار آنا پڑیگا کبھی باغ کو دیکھنے، کبھی زمینوں کو اور کبھی فصلوں کی دیکھ بھال کے لئے۔

ایسے کہاں علم آتا ہے، دارالعلوم دیو بند میں ایک طالب علم داخل ہو رہا تھا تو اس نے کمہار کو کہا کہ ایسا ایک خزانہ بنا لو خزانہ سمجھتے ہیں؟ اس زمانے میں مٹی کا بنتا تھا اس میں چھوٹا سا سوراخ ہوتا تھا اس میں پیسے ڈالے جاتے تھے واپس نکالے نہیں جاتے تھے۔ کمہاروں کے پاس تیار پڑے ہوتے ہیں اس نے خوبصورت اچھا والا اٹھا کر دے دیا وہ ساتھ لے گیا طلبہ سمجھتے ہیں اس کے پاس پیسے بہت ہوں گے اور اس میں ڈالتا ہوگا۔ اس نے یہ اپنے خطوط کے لئے بنوایا تھا، اس کے پاس جو بھی خط آتا تھا وہ اسی میں ڈال دیتا تھا، دوسرا خط آیا اس میں ڈال دیا، دس بارہ سال جب ہو گئے تو شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدر المدرسین دارالعلوم دیو بند حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ سے حدیث پڑھ لی دارالعلوم کا سبق مکمل ہو گیا، ساتھیوں سے میل ملاپ کی فارغ ہو کر کمرے میں آیا اور دیکھا توڑا ایک خط میں لکھا ہے دادی جان بہت بیمار ہے، دوسرے میں لکھا ہے فوت ہو گئی دعا کریں، تیسرے میں لکھا ہے نانی بھی بیمار ہے، سارے خطوط پڑھے اور آخر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سبق میں کوئی فرق نہیں آیا۔

''العلم لا یعطیک بعضہ حتی تعطیہ'' علم تمہیں کچھ بھی نہیں دے گا

اتارنے کی سنت کہ اتارنے میں بایاں مقدم ہے اب سوال یہ ہے کہ مسجد میں تو اندر آنا ہے اور دایاں داخل کرنا ہے لیکن اگر ایسا ہو جاتا تو پھر دایاں داخل کر کے بایاں اتراہی نہیں تھا یہ بے ادبی کی تھی تو بایاں نکال کے نیچے رکھو یہ نیچے رکھنے میں بندگی ہے عبدیت ہے، مسجد میں داخل ہوتے وقت دعائے رحمت ''اللھم افتح لی ابواب رحمتک'' محدثین نے کہا ہے کہ اس کے بعد درود شریف بھی ہے ''اللھم صل وسلم علی النبی'' اور جن کتابوں میں لکھا ''الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ'' تحقیق کے بعد پتہ چلا یہ غلط ہے، اس طرح درود شریف ثابت نہیں ہے نہ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' ثابت ہے خطاب کے صیغے سے جو ایک خاص فرقہ پڑھتا ہے اور نہ ''الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ'' غائب کے صیغے سے درود شریف جب بھی ہوگا اس میں خدا سے مطالبہ ہوگا جیسے ''صلی اللہ علیہ وسلم''، ''یا رب صل وسلم علیہ''، ''اللھم صل وسلم علیہ'' یہ اللہ سے مطالبہ ہے بغیر مطالبہ کے درود اسلام میں نہیں ہے۔ درود شریف پڑھنے کے بعد صفوں تک پہنچنے کے لئے دعا آئی ہے ''اللھم اغفرلی وارحمنی وتب علی انک انت التواب الرحیم'' اور ''انک انت الغفور الرحیم'' دونوں طرح ہے، یہ وہی دعا ہے جو نماز سے پہلے جو حضرات صفوں میں بیٹھے ہیں جس طرح آپ آکے بیٹھے ہیں، (اللہ تعالیٰ ہمیشہ سویرے آنا نصیب کرے) اور صفوں میں آنے کی فضیلت عطا فرمائے یہ ہمارا سرمایہ ہے آخرت کی پونجی اور خزانے تیار ہو رہے ہیں۔ اس وقت جب ایک نمازی صفوں کی شکل میں بیٹھتا ہے اور انتظار کرتا ہے جماعت کا، ہم اعظا کا اس وقت فرشتے دعا دیتے ہیں ''اللھم اغفرلہ وارحمہ وتب علیہ'' خدایا اس کی مغفرت فرما اللہ اس

پر رحمت نازل فرما اللہ اس کی توبہ قبول فرما'' آپ کو پتہ ہی نہیں لیکن فرشتے لگے ہوئے ہیں آپ کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ فرشتوں کا مقام تو عام انسانوں سے بڑھ کر ہے صرف انبیاء علیہم السلام سے کم ہے علی التحقیق مطلق انسانیت سے ملائک افضل ہیں اب سوچنے کی بات ہے کہ اگر کسی کو سید علی ہجویری دعا دیتے، شیخ عبدالقادر جیلانی دیتے یا معین الدین چشتی دیتے، فرید گنج شکر دیتے یا قطب الدین بختیار کاکی دیتے، نظام الدین اولیاء دیتے تو وہ شخص کتنا خوش ہوتا وہ کہ بزرگوں نے دعا دی ہم کسی کو دعا دیتے ہیں تو وہ کتنا خوش ہوتا ہے۔

میری ایک بڑی آرزو تھی کہ یہ دعا جو ہماری صفوں میں نماز کے انتظار میں فرشتے دیتے ہیں یہ ہمیں بھی پڑھنی چاہیے لیکن ایسے پڑھنے سے کیا فائدہ ملنا چاہیے، ۲۲ سال بعد مجھے امام بخاری رحمہ اللہ کی مشہور کتاب الادب المفرد میں مل گیا، انہوں نے لکھا ہے کہ جو لوگ صفوں میں نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور مسجد میں داخل ہوتے وقت بے شک وہ پڑھیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نمازی حضرات بھی پڑھیں ''اللھم اغفرلی وارحمنی وتب علی انک انت التواب الرحیم '' اور کبھی کبھی پڑھو ''انک انت الغفور الرحیم '' بہت خوشی کی بات ہے پیغمبر سے روایت کا ملنا عمل کا قبول ہونا ہے، فقہاء کہتے ہیں ہر عمل جو سنت کے مطابق ہے، وہ قبول ہے اور ہر عمل جو سنت سے ہٹا ہوا ہے وہ خطرے میں ہے اندھیرے میں، سکہ رائج الوقت اور اپنی طرف سے بنایا ہوا نوٹ دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے؟

صفوں میں بیٹھنے کے آداب

اس واسطے جو حضرات جماعت کے انتظار میں صفوں میں بیٹھے ہوتے ہیں درست

بات یہ ہے کہ آنے والا ان کو ''سلام'' نہ کرے فتاوی عالمگیری جلد پنجم، مرقاۃ شرح مشکوۃ اور دیگر کتب معتبرہ میں صراحت ہے ''فلا یسلم علیھم '' لوگ اس لئے تھوڑی بیٹھے ہیں کہ آنے والا ان کو سلام کرے گا، یہ تو انتظار صلاۃ میں ہیں، ''لو سلم علیھم الداخل اگر کوئی سلام کرلے'' وسعھم أن لا یجیبوہ'' گنجائش ہے کہ یہ جواب ہی نہ دے تاکہ اس کو پتہ چل جائے کہ واقعی مجھے سلام نہیں کرنا تھا۔ (فتاوی عالمگیری ج۵ص ۳۲۵)

یہاں محلے میں ایک بزرگ تشریف لاتے تھے بڑے عارف باللہ تو ایک دن مجھے خط لکھا کہ میں فجر میں آتا ہوں لوگوں کو سلام کرتا ہوں کوئی جواب نہیں دیتا میں نے ان کو یہ عبارت بھیج دی عالمگیری جلد ۵ کی کہ حضرت آتے وقت نمازیوں کو سلام منع ہے اور اگر سلام آپ نے کرلیا مسئلہ معلوم نہیں ہے تو جن کو معلوم ہے وہ لوگ جواب نہ دیں تاکہ وہ گنہگار نہ ہوں، بڑے خوش ہوئے قدردان آدمی تھے، دینی مسائل مسلمان کے باپ کی میراث ہے اور فرمایا کہ جہاں کہیں قیمتی بات مل جائے تو بہت زیادہ خوش ہونا چاہیے۔

امام کے آتے وقت لوگوں کا کھڑا ہونا

اب ایک مسئلہ یہ پیش آتا ہے کہ میں جب آتا ہوں تو آپ لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں تو اس سلسلے میں حکم یہ ہے کہ جو لوگ صفوں میں بیٹھے ہیں ان کو سلام نہ کریں آپ تو بیٹھے نہیں رہے کھڑے ہوگئے میں نے تو کئی دفعہ کہا ہے کہ نہ کھڑے ہوں یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے علماء دین کہتے ہیں کہ اتفاق ہے کہ علماء کرام کے آنے پر کھڑا ہونا چاہیے حالانکہ اتفاق نہیں ہے وہ اس طرح کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شمائل میں اور حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ترمذی میں وہ فرماتے ہیں کہ

''قال لم یکن شخصا احب الیھم من رسول اللہ ﷺ''

ہمارے یہاں پیغمبر سے بڑھ کر کوئی ہستی نہیں تھی

''وکانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیۃ لذلک''

(ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴ مزید تفصیل کے لئے ابوداؤد ج ۲ ص ۷۰۱)

حضرت (ﷺ) آتے تو ہم نہیں کھڑے ہوتے کیونکہ حضرت ﷺ خفا ہوتے تھے۔ ہمارے استاذ حضرت بنوری رحمہ اللہ تو اتنے سخت تھے کہ اگر ان کے لئے کوئی کھڑا ہوتا تھا تو وہ آتے آتے واپس چلے جاتے تھے۔ اس قسم کی روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصل تو کھڑا نہ ہونا ہے۔ استاذ گرامی قدر حضرت بنوری رحمہ اللہ نے اپنے ادارے میں یہ قانون بنایا تھا کہ جب کلاس میں بیٹھے ہوتے تھے استاد آتے کبھی بھی قیام نہیں کیا، منع تھا، بعض اساتذہ تو وارننگ دیتے تھے کہ سیدھا ہو جاؤ اور کسی کے آنے پر کھڑے نہ ہو ورنہ یہاں سے جانا پڑے گا، یہی اصل توحید ہے، توحید کا نفاذ کبھی بھی اس طرح نہیں ہوتا کہ آپ اس میں چاچا و ماما و کاکا کا خیال رکھیں۔

یہاں ایک بزرگ عالم تشریف لائے تھے وہ پڑھے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے تھے اور بہت نیک اور استاذ العلماء تھے، بعض علماء بڑے ہوتے ہیں لیکن مسائل پر نظر نہیں ہوتی، تو وہ کلاس میں گئے پھر آئے دفتر میں میرے پاس اور کہا کہ تباہی کا وقت آگیا میں نے کہا کیسے؟ کہنے لگے میں کلاس میں گیا تو کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا میں واپس آگیا میں ایسے گستاخوں کو، بے ادبوں کو نہیں پڑھاؤں گا، میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ ترمذی شریف ہے

جب استقامت کے ساتھ اپنے اسلام پر ڈٹا ہوا ہو تو پھر دنیا کی چیزیں بیکار معلوم ہوتی ہیں۔

اخبارات اور میڈیا کی جہالت اور بیوقوفی

اخبارات میں اور میڈیا والے ٹیلیفون کرتے ہیں کہ جی آج (۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء) قیامت آرہی ہے تجھ پر تو روز قیامت ہے لیکن عقل نہیں ہے۔ عورتیں بے پردہ پھر رہی ہیں قیامت ہے، فرض نماز نہیں پڑھی جاتی قیامت ہے، مغربی ایجنڈے کے لئے اسلامی ملک سرگرم عمل ہے اور اپنے لوگوں کو اس کی شاباش لینے کے لئے روز موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں یہ قیامت ہے، لیکن آپ کو عقل نہیں ہے۔ قیامت کب کی قائم ہو چکی ہے، ضرورت کیا ہے کہ پہاڑ اٹھا کے تجھے مارے اور زمین پھاڑ کے تمہیں دھنسا دے تم تو ویسے ہی قیامت کا منظر پیش کر رہے ہو لیکن تمہیں عقل نہیں ہے۔

وہ پرانے زمانے میں مشہور ہے کہ یہ حیوانات بھی کسی کسی دن بول پڑتے تھے کہتے ہیں کہ گیدڑ خربوزوں اور تربوزوں کے باغ میں بڑا نقصان کرتا ہے اچھا والا خربوزہ یا تربوز جو اچھا پکتا ہو اس کو کاٹ دیتا ہے تھوڑا سا کھا کے باقی چھوڑ دیتا ہے، تو باغبان بڑا تنگ آیا اس نے کسی عقل مند سے استاد سے مشورہ کیا کہ گیدڑ رات کو آتا ہے میں ساری رات بیٹھ نہیں سکتا ہوں کیا کروں اس نے کہا کہ ایک مرغا مرا ہوا مٹکے کے اندر ڈالو، یہ گوشت کا بہت شوقین ہوتا ہے خاص کر مردار کا اور وہ مٹکا باغ میں تربوز کے قریب رکھو گیدڑ آیا تربوز کھانے کے لئے لیکن قریب میں دیکھا تو واہ واہ۔ تربوز چھوڑ کر اس کے اندر سر ڈالا

سر باہر نہ نکال سکا پوری رات جھٹک کر وہیں رہ گیا، باغبان آیا اور ایک لمبا ڈنڈا ہاتھ میں تھا گیدڑ کو پکڑا اور رخت سے باندھا اور ڈنڈے سونے لگانے تو گیدڑ نے کہا مجھے چھوڑ دو قیامت آرہی ہے، باغبان نے کہا کہ کیا واقعی قیامت آرہی ہے؟ اس نے کہا بالکل جیسے آج لوگوں نے کہا۔ تو وہ آدمی غریب بے علم تھا مسلمان تھا نیک آدمی تھا اس نے کہا جب قیامت آہی رہی ہے تو میں نے باغ کا کیا کرنا ہے اور گیدڑوں کو کیا مارنا ہے، اپنا خیال رکھنا چاہیے اس کو چھوڑا جب چھوڑا تو وہ بھاگا اس سے پوچھا کہ قیامت آئے گی کب؟ اس نے کہا میرے اوپر تو آہی گئی تھی جب میرا سر مٹکے میں پھنسا ہوا تھا اور تیرے ڈنڈے پڑ رہے تھے۔

تو یہ بدھوقوم بے شعور لوگ جو نہ اسلام کا خیال رکھیں، نہ مسلمانوں کے درد وغم کا خیال رکھیں، نہ اپنے ملک اور شہر کو امن کا گہوارہ بنانے کا خیال رکھے تو ان پر روز قیامت ہے ان کے لئے 21 دسمبر کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شعور، حفاظت، امانت، طہارت، عفت اور درد وغم آپس میں شراکت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی دولت نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۶۵

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًو نذیراًو داعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ''

(بقرہ آیت ۱۷۹)

اللھم صل وسلم علی عبدک ونبیک ورسولک محمد احمد وعلی الہ واصحابہ وبارک وصل وسلم علیہ

مسائل کی مختلف اقسام

وقتی حالات کی وجہ سے آنے میں کچھ دیر ہوگئی تو خیال تھا کہ آسان آسان مسئلہ بیان کروں کیونکہ اس میں فوائد زیادہ ہیں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ترتیب کے ساتھ بیان کرنا علم کی ادا تو ہے مگر اس کے فوائد مشکل اور کم ہیں اور حسب ضرورت بیان جس میں بہت ساری چیزیں آجائیں اس میں لوگوں کا فائدہ زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دونوں کمال جمع کیے ہیں، بعض اوقات کوئی مضمون ایسا لگتا ہے کہ آیات کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے لیکن غور کرنے کے بعد جوڑ بھی نکل آتا ہے اور ربط بھی اور اس انتشار کا جب وقوع دیکھ لیا جائے تو اس کے بھی فوائد بہت زیادہ ہیں، تقریر میں کئی طبقے کے لوگ ہوتے ہیں، بہت سارے مسائل لے کر آتے ہیں، تو جب تقریر میں کئی طرح کے مسائل ہونگے تو بہت سارے لوگوں کو فائدہ ہو جائے گا اور اگر ایک مضمون ہی تسلسل سے چلے گا تو ایک ہی مسئلہ بیان ہوگا، بہر حال دونوں طریقے ہیں اور دونوں ہی کو علماء نے درست کہا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

ایک مسئلہ یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت بہت ساری سنتیں ہیں جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، جیسے آداب ہیں کہ جب بھی جوتا اتارو تو بائیں پیر سے پہلے اتارو اور پاؤں نیچے رکھو اس کے بعد دائیں پیر سے اتارو اور مسجد میں داخل ہوجاؤ اور دعا پڑھ لو ''اللھم افتح لی ابواب رحمتک'' تو اس میں کئی سنتیں زندہ ہوتی ہیں ایک تو جوتے

کچھ حرف گیری ہوئی اور تہمت لگی تھی، یہ تو پاک لوگ تھے حسان بن ثابت شاعر رسول اور مسطح ابن اساسہ (اثاثہ) ابوبکر صدیق کے رشتہ دار تھے یا بھانجے تھے بعض لوگ اچھے ہوتے ہیں لیکن لوگوں کی باتوں میں آجاتے ہیں، جب آیتیں نازل ہوئیں اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ہوئی تو وہ اصل منافق جو تھا جس نے بیڑا اٹھایا تھا وہ تو حیلے حوالے کر کے بھاگ گیا لیکن یہ سیدھے سادھے مسلمان تھے یہ پٹ گئے تہمت کی حد لگ گئی کوڑے لگے اور ابوبکر صدیق نے عہد کیا کہ ان کو سارا خرچہ عمر بھر میں دیتا ہوں اور میری ہی بیٹی عائشہ اور پیغمبر اسلام کی ناموس ام المؤمنین کے بارے میں انہوں نے بالکل احتیاط نہیں کی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مزید مجھ سے یہ لقمہ نہیں کھائیں گے اب عجیب بات سنو قرآن کی آیت آئی'' وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ '' بالکل بزرگ لوگ اور مالدار لوگ یہ قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں کو مسکینوں کو اور مہاجروں کو کچھ دیں گے نہیں'' وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا '' معاف کریں درگذر کریں۔ بیٹی پر تہمت لگائی ہے پیغمبر کے دامن پر دھبہ لگایا ہے لیکن بس ان کو ملامت ہوگئی، سزا مل گئی اب ان کو معاف کردو۔ آگے فرمایا'' أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ '' (نور آیت ۲۲) تم ان کو معاف کرو تو تم معاف ہو جاؤ گے، چنانچہ آیت پر ابوبکر صدیق زار و قطار روئے اور انہوں نے کہا'' بلی و اللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی '' (بخاری شریف ج۱ ص ۳۶۵) رب میں چاہتا ہوں کہ آپ معاف کریں اور ان کو کہا کہ پہلے جتنا دیتا تھا اب ڈبل ملے گا، اللہ نے حکم دیا ہے۔ انسان کو اپنا ایمان ایسا بنانا چاہیے ضروری نہیں ہے کہ ہم جس کو غلط سمجھیں وہ واقعی غلط ہو۔

معاف کرنا اور رحمتوں سے پیش آنا غصہ پی جانا شریعت میں پسندیدہ ہے، میں کہتا ہوں معافی کے لئے بہانہ ڈھونڈو، تعلق بحال کرنے کے لئے وجہ بناؤ، توڑنے کے لئے وجہ مت بناؤ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

شیطان کا سب سے بڑا حربہ ! دلوں میں تفرقہ

حدیث شریف میں ہے کہ وہ بڑا شیطان جو ہے تمام شیطانوں کا سردار، وہ وسواس اور خناس جس نے حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی کی اور آپ کی خدمت میں حکم الٰہی کے باوجود سجدہ نہیں کیا کہتے ہیں وہ بڑا شیطان سمندر پر ہر روز عصر کے وقت تخت بچھاتا ہے اور سارے جہان کے شیاطین دن بھر کی کارگزاریاں پیش کرتے ہیں، اتنی دکانیں جلوائیں، اتنے لوگوں کو لٹوایا، اتنے لوگوں سے گھڑیاں اور موبائل چھینے، اتنے لوگوں کو مارا ،اس کے بعد ایک کہتا ہے میں نے میاں بیوی کے درمیان شک وشبہ پیدا کیا تو اس سے پوچھتا ہے پھر؟ لڑایا کہتا پھر؟ کہتا ہے کہ اتنا لڑایا کہ ان میں طلاق ہوگئی، بڑا شیطان کہتا ہے کہ شاباش! حدیث کے الفاظ "یعانق" اس سے گلے ملتا ہے اور اپنے سر سے تاج جو شیطانی کا ہے وہ اتار کر اس کے سر پر رکھتا ہے کہ میرے بعد آپ زبردست شیطان ہوں گے لوگوں کو لڑانا جانتے ہیں تمام شیطانی کا جو گڑھ ہے وہ تفریق بین المسلمین ہے "يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ" (بقرہ آیت ۱۰۲) اسی طرح دوستوں کو لڑانا، ہر وہ عمل جس سے دو لوگ آپس میں لڑ پڑیں اور دور ہو جائیں شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ دوست میں یہ مرض زیادہ ہے کہ وہ روزانہ ایسی حرکتیں کرتا ہے دل توڑتا ہے وہ بھی شیطان

کے قریب ہو چکا ہے وہ بھی شیطان کا بھانجا بھتیجا بنتا جا رہا ہے کچھ بھی وہ بہانے کرے لیکن شیطان نما ہے اب حکم شرع کیا ہے بھئی ہمیں تو انسان نظر آ رہا ہے وہ شیطان بنیں ہم کیوں بنے؟ ہماری طرف سے معاف ہے

جانان دے بد کڑی زا بہ خہ کڑم
خدائے با دا بدو سزا انجلہ ورکوی

پشتو میں کہتے ہیں وہ برا کرے میں پھر بھی احسان کروں گا برائی کا بدلہ اللہ خود دے گا وہ نمٹ لے گا اور کبھی اس طرح کہا جاتا ہے

جانان دے بد کڑے زا بہ خہ کڑم
انجیل بد بہ ہیر شی زما خہ بہ جڑاوی

وہ برا کرے میں پھر بھی اچھائی کروں گا ایک دن وہ اپنی برائی یاد کر کے روئے گا اور میرے احسانات کا شکر بجالائے گا۔

اچھے پھل کا بیج بہترین ہوتا ہے، کامیاب بیج کا پودا اور پھل ہمیشہ سرفراز ہوتا ہے "اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ" اس کے لئے قرآن نے کتنا زبردست پیرایہ اختیار کیا "اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ" خرچ کرو اچھے حال میں بھی اور تنگی میں بھی، عام طور پر ایک دوسرے سے شکوہ ہوتا ہے کہ اس نے موقع پر میری مدد نہیں کی تمہیں مدد کرنا چاہیے تھا آپ نے کیوں کمی کی اس میں۔ او جی میری حالت اچھی نہیں ہے فرمایا "وَالضَّرَّآءِ" اس میں بھی دینا ہے۔ جی میرے ہاں شادیاں ہو رہی تھیں میرے ذمے بیٹیاں

تھیں ایسی اور ویسی فرمایا '' فِي السَّرَّاءِ '' خوشی کے موقع پر بھی دین کا اور دین والوں کا خیال رکھنا ہے اصلاح دیکھیں کیسے کر رہا ہے بی اس نے ایسا کیا تھا میرا دل دکھایا تھا '' وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ '' غصہ پینا بھی تو آپ کی ذمہ داری ہے یہ غصہ ظاہر کیوں کر رہا ہے '' وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ '' اور لوگوں کو درگذر کرو معاف کرو '' وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ '' (ال عمران آیت ۱۳۴) یہ وقت پر خرچ کرنا خوشی اور تکلیف دونوں میں دینا اور لوگوں کے بارے میں غصہ پی جانا اور عفو کرنا رحمتوں سے پیش آنا نرمی برتنا یہ بہت بڑا احسان اور نیکی ہے اور اللہ ایسے احسان والوں کو پسند کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ اگر پسند نہیں کرتے تو لوگ نادان ہیں لوگ کوئی معیار نہیں، لوگ ہیں کیا چیز '' اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ '' یہ عزت لوگوں کے درمیان ڈھونڈ رہے ہیں؟ '' فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا '' (نساء آیت ۱۳۹) عزت کے خزانے صرف اللہ کے پاس ہیں اس کا راضی رہنا ضروری ہے '' وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ '' اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو، معاف کرنے والوں کو، رحمتوں سے پیش آنے والوں کو تعلق دیرپا رکھنے والوں کو، رشتے نہ توڑنے والوں کو پسند کرتا ہے '' وعف عن من ظلمک '' معاف کرو جس نے ظلم کیا ہے، پیغمبر فرماتے ہیں '' واحسن '' احسانات سے پیش آؤ ان کے ساتھ '' الی من اساء الیک '' جس نے آپ کے ساتھ برائیاں کیں۔

احسان اور درگزر کا ایک واقعہ ! سلطان ناصر الدین بلبن

بعض واقعات بہت خوفناک ہوتے ہیں، سلطان ناصر الدین بلبن کا ایک ہی بیٹا

تھا قاری صاحب سے پڑھ رہا تھا، (قاری صاحب شکل سے تو قاری صاحب ہوتے ہیں اندر سے قصائی صاحب ہوتے ہیں) قاری صاحب نے شہزادے کو سر پر مارا اس کے سر دیوار سے ٹکرا گیا اور دم دے دیا وہ مر گیا۔ سلطان ناصر الدین بلبن کو پتہ چل گیا وہ فوراً آیا بیٹے کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور دیکھا کہ وہ دم دے چکا ہے تو سلطان نے اس کے استاد قاری صاحب کو کہا کہ آپ یہاں سے جلدی روانہ ہو جائیں اور شہر سے نکل جائیں ابھی اس کے ماموں اور چچاؤں کو پتہ چل جائے گا تو میں آپ کو چھڑا نہیں سکوں گا، کتنا بڑا مرتبہ ہے ان کی نظر میں استاد کا اور استاد کی فکر ہے بیٹا مر گیا اس کی فکر نہیں، ان کو صرف یہ فکر ہے کہ کہیں استاد بے عزت نہ ہو جائے۔ '' وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ '' کیسے پیارے لوگ آسمان و زمین نے دیکھے ہیں۔ چنانچہ بیٹے کو گود میں ڈال کر بیٹھے رہے اور جب ان کو یقین ہو گیا کہ استاد اب شہر سے نکل گئے ہوں گے تو سب کو اطلاع دی، کتنا عظیم بادشاہ تھا مسلمانوں کا یہ آٹھویں صدی ہجری کا واقعہ ہے، سلطان ناصر الدین کی حکومت تھی ہندوستان میں اور اب ۱۴۳۴ ہجری ہے۔

ہنوز آں ابر رحمت دُر فشان است

آج بھی ہم رحمتوں کے مقام پر قرآن و سنت کے باب میں سلطان کی عظمت کو سلام کرتے ہیں آپ نے قرآن کے استاد کا کیسا زبردست احترام کیا۔

بارے دنیا میں رہے غم زدہ یا شاد رہے
ایسا کچھ کر کے چلے تا کہ بہت یاد رہے

اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال، ہمارے افعال، ہمارے اقوال شریعت کے مطابق

بنائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری شدت کو نرمی میں بدل دے، پورے معاشرے کے ظلم وستم کو رحمتوں میں تبدیل کر لے، بدامنی اور بے قراری اور بے سکونی کو کمال امن، کمال قرار، کمال سکون میں تبدیل فرمائے اور اچھی فضائیں اچھی ہوائیں، اچھے ماحولیات کو اللہ غلبہ عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ٦٦

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيات اعما لنا من يهد ه الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسو له ارسله الله تعالىٰ الىٰ كا فة الخلق بين يدى الساعة بشيراً و نذيراً وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم　　　بسم الله الرحمٰن الرحيم

"وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ

الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ " (آل عمران آیت ۱۳۳ تا ۱۳۶)

" عن النبی ﷺ سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لا ظل الا ظله امام عادل وشاب نشأ فی عبادة الله ورجل معلق قلبه فی المساجد ورجلان تحابا فی الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال انی اخاف الله ورجل تصدق بصدقة فاخفاها حتی لا تعلم شماله ما تنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه "

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹۱، ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۲)

دنیا کی زندگی چندروزہ ہے

دنیا کی زندگی ایک خواب یا خیال یا ایک وہم یا پھر ایک خزاں کا موسم ہے جو کئی بہاروں کو لوٹ چکا ہو اور آخری جھاڑیاں اور خالی ٹہنیاں نظر آ رہی ہوں یہی حال دنیا کا ہے " قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ " " آپ فرمائیے کہ یہ دنیا تو چندروز کا ساز وسامان ہے " وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى " (نساء آیت ۷۷) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے آخرت بہت بڑی چیز ہے، دنیا اس قدر مختصر، چندروزہ، عارضی اور فانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عمل پر بھی دنیا کے جذبہ یا نیکی یا ثواب کا نہیں بتایا۔ لوگوں نے سمجھانے کے لئے مثال دی ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی کام کا صلہ جب وہ طہارت کرتا ہو اور بیت الخلاء میں بیٹھا

ہو اور وہاں دینا چاہے تو اعزاز تھوڑا ہے وہ تو ایک ضرورت ہے، ایک وقت ہے، ایک لمحہ ہے یا ایک شخص سو. باہے آپ اس کے پاس کھانوں کا ڈھیر لگا رہے ہیں کھانوں کی بے ادبی ہے اس کے اعمال کی اہانت ہے یہ " الناس نیام " " لوگ سب سوئے ہوئے ہیں " وان ماتو تدھنوا وفی روایت استیقظ " اور جب مرجائیں گے تو آنکھیں کھل جائیں گی اور دنیا کی حقیقت آخرت کے سامنے بہت کم ہے۔

ایں ہمہ ہیچ است و چومی بگذرد
بخت و تخت امر و نہی و گیر و دار

جو کچھ ہے نہیں رہے گا سلطنت اور راج، چہل پہل، خزانے اور بادشاہتیں حکومت اور سیاست، شہرت و وجاہت، دولت اور ثروت جب انسان خود ہی نہیں رہے گا تو چیزوں کا کیا کرے گا؟

سب سے قیمتی تو انسان خود ہے اللہ نے اس کو کتنی عزت دی ہے

" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ " (اسراء آیت ۷۰)

ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے اس کی ساخت، اس کی خلقت، اس کے اعضاء، اس کا سر سب سے بلند رکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کے آگے سر نہ جھکاؤ، سر صرف رب العزت کے آگے ہی جھکنا چاہئے،

مجھ سے بجز خدا کے کسی کے حضور میں
اپنا سر نیاز جھکایا نہ جائے گا

دنیامیں رہ کرآخرت کی تیاری سب سے بڑامرحلہ ہے

دنیاکے اندررہ کرآخرت کے لئے اعمال کرنایہ قدرومنزلت کی بات ہے،دنیاکے اندراخروی تیاری عقلمندی ہےاور بیدارمغزی ہے۔دنیامیں جب دنیاہی کے لئے جیاجائے تو اس میں تو کفار بہت آگے ہیں،سائنس اور ٹیکنالوجی اور ایٹم،جتنی بھی جدید ایجادات ہیں وہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ دنیا ہماری ہےاور اس پر ہماری حکمرانی ہے،دنیاحقیقت میں کسی کی نہیں ہےمخلوق خوداپنی خلقت کامالک ومختارنہیں اس کااقتدارنہیں ہے۔دنیااس کی ہےجس نے آخرت کی تیاری کی کیونکہ اس نے دنیاسے کام لے لیاہے دنیامیں آدمی رہےاور تیارنہ ہوجائے

خندآں کار بود کہ کارے نہ ساخت
رحلت زند بار نہ ساخت

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کتنابدنصیب ہے وہ شخص کہ جسے سفردرپیش تھااوروہ اس کے لئے تیاری نہیں کررہاتھا،جانے کابگل بج گیاہےاور یہ اب جاکے تیاری کررہا ہے جیسے بہت سارے کمزورہمت والے ہوتے ہیں تو ہوائی جہازاس سے نکل جاتا ہے، ریل گاڑی اس سے چھوٹ جاتی ہے،قافلہ اس کاانتظارنہیں کرسکتا ہے۔اس لئے اس کے لئے اسلام کاایک دوسراقاعدہ ہےطریقہ،سلیقہ،حسن اسلوب،بیدارمغزی ہرکام وقت پر کرنااسی میں انسان کی آبروہے۔ہارون الرشید نے ایک بارامام ابویوسف رحمہ اللہ کوکہاکہ کوئی ایسی وصیت کریں یانصیحت کریں کہ مجھےکام دے توامام ابویوسف رحمہ اللہ نے فرمایا "**لاتؤخر عمل الیوم الی الغد**" آج کاکام کل پرنہ چھوڑیں،کل کے تواپنے کام ہوں

گے وہ کیسے کروگے آج کاکام آج ہی مکمل کرلینااور جب تک آپ کے ذمہ جوذمہ داریاں ہیں وہ پوری نہ ہوں تو آرام سے نہ بیٹھو۔کہتے ہیں کہ جب تک بادشاہان اس پرعمل پیرا تھے،ان کی سلطنت دیرپاتھی اور جب بادشاہان خواب غفلت میں ڈوب گئے،تکاسل اور تغافل کاشکارہوگئے،رعایااور ملک سے زیادہ اپنے مفاد کے خوگرہوئے اوران پرخودغرضی جیسی بلائیں مسلط ہوگئیں تو پھریہ حال بھی ہوا ہے کہ بنوامیہ کے شہزادے دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پربھیگ مانگتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔

نصیب تقدیر تہ گناہ نشتہ
کوٹہ شی شہزادگان تکی خوری

وقت کی پابندی ! شریعت کاایک اہم مسئلہ

انسان کوچاہئے کہ ہرممکن وقت کی پابندی کرےاور شریعت کےمسائل میں کبھی بھی ازخودغفلت،کسل نہ برتے،ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایاکہ ایسا کبھی بھی خودمت کہوکہ ہم غفلت کررہے ہیں،ہم سست ہورہے ہیں،اس سے شیطان کوبہت خوشی ہوتی ہے کہ اب یہ بڑے بڑے کام چھوڑدے گا جبکہ مسائل دین کے لئے کمربستہ ہونا بہت ضروری ہے۔

جنازہ سے متعلق ایک اہم مسئلہ کی وضاحت

آج ہی کاواقعہ ہے کہ ہمارے ایک مخلص دوست نے مجھےفون کیاجواس علاقے کے بہت بڑے ذمہ دارہیں اور کہاکہ میرافلاں جاننے والاانتقال کرگیا ہےاور جمعہ کے بعد آپ اس کاجنازہ پڑھائیں،میں نے ان سے کہاکہ جمعہ کے دن جب میت ایسے وقت میں

ہو جائے کہ یہ ممکن ہو کہ اس کا جنازہ اور تدفین جمعہ سے پہلے ہو جائے تو یہ افضل اور بہتر ہے بجائے اس کے کہ نماز جنازہ جمعہ کے بعد پڑھی جائے، انہوں نے کہا میں نے بھی یہ سنا تو ہے، میں نے ان سے کہا کہ تمام کتابیں بھری پڑی ہیں، سات ہزار کتب میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جمعہ کے دن، جمعہ کی فضیلت میت کو اس وقت حاصل ہوگی جب میت کی تدفین جمعہ سے پہلے ہو جائے اور جنازہ پڑھ لیا جائے اور لوگ تدفین سے فارغ ہو کر اپنے اپنے محلے میں جا کر جمعہ پڑھ لیں۔ اس کے برعکس یہ کہنا کہ نماز کے بعد نمازی بڑھیں گے اس کو بے ہودہ بات کہا گیا، یہ ایک فضول بات ہے کیونکہ شریعت کہتی ہے قبل صلوۃ الجمعۃ اور آپ کہتے ہیں بعد میں ہو نمازی بڑھتے ہیں گویا معاذ اللہ واستغفر اللہ آپ شریعت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جہاں لکھا ہے جمعہ کی نماز سے پہلے جنازہ ہو جائے اور تدفین ممکن ہو تو کر لیں وہاں یہ لکھا ہے،

"یکرہ تاخیر الصلاۃ ودفنہ لیصلی علیہ الجمع العظیم بعد صلاۃ الجمعۃ"

(۱) البحر الرائق ج۲ ص۳۳۵ رشیدیہ (۲) النہر الفائق ج۱ ص۴۰۰ قدیمی
(۳) رد المحتار علی الدر المختار ج۳ ص۱۶۰ (۴) طحطاوی علی المراقی ص۶۰۴ قدیمی
(۵) تبیین الحقائق ج۱ ص۲۴۴ (۶) الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۲ ص۱۵۴۴ رشیدیہ
(۷) فتاویٰ محمودیہ ج۸ ص۵۸۳ (۸)

اس خیال سے کہ جمعہ کی نماز کے بعد جنازہ میں نمازی بڑھ جائیں گے، یہ بات مکروہ اور خلاف شرع ہے، شریعت کی اتباع میں اجر ہے، خیالات واوہام میں کوئی اجر و

ثواب نہیں۔ یہ سب لوگوں کے خیالات ہیں کہ بڑا رش ہوگا اور بہت نمازی آ جائیں گے، حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مؤمن کے جنازے میں چالیس نمازی شریک ہوئے، ایک روایت میں ہے کہ پانچ اور ایک روایت میں ہے کہ تین مومن مؤحدین نے مل کر اخلاص سے جنازہ پڑھا اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر نمازِ جنازہ میں پیچھے دس ہزار آدمی ہوں اور وہ بدعتی اور مشرک ہوں، حرام خور اور سود چور ہوں اور حرام وحلال کے فرق کرنے والے نہ ہو تو ایسی نمازِ جنازہ سے کیا حاصل

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

ایسے لوگ تو مرحوم کو بھی ساتھ لے ڈوبیں گے، اس لئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کتاب "افاضات یومیہ" یعنی روز روز جو مسائل حضرت صاحب بیان کرتے تھے وہ کسی لائق آدمی نے جمع کئے ہیں اس میں حکیم الامت لکھتے ہیں کہ

"جب شریعت نے کہہ دیا کہ جمعہ کے دن میت کا جنازہ اور تدفین جمعہ سے قبل ممکن ہو کہ قبل صلوۃ الجمعۃ کر لیں اس میں زندے مردے سب کا فائدہ ہے اب یہ کہنا کہ نماز جمعہ کے بعد نمازی بڑھ جائیں گے بے ہودگی اور نری ہرزہ سرائی ہے"

حکیم الامت رحمہ اللہ نے وہی بات کہی ہے، بے ہودہ بات ہے فضول باتیں شریعت کو عقل سکھا رہی ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

یہاں تک کتابوں میں وضاحت ہے کہ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن کی میت جب

مومن ہواور ایمان اللہ نصیب کرلے جتنا بھی گناہ گار ہو اللہ اس کا گناہ معاف کردے گا اس شرط پر کہ اس کو جمعہ مل جائے اور جمعہ تب ملے گا جب جنازے کی نماز، نمازِ جمعہ سے پہلے ہوچکی ہو اور تدفین جمعہ سے پہلے ہوجائے۔ جس میت کی نمازِ جنازہ، نمازِ جمعہ کے بعد پڑھی جاتی ہے اور تدفین کی جاتی ہے اس کا جمعہ فوت کردیا گیا ہے ظالم بیٹے نے اپنے باپ کے ساتھ آخری ظلم کیا ظالم رشتہ داروں نے اپنے مرحوم کے ساتھ آخری ناانصافی کی اور جمعہ جیسی سعادت سے ہمیشہ کے لئے مرحوم کردیا۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ کو سمجھتے ہوئے ایسا ہی کیا اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دس بجے مجھ سے بات ہوئی اور بارہ بجے سے پہلے جنازہ لے آئے ہم نے یہاں نمازِ جنازہ ادا کی اور انہیں قبرستان میں پہنچادیا گیا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، کسی مسئلہ پر غیرت کرنا بہت بڑی بات ہے، سب دنیا مخالف ہوجائے لیکن مسئلہ نہیں چھوڑنا چاہئے، یہی ایک اصل مسلمان کی پہچان اور ذمہ داری ہے۔

جنازہ جب جمعہ کو ہو اور یہ ممکن ہو کہ اس کی نمازِ جنازہ نمازِ جمعہ سے قبل ہوجائے گی اور ایسا کرلیا جائے کہ نماز نمازِ جمعہ سے پہلے ہوجائے اور جمعہ کی وہ گھڑی مردے کو قبر میں مل سکے تو مردے کا جمعہ محفوظ ہوگیا، ابھی میں دیکھ کے آیا ہوں فتاویٰ شام میں علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے لکھا ہے قیامت تک اس مرحوم سے جب ایمان لے کے گیا ہو اللہ عذاب اٹھالے گا، کسی سے قیامت تک عذاب کا اٹھنا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے اور جتنے لوگوں نے اس میں تیاری کی، سب نے، چستی دکھائی ان کے لئے کتنا بڑا اعزاز اور فخر ہے اگر لاکھ اونٹ بکریاں اور بھیڑیں اور گائے خیرات کرلے میں منبرِ رسول سے کہتا ہوں اتنا پکا یقین اجر کا نہیں ہے جتنا اللہ کے نبی کی احادیث کی روشنی میں اس شخص کے لئے اجر وثواب

کا فیصلہ ہے۔

جنازہ سے متعلق ایک اور اہم مسئلہ

ایک بہت بڑے عالم، فاضل دیوبند، سو سال عمر میں آخر وقت تک ان کے دو مسئلے مشہور تھے ایک تو یہ کہ وہ لوگوں کو کہتے تھے کہ جمعہ کے دن جب ممکن ہو تو جمعہ سے پہلے تدفین کرلو جنازہ پڑھ کر اور دوسرا کبھی بھی جنازہ پڑھانے کے لئے اور اس کو نہلانے کے لئے کی گئی وصیت نہ مانو وہ باطل ہے، تو وہ ان دو مسائل پر عمر بھر کھڑے رہے کہ اس قسم کی وصیتیں کہ نمازِ جنازہ، نمازِ جمعہ کے بعد پڑھ لی جائے یہ باطل ہے فتاویٰ شام میں لکھا ہے

''الوصية بالاغتسال و الصلوة عليه باطلة''

(۱) فتاویٰ شام ج ۳ ص ۱۴۳ رشیدیہ (۲) فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۳ ص ۹۰ حنفیہ ۲۳ جلد
(۳) التجنیس والمزید ج ۲ ص ۲۶۶ (۴) الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۲ ص ۱۵۱۱ رشیدیہ
(۵) النہر الفائق ج ۱ ص ۳۹۱ (۶) البحر الرائق ج ۲ ص ۳۱۸ رشیدیہ
(۷) فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۳ (۸) خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۲۲

یہ کہنا کہ فلاں نہلائے گا اور فلاں صاحب جنازے کی نماز پڑھائیں گے، یہ مرنے والے کے کام نہیں ہیں، یہ شریعت کا کام ہے، شریعت نے کہا ہے کہ بادشاہ مسلمین آجائے زرداری صاحب ٹوپی تو کبھی کبھی رکھتا ہے داڑھی رکھ لے اور پاکستان بیچنے سے توبہ کرلیں جتنا بیچا ہے وہ واپس کرائے نماز پڑھانے آئے ہم خود کہیں گے کہ جمعہ بھی پڑھا دے شرط یہ ہے کہ وضو اور غسل سب ٹھیک ہو یعنی مسلمانوں کا جو فرمانروا ہے اسلام میں اس کی عزت ہے آؤ بھگت ہے بس شرط یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسکا اہل بنالے۔

قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ

قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کا جب وصال ہوا اور جنازہ لایا گیا اور دہلی میں رکھ دیا گیا اور دنیا جمع ہے قطب الدین بختیار کاکی فرید گنج شکر کے شیخ تھے اور معین الدین چشتی کے خلیفہ تھے تو ان کا ایک چیلہ ایک خلیفہ باہر آیا اور اس نے کہا حضرت اقدس شیخ المشائخ بختیار کاکی کی وصیت ہے کہ ان کی نماز وہ پڑھائیں کہ جس سے کبھی تکبیر اولی چھوٹی نہ ہو اور اس کی کبھی تہجد قضا نہ ہو اور جس نے کبھی اپنے ارادے سے اجنبیہ کو نہ دیکھا ہو سارے علماء اولیاء صلحاء بھرے پڑے ہیں سب نیچے دیکھ رہے ہیں کہ یہ کون کرے گا تکبیر اولی فوت نہ ہو عام اہل محلہ اور نمازی نہیں وہ داڑھی اور پگڑیوں والے اب تکبیر اولی کو بھول رہے ہیں وہاں بیٹھا رہتا ہے پڑھ لی جی پڑھ لی نہیں اس کا بڑا امتحان ہے آپ بدنصیب ہوتے جارہے ہیں سب لوگ خاموش کھڑے ہیں اور اس چیلے نے پھر وہاں کے مینار پہ چڑھ کے کہا کہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ ہمارے شیخ کے حکم کے مطابق جنازہ کی امامت ایسا ایسا فرد کرے ہر شخص نہیں کرسکتا کہتے ہیں سلطان شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ وہ آگے آیا اور تاج ایک طرف رکھ کے اور سر پر ململ کی پگڑی باندھی اور کہا کہ صفیں درست کرلو اور پھر بختیار کاکی کے جسد کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ نے میرا پردہ چاک کردیا آپ کو کیا حق تھا ایسا کرنے کا دنیا کو پتہ چل گیا یہ بادشاہ مسلمین ہے ایسے ایسے بادشاہان اس زمین و آسمان نے دیکھے ہیں۔

اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ

اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ ہندوستان کے دور آخر کے بادشاہ تھے ایک محقق عالم

نے ان کے حالات لکھے ہیں اور آخر میں لکھا ہے کہ بادشاہ کے جتنے فضائل ہمیں ملے یہ بادشاہ اس سے زیادہ افضل تھے ان کے مکارم اور مناقب بہت زیادہ ہیں لیکن وہ علماء کا احترام ایسا کرتے تھے کہ اس کی کوئی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ مشہور زمانہ عالم شیخ ملا احمد جیون رحمہ اللہ اورنگزیب کے استاد تھے، ان کی خدمت میں لوگ آئے اوباش قسم کے ان لوگوں کو پتہ تھا کہ مولانا صاحب عالم بہت بڑے ہیں لیکن سیدھے سادھے مزاج کے مالک ہیں اور ان کو دنیا کی چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں پتہ اور بادشاہ ان کا بہت بڑا شاگرد تھا سارا علم ان سے پڑھا تھا، جمعہ کی نماز بھی ان کے پیچھے پڑھا کرتے تھے، ان نوجوانوں نے آکے حضرت سے کہا کہ حضرت صاحب بڑا زبردست کام ہوگیا بہت اللہ نے فضل کیا حضرت نے پوچھا کیا ہوگیا؟ کہا ایک عرصے سے آپ بھی سنتے ہوں گے ہم بھی سنتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے گم ہوتے ہیں (آج کل تو بڑے سیٹھ گم ہو رہے ہیں اور مولوی مارے جارہے ہیں پروگرام کیسے تبدیل ہوگیا سر پہ چڑھ گیا) چھوٹے بچے گم ہو رہے ہیں ہم نے بڑی تلاش کی تو حضرت نے کہا بڑا زبردست کام کیا بڑی مہربانی کہا کیا ہوا کہا پتہ چل گیا یہ بچے جو گم ہو رہے ہیں یہ جو نپور کا پل ہے یہ جمعہ کے دن سویرے آجاتا ہے راستے میں کھڑا ہوتا ہے جتنے بچے کھڑے ہوتے ہیں انہیں پکڑ پکڑ کے لے جاتا ہے، حضرت نے کہا اللہ اکبر یہ تو زبردست معلومات حاصل کی، پھر میری کیا خدمت ہے کہا حضرت منبر پہ اپیل تو کریں رسیاں اور زنجیریں خریدنی ہیں تاکہ اس پل کو باندھیں۔ جمعہ کے دن حضرت صاحب نے خطبہ دیا اور لوگوں کو کہا اے لوگو! اچھے لوگ بھی دنیا میں ہوتے ہیں اور بہت اچھے بھی ہوتے ہیں جو دوسروں کے غم و درد میں شریک ہوتے ہیں وہ بہت ہی اچھے مسلمان

ہوتے ہیں ایک عرصہ دراز سے ہم اور آپ سنتے تھے کہ یہ بچے گم ہوتے ہیں یہ بچیاں گم ہوتی ہیں یہ جونپور کے پُل کی وجہ سے اب کچھ مخلصین آئے ہیں اور انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ زنجیروں سے اور رسیوں سے اس کو باندھ لیں آپ ان لوگوں کو کچھ چندہ اور پیسے دے دیں بادشاہ بھی سامنے بیٹھا ہے۔ جیسے لوگوں نے سوسو روپے دئے بادشاہ نے ہزار روپے چندے میں ڈالا یہ ان کو دے دیں۔

نماز کے بعد کسی نے شیخ احمد ملاجیون جنہوں نے نورالانوار لکھی ہے اور تفسیر احمدیہ بہت بڑے علامہ فہامہ ان سے پوچھا کہ کیا کہہ رہے تھے ان کو کہا کہ جونپور کا پُل آتا ہے بچے کھا جاتا ہے تو کسی نے ان سے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسلمان ہیں یہ مسجد میں آئے ہیں میرے نزدیک جونپور کا پُل چل کے آسکتا ہے لیکن مسلمان مسجد میں جھوٹ نہیں بول سکتا ہے، میں یہ نہیں مانتا ہوں لہذا آسکتا ہوگا دے دو ان کو پیسے یہ ایمان تھے ان کے۔ بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے کیسے دیا کہا استاد کی اپیل کے بعد وہ جو بھی بات ہے وہ قیمتی ہوگئی حضرت میرے استاد ہیں، لہذا اس میں چوں چرا نہیں کرنا ہے ان کی اپیل کا اعزاز کرنا میرا فرض ہے اور جو پیسوں کے لئے آیا ہے لے چلیں، صلاح اور فلاح دل کی آئینہ سازی ہے، دل کی خوش رنگی ہے اور اعلیٰ صلاحیت کا مظہر ہے بعض مسائل بظاہر چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ان کی قدر و قیمت اللہ کے یہاں بہت زیادہ ہوتی۔

چھوٹے اعمال پر بہت بڑا اجر

جیسے حج اور عمرہ کتنی محنت سے ہوتا ہے، میرا اپنا خیال یہ ہے کہ تین چار لاکھ سے تو

آج کل کم نہیں ہے، حج میں مشقت اور عمرے میں مشقت جو خدا کی طرف سے آئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ایک چھوٹے سے عمل پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں، ترمذی کی روایت ہے

"من صلى الفجر بجماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين"

فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے بعد پھر اسی جگہ بیٹھ کر ذکر میں، دعا میں، تلاوت میں درس میں بیان کرنے میں یا سننے میں مشغول رہے اور جب سورج نکلے تو دو رکعت پڑھ لیں،

" كانت له كاجر حجة وعمرة" ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا

"قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مة تامة تامة" پورا پورا پورا

(ترمذی شریف ج ۱ ص ۷۶ مکتبہ دار القرآن والحدیث)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پورا پورا، ہر بڑے عمل کے ساتھ ایک چھوٹا عمل ہوتا ہے کہ وہ نہ کر سکے ہم جیسے غریب مسکین یہ کر لے اس کا اہتمام کر لیں اور عجیب نکتہ یاد رکھو کہ جو شخص اس ارادے سے اشراق کی پابندی کر لے کہ اللہ مجھے حج اور عمرے کا ثواب دے گا اللہ رب العالمین جلدی اس کو حج اور عمرہ نصیب کرے گا۔

ہم ایک ملک میں داخل ہوئے، بہت زمانوں کی بات ہے، یہ وہ زمانہ تھا جب افغانستان میں طالبان کی حکومت تھی۔ پاکستان جہاد میں بہت آگے تھا، عوام بھی بہت خوش تھی اور حکومت ذرا ذرا رتی ہے اس قسم کی چیزوں سے۔ ہم پانچ ساتھی تھے اور اس شہر کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اور کمشنر کو وزیر اعظم کا فون آیا کہ ملک میں پانچ سو کمانڈوز، ملک کو تباہ کرنے کے لئے آگئے ہیں، ان کے تمام لوگ آگئے ہمیں چیک کرنے کے لئے اور سوالات شروع

کردیے، آپ کون ہیں کیوں آئے ہیں کس کے پروگرام میں آئے ہیں پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ویزے سب چلے گئے۔ ان حالات میں میرے ایک ساتھی نے نفلیں پڑھنا شروع کردیں، نفلوں پہ نفلیں جب سو دو سو رکعات ہوگئیں تو مجھے خیال آیا کہ شاید ان واقعات سے اس کا دماغ آؤٹ ہوگیا ہے کہ شاید ہم صبح جیل میں ہوں گے، تو میں نے ساتھی کو کہا اس کو پکڑو آرام کرنے کا کہو اس نے کہا کہ نہیں اور نیت باندھی۔ سحری سے پہلے ہمارے میزبان نے کہا کہ ہماری وزیراعظم سے بات ہوگئی ہے اور وہ سلام کہہ رہی ہیں اور معافی مانگ رہی ہیں، وہ خبر جھوٹی نکلی تحقیق ہوگئی تو وہ جو ہمارا نفلیں پڑھنے والا ساتھی تھا اس نے مجھ سے کہا کہ آسانی ہوئی یا نہیں؟ بالکل صحیح ہے ان کے احترام اور تقدس کو سلام کہ اللہ کے سامنے بار بار سر رکھتا تھا اور معافی مانگتا تھا، رات کو کس پریشانی میں بیٹھے تھے اور اب فجر میں نماز پڑھ رہے ہیں کس خوشی سے پڑھ رہے ہیں کہ وہاں سے پورا وفد آیا سلام کرنے کے لئے آپ کو بہت ڈسٹرب کیا آپ معاف فرمائیں خبر جھوٹی تھی، اتنی جلدی تحقیق مکمل کرلی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ نیکیوں کا پھل بہت لذیذ ہوتا ہے نیک اعمال خواہ وہ تسبیح ہو خواہ وہ تلاوت ہو خواہ وہ دین پر خرچ کرنا ہو خواہ وہ غریب اور مسکین کی حاجت پوری کرتی ہو کسی مظلوم کے آنسو پونچھنے ہوں یا سنت زندہ کرنا ہو کبھی بھی نیک عمل کا برا نتیجہ نہیں ہوتا ہمیشہ شیریں نتیجہ ہوگا عزت کا نتیجہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آخرت میں نیک اعمال سب سے بڑی پونجی

میرے بزرگو اور بھائیو یہ مسائل میں اس لئے عرض کرتا ہوں

انداز بیاں گرچہ بہت خوب نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

یہ بات یاد رہے کہ بہت سے لوگ دنیا سے چلے گئے، دنیا ختم ہوگئی اور ہم بھی جانے والے ہیں اس لئے نیک اعمال کا ذخیرہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ وہاں تو یہی چیزیں کام آئیں گی۔ میں اکثر کہتا ہوں کہ نیکیاں، حسنات، اجر وثواب جس کو آپ کہتے ہیں یہ آخرت کا سکہ ہے، کرنسی ہے، بینک بیلنس ہے جس طرح آپ پاکستان سے کسی دوسرے ملک جاتے ہیں تو وہاں کا سکہ معلوم کرتے ہیں کہ سعودی عرب کے لئے ریال، فلاں ملک کے لئے یہ ڈالر ہو تو کام ہوجاتا ہے۔ اسی طرح آخرت کا ڈالر بینک بیلنس وہاں کا سکہ رائج الوقت اس کو شریعت ثواب کہتی ہے اس عمل کا ثواب ملے گا اور بعض اعمال پر شریعت اتنا خوش ہوجاتی ہے کہ وہ فرماتی ہے کہ جس نے ایک سنت زندہ کی جس کی طرف توجہ ختم ہوگئی تھی اللہ اس کو سو شہیدوں کا ثواب دے گا، اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے یہاں پیغمبر کی سنت اور اتباع کی کتنی قدر و منزلت ہے ایک بھی نہیں کیونکہ اللہ رب العزت کی شان یہ ہے کہ وہ کم نہیں دیتا ہے وہ جب دینے پر آتا ہے تو اپنی شان کے مطابق دیتا ہے۔

نیک اعمال کا احترام ضروری ہے، نیک اعمال کی طلب رکھنا ضروری ہے نیکیوں سے مسلمان کو پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے نہ ہی سیر ہونا چاہیے، نیک اعمال تو مؤمن کی پونجی ہے، اس کی معراج ہے، اصل مسلمان وہی ہے جو ہر پل نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی سے اسے خوشی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔

نیک اعمال کا جوش ! غزوۂ خندق

غزوۂ خندق کے موقع پر جب جناب نبی کریم پیغمبر ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خندق کھود رہے تھے، آپ نے چھ چھ گز دس دس گز زمین بانٹی تھی صحابہ کو یہاں سے وہاں تک آپ کھودیں وہاں سے وہاں تک آپ کھودیں ایک حصہ آپ ﷺ نے اپنے لئے بھی رکھا تھا کہ یہاں سے وہاں تک میں کھودوں گا جس طرح وہ گینتری اور کھدال مار رہے تھے حضرت بھی لگے ہوئے ہیں (یا رب صل وسلم) تو صحابہ آئے اور انہوں نے کہا ہم غلام کس دن کے لئے یہ سارا ایمان تو آپ ﷺ پر لائے ہیں، اتباع آپ کا عرب وعجم جن وانس پر قیامت تک فرض ہے، ہم کریں گے آپ کیوں کریں گے حضرت ﷺ نے کیا جواب دیا میں کہتا ہوں امت کو اس کا دستاویز بنانا چاہئے، اس جواب کے مطابق رہنا سہنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر خندق کھودنے کے لئے طاقت چاہیے "انا اقواکم" میری طاقت تم سب سے زیادہ ہے اور اگر اس کو کھودنے سے اجر ملتا ہے "فانا احوجکم الیہ" مجھے اس اجر کی تم سے زیادہ ضرورت ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

نیک اعمال کا جوش ! تہجد وقیام اللیل

جناب نبی کریم ﷺ رات بھر نفلیں پڑھتے تھے طویل قیام فرماتے تھے، قرأت فرماتے تھے اتنا طویل کہ بخاری میں ہے "حتی ترم قدماہ او ساقاہ" کہ آپ کے پیر سوجھ جاتے تھے، کھڑے کھڑے خون نیچے جم جاتا تھا۔ تو ایک روز ام المؤمنین زوجۃ الرسول اللہ ﷺ فی الدنیا والآخرۃ صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ ﷺ اس لئے یہ مشقت کرتے ہیں کہ آپ کو جنت ملے، تو اللہ نے آپ کے لئے واجب کر دی ہے اور اگر آپ اس لئے یہ مشقت کرتے ہیں کہ آپ جہنم سے بچیں تو آپ کی وجہ سے کتنی دنیا بچے گی تو آپ ﷺ کیوں اتنی مشقت کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا ہاں پھر تو بستر بچھاؤ میں لیٹ ہی جاؤں! آپ ﷺ نے فرمایا جس خدا نے میرے لئے اتنے مقامات کا فیصلہ کیا ہے تو کیا مجھ پر اس کا شکر لازم نہیں

"افلا اکون عبدا شکورا"

(بخاری ج ا ص ۱۵۲، ج ۲ ص ۷۱۶، مسلم شریف ج ۲ ص ۳۷۷)

طالب، عالم، مفسر، محدث، امام، خطیب ان کا منصب سب سے زیادہ ہے ان کی ذمہ داری بھی بہت زیادہ ہے۔

جمعۃ المبارک کی فضیلت ! ایک اور اہم مسئلہ کی وضاحت

اسی طرح جمعہ کے دن نکاح منعقد کرنا وہ جمعہ کے دن عصر کے بعد سنت طریقہ ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ میمنوں کی یا فلاں قوم کی عادت ہے کہ ان کے یہاں جمعہ کے دن عصر کے وقت نکاح ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے یہ اصل سنت ہے جامع مسجد میں ہو، جمعہ کے دن ہو نماز عصر کے بعد ہو، دیکھو اس میں ایک نکتہ سن لو کہ غم جلدی ختم کرنا ضروری ہے اس لئے جنازہ کا اہتمام نماز جمعہ سے پہلے کیا گیا جمعہ کا بھی انتظار نہیں کیا، اس سے پہلے دفنا کر مسئلہ ختم کرو بس ہو گیا اللہ ان کو جنتیں نصیب فرمائے ہم سب آخرت جانے والے ہیں کوئی نئی بات نہیں۔ اس کے برعکس خوشی لمبی کرنا یہ مناسب ہے تو خوشی عصر میں لے گئے جمعہ کے

بعد بھی نہیں رکھا اور غم کو جمعہ سے پہلے نمٹا دیا کہ تدفین کر لو اب ملائک سارے جمع ہو جاتے ہیں کہتے ہیں جمعہ کا وقت ہوگیا ہے جمعہ کا وقت ہونے کے بعد تمام جنتوں کے دروازے کھلتے ہیں تمام جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور اس مرحوم کی بہت بڑی خوش قسمتی ہے اور اس کے رشتہ داروں کا دوست واحباب کا جنہوں نے یہ کوشش کی ہے اور اس کی تدفین سنت کے مطابق جمعہ کی نماز سے پہلے فرمائی یہ بہت احسان ہے لیکن ایک بات معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں، کہنا نہیں چاہیے بہت ہی مقدس اور محتاط جگہ ہے لیکن دنیا میں ہر دماغ کے لوگ ہوتے ہیں وہ آدمی بھی یہاں موجود ہے جمعہ پڑھنے کے لئے ان سے معافی چاہتا ہوں کارنامہ اس کا ہے تو بیان کرتا ہوں اور جس نے مجھے یہ اطلاع دی وہ یہ کہ ایک آدمی کی ماں مرگئی منگل کے دن، تو بدھ کے دن ہمارے ایک دوست کو پتہ چلا اس نے کہا اللہ کے بندے تمہاری والدہ کا انتقال ہوا ہے ہم تمہارے جاننے والے ہیں ایک فون نہیں کر سکتے تھے اور کچھ نہیں کم از کم جنازہ تو پڑھ لیتے تو اس نے کہا کہ جنازہ ابھی نہیں ہوا ہے جمعہ کے دن ہوگا اس نے کہا کہ کیوں تو جواب میں کہا کہ مفتی صاحب نے کہا ہے۔ استاد اور شیخ کی بات پر عمل ہو تو ایسا ہو لاش کو فریج کے اندر جما دیا اپنی ماں کو فریجوں میں اور ڈیپ فریزروں میں برف خانوں میں مردوں کو رکھنا یہ کسی بھی مفتی کا فتوی نہیں ہے یہ آپ کا اپنا شیطانی نفس ہے اور اس کا آسان طریقہ بتاتا ہوں فقہاء متفق ہیں کہ اول تو تدفین ایسا ہونا چاہیے رات کو دفنا دو مگر دن کا انتظار نہ کرو حدیث میں ہے جلدی کرو اور اگر ایسی پریشانی ہے، موسم ایسا ہے کہ ممکن نہیں ہے ہمارے لئے صبح ہی تدفین ہو جیسے شہر کے حالات خراب ہوتے ہیں تو قاعدہ یہ لکھا ہے کہ مردہ اکیلا نہیں ہوگا برف خانے میں ایک

آدمی ساتھ رہے گا جب تک وہ لندن سے، ماسکو سے، پیرس سے نیاز مند آئیں گے اس کے انتظار میں ہوں ماں کو اور بھائی کو جو ٹھنڈا کیا جا رہا ہے تو یہ ساتھ رہے ایک آدمی گھر کا بھی میت کے ساتھ سرد خانے میں بیٹھ جائے تو پتہ چل جائے گا جواز اور عدم جواز کا۔ میت کو وہاں رکھ لیتے ہیں یہ کپڑے جھاڑ کے گھر واپس آتے ہیں پھر جب وہ آتا ہے تو نکال دیتے ہیں تو آپ نے کبھی اس کے جسم مبارک کو دیکھا ہے،

جیسے کسی کو جلانا ناجائز ہے اس طرح کسی کو اتنا ٹھنڈا کرنا بھی ناجائز ہے جس طرح مردے ٹکڑے کرنا جائز نہیں اسی طرح مردے کو برف خانہ میں رکھنا حرام و ناجائز ہے۔ اس سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے جن لوگوں کا آنا ممکن ہے آرام سے شریک ہو سکتے ہیں اللہ ان کو شرکت کا موقع دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک صحابی کے جنازے میں نہیں پہنچ سکے فرمایا ٹھیک جنازہ تم نے پڑھا تدفین تم نے کی دعا میں بھی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم فقیروں کی دعائیں قبول فرمائے اور سنتیں زندہ کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور پورے معاشرے کو اسلام کے انوار سے منور اور پُرامن بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ صدق اللّٰہ العظیم

۱۴۰۰ھ

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

خطبہ نمبر ٦٧

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھد ہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبد ہ ورسو لہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کا فۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراًو نذیراًوداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ

الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ " (آل عمران آیت ۱۳۱ تا ۱۳۶)

زندگی گزارنے کے دوطریقے

دوطریقے ہیں زندگی گزارنے کے،ایک وہ ہے جوکریمانہ ہے،مہذب الفاظ میں مسلم اورمومن کی زندگی انبیاء کی تعلیمات کے مطابق گزاری جائے کیونکہ ان حضرات کواللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیمات دی گئی ہیں،انہیں وحی فرمائی گئی ہے یہ اس کی خوش رنگی ہے،دنیا میں تمام خیروشکر،دیانت وامانت،طہارت وعفت اورعافیت انبیاء اورمرسلین کے ذریعے آئی ہے۔اللہ تعالیٰ کے نیک بندے خودانسانوں میں سے ایک بہترین جماعت نبوت کے منصب کے لئے اللہ تعالیٰ نے چنی ہے،اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان بھی ہیں اور پہلے پیغمبر بھی اوراس کے بعد ایک بہت بڑا سلسلہ ہے انبیاء کرام کا اوران کے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری پیغمبر ہیں،آپ ﷺ تمام اوصاف وصفات، کمالات اورمعجزات میں تمام انبیاء کے سردار ہیں اور افضل الخلائق ہیں اورافضل الانبیاء ہیں،قیامت تک آپ کا منصب مبارک ہے اورآپ مبعوث الی الجن والانس الی الخلائق کلہ ہیں،کامل واکمل شرائع کے ساتھ آپ ﷺ آئے ہیں۔دوسراطریقہ زندگی گزارنے کاوہ ہے جواس پیغمبرانہ زندگی کے برعکس گزاری جائے وہ ہرخیر سے خالی ہے اوراس میں تباہی ہے دنیااورآخرت کی۔ایک انسان جودنیامیں آتا ہے وہ اس بات کاپابند ہے کہ وہ اپنی حیات کو

شریعت کے مطابق ڈھال لے،کیونکہ یہ زندگی دوبارہ ملنے والی نہیں ہے نہ ہی کسی عام انسان کواورنہ ہی خواص کوجوایک باردنیا سے گیا ہے،وہ دوبارہ نہیں لوٹے گا۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام!ایک متفق مسئلہ

بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ایسے گزرے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزہ دیا تھا کہ

" وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ " (آل عمران آیت ۴۹)

وہ مردوں کوزندہ کرتے تھے اوراللہ تعالیٰ سب مردوں کوزندہ اس دنیامیں نہیں کرتا اوربہت ساری حکمتیں ان میں سے ایک حکمت یہ بھی تھا،چنانچہ انہیں زندہ اٹھالیاوہ مردوں کوزندہ کرتے تھے ان کوتوموت نہیں آئی تھی ان کی طبعی موت کومؤخر کردیا گیا۔اس میں شریعت کی بہت بڑی حکمت تھی کہ ان کوزندہ آسمانوں پراٹھایا گیا،اب اگروہ یہاں رہتے تو بہت سارے لوگ آدوبکا لے کران کے پاس جاتے،کوئی کہتا کہ میراباپ مارا گیا،کوئی کہتا کہ میری ماں فوت ہوگئی اورانبیاء کرام علیہم السلام توبہت رحیم وکریم ہوتے ہیں وہ دم کرلیتے توکوئی مرتا ہی نہیں،

او چہ پہ دم بہ دے عیسیٰ جوندے شو مڑے
دا ھغہ جہان پاتے شو نیم کڑے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی تھی کہ وہ مردے کواحیالیتے تھے اوراللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے" وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ

مسلمانوں کا پختہ عقیدہ ہے، حیات عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت اقدس امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے اس پر دو کتابیں لکھی ہیں ایک کتاب میں عربیت کے اعتبار سے لفظ ''توفی'' کے دقیق مباحث کو حل کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ لفظ روح اور جسد اکھٹا اٹھانے یعنی زندہ آسمانوں پر اٹھانے کے معنی میں آیا ہے اور یہ کہ ان کو طبعی موت نہیں آئی ہے اور دوسری کتاب میں اس سلسلے میں متواتر احادیث ایک، دو، چار یا بیس تیس نہیں بلکہ دو سو ساٹھ احادیث مصطفیٰ ﷺ جمع کی ہیں ہے جن میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں، وہ ابھی مرے نہیں ہیں، حضرت عیسیٰ آسمانوں میں ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آئیں گے۔

یہ ضروری عقائد ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ خود بھی سمجھیں اور اپنی اولاد کو بھی سمجھائیں تاکہ ان کی سرشت میں، گھٹی میں پختہ بات آجائے بعد میں باہر جا کر قسم قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور نظریات ہوتے ہیں، جب آپ نے شروع ہی سے پختہ ذہن سازی کی ہوگی تو ان شاء اللہ کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

تاریخ میں ایسا کوئی فرقہ تو نہیں گزرا جس نے باقاعدہ اس مسئلہ کا انکار کیا ہو کیونکہ باقاعدہ حیات عیسیٰ کا انکار کرنے کے لئے اسلام سے انکار کرنا پڑیگا۔ البتہ انگریزوں نے جو پیغمبر منتخب کیا تھا اور اس کو ہندوستان کے حالات ابتر کرنے اور مسلمانوں میں مذہبی تفرقہ پھیلانے کی ذمہ داری سونپی تھی غلام احمد قادیانی گرداسپوری، اس کو انگریزوں نے

الدجال جلد تھا اور صرف اس نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا صریح انکار کیا اور عجیب بات ہے وہ حضرت عیسیٰ جن کا ذکر احادیث میں ہے ان کا انکار کیا ہے اور جو احادیث ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمائی ہیں ان سب کو اپنے اوپر منطبق کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ سب احادیث میرے بارے میں ہیں، اس لئے مرزائی غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ جس کا وعدہ ہوا تھا وہ یہ ہے، انگریزوں کا نوکر چاکر اور وہ مہدی معہود جو قرب قیامت میں اسی امت کا ایک فرد جرنیل ظاہر ہونے والا تھا وہ بھی یہی ہے سب کچھ یہی ہے، لیکن مسلمان نہیں ہے۔

دلائل قدرت میں غور وفکر

یہ باتیں تو ضمناً آئیں پھر خیال رہتا ہے مسلمان بھائی ہمارے حاضرین سامعین ان کو باتیں پوری پوری معلوم ہو جائیں، امام ابن المنذر نے لکھا ہے کہ ہم جب رات کو سوتے تھے اور بستروں پر لیٹنے لگتے تھے تو ہمارے بڑے ہم کو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اللہ تعالیٰ نہ کسی سے پیدا ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور اس قسم کے تقاضوں سے اللہ تعالیٰ پاک ہے، پھر کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات شخصیت یقینی ہے عقل سے بھی اور نقل سے بھی اور اللہ تعالیٰ کی پہچان علامات سے ہے، آیات بینات سے ہے، صفات سے ہے، احوال سے ہے، موسم تبدیل ہوتا ہے رات اور دن آتے ہیں سورج

اور چاند نمودار ہوتے ہیں قسم قسم کے ادلہ موجود ہیں

تأمل في رياض الارض و انظر

الى آثار ما صنع المليک

زمین میں غور وفکر کرلو کیا کیا قدرت کی نشانیاں موجود ہیں

عيون من لجين شاخصات

على اهدابها ذهب سبيک

ایسے چشمے ہیں کہ جس سے پانی بہتا ہے اور کناروں پر چاندی جمع ہورہی ہے اور

اسی ریت اور پانی سے سونا بھی نکلتا ہے

على قضب الزبرجد شاهدات

بان الله ليس له شريک

اور یاقوت ومرجان اور زمرد یہ سب بتاتے ہیں کہ اللہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے

وحدتِ خداوندی پر دلیل! امام شافعی اور بوڑھیا کا مکالمہ

امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک بوڑھی عورت سے پوچھا کہ آپ ایک خدا کو مانتی ہیں، اس نے کہا میں اپنے اللہ کو مانتی ہوں اور خوب جانتی ہوں کہ وہ موجود ہے اور اس کا کوئی شریک بھی نہیں ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا کہ کیسے اس نے کہا کہ میں چرخہ چلاتی ہوں چرخے سے اون بنتی ہے (اون کا دھاگہ بنتا ہے) تو اس نے کہا دیکھو یہ میرا چرخہ ہے اگر میں قریب نہ جاؤں ایسا ہی پڑا رہے گا یہ چلتا تب ہے جب میں آجاؤں

اس کو ہاتھ لگاؤں تو یہ زمین وآسمان سب چل رہے ہیں تو چلانے والا صانع وکاریگر کوئی تو ہے، پھر یہ کہ میں یوں ایک طرف چلاتی ہوں تو یہ چلتا ہے اور اگر میرے ساتھ کوئی اور عورت آئے اور وہ دوسری طرف چلائے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا، '' لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ '' آسمان وزمین میں ایک اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے '' لَفَسَدَتَا '' نظام درہم برہم ہوجاتا

''فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ'' (انبیاء آیت۲۲)

توحید کا عقیدہ مسلمانوں کے ایمان کا مرکزی نکتہ ہے اور عین ایمان ہے توحید اور اس میں عرب وعجم، شرق وغرب، شمال وجنوب، قدیم اور جدید، سلف اور خلف سب برابر ہے، ایک جیسا ماننا پڑتا ہے اور توحید کی وجہ سے ہی غلامی کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں اور دوسروں کے سامنے سر جھکانے سے آدمی بے نیاز ہوتا ہے۔ یہ خوف دل سے نکلتا ہے کہ یہ میری عزت چھین سکتا ہے یا اس کی وجہ سے مجھے ذلت آسکتی ہے کیونکہ معز اور مذل صرف رب العزت ہے، خیر اور شر کا مالک بھی صرف اللہ ہے، ایک انسان خود اپنے خیر وشر کا مالک نہیں ہے اگر ایک بادشاہ سمجھتا ہے کہ میں بہت سارے لوگوں کو نوکریاں دیتا ہوں، عہدے دیتا ہوں، وزارتیں سپرد کرتا ہوں تو سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ بادشاہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا اور اسے یہ خوف وخطرہ ہے یا نہیں کہ کوئی اور بادشاہ اس سے چھین نہ لے تو جس کو خوف وخطرہ ہو وہ خود خطرے کا باعث ہے اور شر اور ضرر سے محفوظ نہیں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خوشیاں اور طاقت بھی عارضی ہے جیسے ایک جوان سمجھتا ہے کہ میں سب کچھ

کر سکتا ہوں پھر وہی آدمی اٹھنے بیٹھنے میں دوسرے کو دیکھتا ہے کہ کوئی اس کی مدد کرے، مخلوق جتنی بھی ہے رب العزت نے متغیر پیدا کی ہے، زوال پذیر ہے۔

اللہ رب العزت کے علاوہ ہر شئے متغیر ہے

پیغمبر سے بڑھ کر ہستی کائنات میں اور کوئی نہیں ہے، مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مخلوقات میں افضل ترین مخلوق انبیاء ہیں۔ وہ تھے، اب نہیں ہیں، سب کے سب اپنی اپنی باری گزار کر چلے گئے، آخر میں ہمارے پیغمبر ﷺ مبعوث ہوئے قیامت تک کے لئے لیکن عمر شریف ان کو بھی کم دی گئی، ساٹھ سال پر تو اتفاق ہے آگے اختلافات ہیں ساٹھ سال حضرت ﷺ کی عمر متفق ہے، اس سے کم کی روایت نہیں ہے لیکن ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، یہ سب اختلافی ہیں، سب اقوال موجود ہیں،

نہیں برسوں پہ کچھ مدار حیات
موت پر زندگی تمام نہیں

موت تو ایک فریضہ ہے، اپنے وقت کا پابند ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب مقرر ہے "اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ" موت کو بھی اس نے پیدا کیا ہے اور حیات کو بھی "لِیَبْلُوَکُمْ" وہ دیکھنا چاہتا ہے "اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا" (ملک آیت ۲) کہ تم اعمال کیسے کرتے ہو، وہ تمہیں دیر تک زندہ نہیں دیکھنا چاہتا، نہ ہی موت کسی کے ہاتھ کی چیز ہے کہ کوئی چاہے کہ نہ مروں وقت پر مرے گا اور کوئی چاہے کہ نہ رہوں تب بھی جتنے دن، مہینے، سال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں وہ ہر حال میں ہسپتال میں، جیل میں ہو، پہاڑ

کی چوٹی پر، سوزمین کی کسی سرنگ میں ہو، عزت سے ہو، ذلت سے ہو لیکن ایام گھڑیاں سانسیں جب پوری ہو جائیں تو جانا پڑے گا کوئی بھی رکا نہیں۔

یہ سب عقائد ہیں عقیدہ پختہ کلام کو کہتے ہیں کہ اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا کی ہے فرشتوں کی، ایک ہی دفعہ پیدا ہوئے ایک ہی دفعہ میں وہ مریں گے یا متغیر ہوں گے درمیان میں جب تک دنیا کا نظام قائم ہے فرشتے نہ بیمار ہوئے ہیں، نہ مرے ہیں، اب یہ ایک مسئلہ ہے کہ فرشتہ زخمی ہوتا ہے یا نہیں؟ جب فرشتہ انسانی شکل میں آجائے تو اثر قبول کرتا ہے، فرشتہ فرشتے کی حیثیت سے تو تغیر قبول نہیں کرے گا لیکن اگر فرشتہ انسان کی شکل میں آئے اور اس وقت کوئی حملہ آور ہوا تو وہ بھی مضمحل ہو سکتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک ملک آیا تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں آپ کا وقت قریب ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ شاید یہ کوئی اسرائیلی ہے یا قبطی ہے اور مجھے ڈرانا چاہتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ایک تھپڑ مارا بخاری شریف میں ہے "صکہ" اس کو مارا تو اس کی آنکھ پھوٹ گئی، وہ فرشتہ حق تعالیٰ کے بارگاہ عالیہ میں اسی طرح حاضر ہوا اور کہا

"ارسلتنی الی عبد لا یرید الموت"

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸۴، مسلم ج ۲ ص ۲۶۷)

کہ ایسے آدمی کے پاس آپ نے بھیجا کہ جو مرنا ہی نہیں چاہتے، حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا یہ فرشتے کو کیوں مار رہے ہو انہوں نے کہا یہ اسرائیلی ہے یا قبطی ہے

کیا چیز ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کا واقعہ

عجیب بات ہے کہ فرشتہ سامنے ہے لیکن حضرت موسیٰ نہیں پہچانے، حق تعالیٰ نے کہا یہ سامنے بیل کھڑا ہے ہاتھ پھیرو اور جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھ جائے گی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اس کے بعد کیا ہوگا، حق تعالیٰ نے فرمایا پھر موت، تو حق تعالیٰ سے حضرت موسیٰ نے کہا پھر تو میں آپ کی مرضی کے مطابق ہی مرنا چاہتا ہوں، کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی کہ وہ طور آجاؤں حق تعالیٰ نے فورا منظوری دے دی طور سینا کے قریب میں ایک پہاڑ تھا اس کو جبل طور کہتے ہیں اس کی دائیں طرف موسیٰ علیہ السلام جاکے بیٹھ جاتے تھے اور حق تعالیٰ کی آواز آنا شروع ہو جاتا "اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی" (طٰہٰ آیت ۱۲) احکامات ملتے تھے ہدایات ملتی تھی "وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا" (نساء آیت ۱۶۴) چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ مہربانی کی تھی ان کا معجزہ یہ تھا کہ اللہ ان سے بات کرتے تھے ظاہر ہے وہ کلیم تھے اللہ سے بات کرنے کے اہل۔ کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے اور بہت طویل بات چیت ہوئی دیر تک مکالمہ مشرفہ عطا ہوا لیکن کوئی ہدایت، نئے احکام مزید نہیں دیئے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے خوش خوش وہاں سے روانہ ہوئے، راستے میں جنگل میں دیکھا کچھ لوگ قبر کھود رہے ہیں، حضرت بڑے حیران ہوئے پاس تو کوئی آبادی نہیں ہے وہاں جاکے دیکھا تو چار

چھ آدمی قبر کو کھودنے میں مصروف ہیں کچھ باہر بیٹھے ہیں اور قبر بالکل تیار ہو چکی ہے حضرت نیچے اترے فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے انہوں نے کہا موسیٰ بنی اسرائیل کی، بنی اسرائیل کے جو پیغمبر برحق ہیں موسیٰ علیہ السلام ان کی قبر ہے، حضرت بڑے حیران ہوگئے کہ میں تو ابھی آرہا ہوں مجھے تو نہیں کہا گیا، ملائک نے کہا ہمیں حکم تھا کہ یہاں سے گزریں گے اور ادھر مڑ کے آجائیں گے قبر میں اتریں گے بس کہہ دیں کہ لیٹ جاؤ، حضرت لیٹ گئے آنکھیں بند کی روح قبض ہوگئی۔ نظام حکومت، الوہیت کی دسترس کتنی زبردست ہے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ نے معراج سے واپسی پر فرمایا کہ "عند الکثیب الاحمر" میں فلاں پہاڑ کے سرخ ٹیلے کے پاس سے گزر رہا تھا "رأیت موسیٰ قائما فی القبر یصلی" میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کھڑے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے فرمایا کبھی وہاں سے دوبارہ گزر ہوا تو جگہ بتادوں گا کیونکہ جگہ نامعلوم تھی سب لوگ پیچھے حیران رہ گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام ملاقات رب کے لئے گئے تھے اور واپس نہیں آئے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸۴، مسلم ج ۲ ص ۲۶۷)

موت ایک حقیقت

موت کا مقصد ڈرانا نہیں ہوتا ہے ڈرے آدمی یا نہ ڈرے وہ تو طے شدہ فیصلہ ہے، موت کا مقصد تیقن ہے کہ آدمی بیدار رہے کام صحیح کرے اور ایک لمبے سفر پر روانگی کا انتظام کرے جس مکان میں چند مہمان ایک رات کے لئے آرہے ہوں آپ کہتے ہیں اچھا قالین بچھاؤ، رنگ وروغن اچھا ہو، ٹیوب لائٹ ایک سے زیادہ ہو، پانی کا انتظام معقول ہو

مہمانوں کی طہارت کے لئے، نظم وضبط میں کمی نہ ہواور کتنی چیزیں مہمان داری کے لئے درکار ہوتی ہیں ایک عاقل صاحب تہذیب ان سب چیزوں کا انتظام کرنا چاہتا ہے

مسافر شب سے اٹھتا ہے جو جانا دور ہوتا ہے

ایک ایسا سفر جس کا اختتام نہیں ہے قیامت سے پہلے اور ایک ایسا اندھیرا جو بغیر نیک اعمال کے روشن نہیں ہوتا ایک ایسی تنگی جو نیکیوں کے بغیر کھلتی نہیں اور ایک ایسا مقام جس کے اندر سکہ صرف حسنات ہے ایمانیات ہے، یہ ایسی پختہ باتیں ہیں جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مسلسل تعلیم دے گئے تاکید کر گئے "اذکروا ھاضم الذات" "تمہاری لذتیں زہر کرنے والی موت اس کو یاد کرو بھولو نہیں، صرف آدمی یہ کہے موت آرہی، موت آرہی اس سے کیا ہوگا یہ تو کوئی دیوانہ ہوگا جو اس طرح کی باتیں کرے گا۔ نماز بروقت، جماعت، حسنات کی قدر، سیئات سے، خطیات سے پرہیز ایسا راستہ اپنانا جو کہ شریعت کی جانب سے مقرر کیا ہو یہ بھی فرائض میں سے ہے، شریعت تو ایک صاف ستھرا راستہ ہے اور اسی راستے پر چلنا ہر مسلمان کے لئے لازمی عمل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں تفصیل بھی ہے لیکن یاد رہے امت کسی بھی تفصیل کی پابند نہیں، تفصیل تو علماء کرام کا منصب ہے کیونکہ اتنا علم جس سے آدمی مؤمن رہے اور مرے وہ فرض ہے۔

بقدرِ ضرورت علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے

ایک مسلمان کا مسلمان رہنا اور ایمان پر مرنا اس کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے جتنا علم چاہیے وہ ہر ایک پر فرض ہے

"طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم وفی روایة ومسلمة" (ابن ماجہ ص۲۰)
اس سے یہ علم مراد ہے علم حاصل کرو۔

یہ روایت صحت کو پہنچ رہی ہے "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" اور ابن علی جرجانی کی الکامل میں ہے کہ "ومسلمة" "مسلمان مرد اور مسلمان عورت علم پڑھ سکتے ہیں، یہاں علم سے مراد دین کا علم ہے کیونکہ انسان کو علم کی ضرورت ہے ایمان کے لئے کیونکہ یہی ایمان آخرت میں کام آئے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" (آل عمران آیت ۱۰۲)

مرتے وقت مسلمان رہنا ضروری ہے، نہ انجینئری کام آئے گی نہ ہی ڈاکٹری اور نہ ہی دنیا کا کوئی اور کسب کام آئے گا کام صرف ایمان آئے گا جس کے لئے آج کل لوگ کوئی کوشش نہیں کر رہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ، ڈاکٹری علم نہیں ہے، انجینئرنگ علم نہیں ہے یہ بھی علوم ہیں اپنی جگہ، قرآن کریم میں ایک بزرگ ہستی کا تذکرہ ہے "وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ" (لقمان آیت ۱۲) کہ ہم نے حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کو حکمت دی تھی، دانائی دی تھی، دانش دی تھی کہتے ہیں اس سے مراد یہی حکمت اور طب ہے۔ حضرت کو ان تمام چیزوں کا بہت پتہ چلتا تھا جب جنگل میں جاتے تھے تو پھول، پتے، ٹہنیاں اور شاخیں، جڑی، بوٹیاں ان سے کلام کرتے تھے اور اپنے فوائد بتاتے تھے حضرت صاحب وہاں رک جاتے تھے قلم سے ان کی خاصیت، تاثیر کس کس مرض کی کیا دوا ہے لکھ لیتے تھے اس طرح لقمانی نسخے دنیا میں وجود میں آئے۔ لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ڈاکٹر اور انجینئر اپنے اصل مقصد جو کہ دین

زیادہ اہم مرحلہ ہے جس کے بارے میں قرآن وسنت نے سب سے زیادہ تلقین کی ہے۔

حدیث ''اطلبوا العلم ولو بالصین '' کے بارے میں وضاحت

اسی مضمون کی ایک اور حدیث مشہور ہے کہ'' علم حاصل کرو چاہے اس کے لئے چین جانا پڑے'' عجیب بات ہے کہ پیغمبر ﷺ خود تو مدینہ منورہ میں موجود ہیں اور مدینہ میں بیٹھ کر چین کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں،

شرم تم کو مگر نہیں آئی

محدثین کا اجماع ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، جھوٹی اور من گھڑت روایت ہے علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ علم حاصل کرنا ہے تو مدینہ جاؤ کیونکہ علم کا مرکز تو مدینہ تھا لوگ دنیا چھوڑ چھوڑ کر مدینہ آرہے تھے اور پیغمبر لوگوں کو چین بھیج رہے ہیں۔ چین جا کر کوئی کیا لائے گا، مینڈک، چمگادڑ چوہے اور اس کا اچار اور مربہ، وہ تو ہر چیز کھانے والے ہیں ان کے یہاں کسی بھی چیز کی کوئی پابندی نہیں ہے اور ایسے ملک میں پیغمبر ﷺ لوگوں کو بھیج رہے تھے۔ اس سے زیادہ خطرناک حالات ہیں جو مجھ سے زیادہ آپ لوگ جانتے ہیں میں نے تو صرف مثال دی ہے۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اس پر محدثین کا اجماع اور اتفاق ہے کہ جو حدیث چین مشہور ہے یہ جھوٹی روایت ہے'' اطلبوا العلم ولو بالصین ''۔

طالب علمی کے زمانے میں ایک کتاب میں نے اس موضوع پر لکھنا شروع کردی تھی کیونکہ اکثر تعلیمی اداروں میں علماء کے یہاں تو نہیں، اسکول، یونیورسٹیوں والے بعض لیڈران صاحبان جوش میں آکر اپنی تقاریر میں کہتے ہیں:'' علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا

پڑے'' ان کا یہ خیال ہے کہ ہم نے بہت بڑا حوالہ دے مارا سو سال میں صرف ایک حوالہ دیا اور وہ بھی جھوٹا اور پیغمبر پر تہمت۔ تو میں نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھنا شروع کردیا اور اس کا نام رکھا تھا

''التنقیح المتین فی تحقیق اطلبوا العلم ولو بالصین''

اس رسالے میں میں نے مکمل تحقیق کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اس روایت کا ایک طریق بھی صحیح نہیں سب جھوٹ ہے پیغمبر ﷺ نے کبھی بھی زبان نبوت سے اس قسم کا کوئی جملہ ادا نہیں کیا کہ علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے۔

علوم کی مختلف اقسام

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کافی بیمار رہے تھے اور بیماری سے اٹھ کے آئے اور کوئی شخص حضرت ﷺ کی خدمت میں تازہ کھجور لایا، تو آپ ﷺ نے حضرت علی سے کہا کہ کھجور ثقیل ہیں'' انک ناقہ '' ابھی بیماری سے اٹھے ہو کم کھاؤ کچھ دیر بعد کوئی پکا ہوا دلیہ لے کے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا'' انہ اوفق لک (وفی روایۃ انفع لک)'' (ترمذی ج ۲ ص ۲۴) یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہے، تو علماء کہتے ہیں کہ ایک چیز کے بارے میں کہا کہ یہ نہ کھاؤ اور دوسری چیز کے بارے میں کہا کہ یہ کھاؤ، اس سے حکمت اور طب کے دو چشمے نکل آئے۔ حکمت، طب، ڈاکٹری سب اسی پر بنا ہے کہ کن کن چیزوں کا استعمال کس وقت ہونا چاہیے اور کن کن چیزوں سے بچا جائے ساری صحت تندرستی اور سلامتی کی بنیادیں انہی دو اصولوں پر قائم ہیں، یہ بھی انبیاء اور مرسلین کے ذریعہ آیا ہے۔

قرآن کریم میں ایک پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے ''ان اصنع الفلک '' (مومنون آیت ۲۷) اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کشتی بنالیں اور اس کشتی میں انہوں نے مطیعین، اللہ پر ایمان لانے والے تابعداروں کو بٹھایا، وہ سب بچ گئے اور جنہوں نے ساڑھے نو سال تک پیغمبر کی تعلیمات سے انحراف کیا تھا وہ غرق کردئے گئے، تو جہاز رانی کا علم، کشتی رانی کا علم یہ بھی نبوت کے علوم میں سے ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے'' وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ '' کہ جنگی زرے بناتے تھے'' لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ '' (انبیاء آیت ۸۰) اور'' وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ '' (سبا آیت ۱۰) حضرت کے ہاتھ میں لوہا آتے ہی خود نرم ہو جاتا تھا، آگ پر گرم کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور آپ اس میں سے کڑیاں اور جو چیزیں چاہتے تیار کرتے تو ''حداد'' لوہے کی چیزیں بنانے کا علم یہ بھی نبوت کے علوم میں سے ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے جن، انس، ہوا، چرند، پرند تک سب تابع تھے

''وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ''
(نمل آیت ۱۷)

یہ بھی علوم نبوت کے کمالات میں سے ہے آپ کا تخت زمین پر انسان لے کر چلتے تھے، سمندر پر جنات لے کر چلتے تھے اور ہوا میں پرندے اڑاتے تھے تو دنیا میں تین فورسز وجود میں آگئیں'' آرمی''، ''بحریہ''، ''فضائیہ'' چوتھی فورس آج تک نہیں بنی، اور وہ چیونٹی کی بات آپ سمجھ گئے، چیونٹی نے کہا حضرت یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ آپ سمجھ گئے آپ تو پیغمبر ہیں سب کی باتیں سمجھتے ہوں گے، ہم جو آپ کی بات سمجھتے ہیں اس پر خدا کا شکر کریں آپ

بہت خوش ہوئے اور بہت دیر تک اسے دیکھتے رہے اور فرمایا کیسی بیش بہا بات چھوٹی سی مخلوق نے کہی ہے اور فرمایا

''رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ ''

خدایا توفیق دے کہ میں شکر بجالاؤں ان احسانات کا جو آپ نے مجھ پر میرے والدین پر کیے ہیں شکر کیسے ہوتا ہے

'' وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ'' (ایضا آیت ۱۹)

کہ تیری پسند کے اعمال کروں، ایسی نیکیاں کرنا جن سے اللہ راضی ہو اصل نیکی ہے

اصل نیکی وہ ہے جسے شریعت نیکی کہے

ایسی نیکیاں کرنا جو شریعت کی نظر میں نیکی ہو اور اجر و ثواب کا باعث ہے، کوئی تیجا کر رہا ہے، کوئی چہلم منا رہا ہے، کہیں برسیاں منائی جارہی ہیں، کسی جگہ پر عرس نمٹایا جا رہا ہے۔

شریعت کو اس قسم کے کسی عمل کا پتہ ہی نہیں کہ یہ کام دین کے ہیں تو پھر یہ اعمال نیکی کا باعث کیسے بنیں گے۔ یہ تو شریعت پر زیادتی ہے، طغیان ہے، سرکشی ہے نیکی اس کو نہیں کہتے ہیں کہ یہاں ہے اور عرب میں نہیں ہے، نیکی اس کو کہتے ہیں کہ جسے سارا عالم ایک جیسا جانتا ہو نفل، روزہ، زکوۃ، حج، عمرہ سچ بولنا، وفا کرنا، غریبوں کی مدد کرنا، مدرسے بنانا، مسجدیں تعمیر کرنا، نماز باجماعت پڑھنا، دین اور اہل دین کو اپنا سرمایہ سمجھنا سارے جہاں میں ایک جیسے ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ چہلم بدعتی کرتے ہیں اور کسی کو پتہ ہی

نہیں۔وہ ایک بدعتیوں کے مدرسے میں میرا جانا ہوا ایک کتاب کے سلسلے میں، وہ وہاں سے چھپی تھی، جب مدرسے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لسی کی بالٹیاں ٹھنڈی کی جارہی ہیں، تربوز کٹ رہے ہیں اور سب کی داڑھیوں سے یوں ریلا نکل رہا ہے، میں یہ سمجھا کہ شاید غلطی سے میں سبزی منڈی آ گیا ہوں، میں نے یکدم پوچھا کہ کیا یہ سبزی مارکیٹ ہے یا تربوز مارکیٹ میں آیا ہوں تو انہوں نے اسی ادارے کا نام لیا کہ یہ وہی ادارہ ہے، آپ صحیح جگہ آئے ہیں تو آپ تک ... سے مجھے ملنا تھا وہ سامنے سے آیا مجھے دیکھتے ہی کہا ماشاء اللہ آپ بڑے ہی مبارک دن میں آئے ہیں، تو میں نے کہا کہ آج کون سا دن ہے، تو انہوں نے کہا کہ آج حضرت ابوبکر صدیق کا سوئم تھا، تو میں یہ سمجھا کہ شاید یہاں کوئی ابوبکر نام کا آدمی مرا ہے اور اس کا سوئم ہے تو اس نے کہا کہ نہیں نہیں ”آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سوئم ہے !“ ...بات ہے، باہر پوری دنیا کو کچھ بھی نہیں پتہ اور وہاں سوئم منایا جارہا ہے

ہاتھ اٹھائے ہیں مگر لب پر دعا کوئی نہیں
کی عبادت بھی تو وہ جس کی جزا کوئی نہیں

اللہ تعالیٰ ایسی کمزوریوں سے بھی بچائے، رب العزت ان کو بھی سنت پر عمل کی اور شرک سے توبہ کی توفیق دے اور اپنی ذات واجب الوجود جل شانہ، احدیت وصمدیت پر یقین ان کو بھی نصیب کرے کہ وہ غوثوں سے اور قطبوں سے اور دستگیروں سے چھوٹ کے آجائیں، قبروں میں اور آستانوں میں پھنسے ہوئے ہیں، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

نیک لوگوں کے طریقہ پر چلنا بھی نیکی ہے ! ایک مثال

بزرگان دین اولیاء متقین، دین کا سرمایہ ہیں انہوں نے جو دین ہم تک پہنچایا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑنا ایمان ہے اور یہ ان کی سچی اتباع ہے۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی ﷺ نے بزرگوں کے طریقہ کا بھی احترام فرمایا ہے اور اس کی بھی تلقین کی ہے۔ایک حدیث پیش کرتا ہوں مستدرک حاکم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے جب امت کو کہا کہ ”علیکم بقیام اللیل“ راتوں کو اٹھ کے نمازیں پڑھا کرو بہترین عمل تو یہ ہے کہ آدمی رات کے شروع میں آٹھ رکعات پڑھے اور رات کے آخری حصہ میں بارہ رکعات تہجد پڑھ لے یہ شروع کی آٹھ قیام اللیل اور آخر کی بارہ تہجد ہے اور وتر بالکل آخر میں رکھیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آخر کار پیغمبر کے وتر آخری لمحے میں ہوتے تھے۔

(بخاری شریف جلد ا ص ۱۳۵)

جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”علیکم بقیام اللیل“ راتوں کو اٹھا کرو نفلیں پڑھو دعائیں مانگو تلاوت کرو، اللہ کے سامنے فریاد کرو یہ ملک اور شہر تباہی سے بچ جائیں یہ قتل و غارت رک جائے، یہاں امن قرار سکون پیدا ہو جائے، پوری دنیا کے سامنے پاکستان اور خاص کر کراچی ایک تکلیف دہ منظر پیش کر رہا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”علیکم بقیام اللیل“ راتوں کو اٹھ کے

نمازیں پڑھوتواس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ

''فانہ داب الصالحین قبلکم'' (مشکوۃ ج ا ص ۱۰۹)

یہ تم سے پہلے تمام نیک لوگوں کا طریقہ تھا۔دیکھو نیک لوگوں کے طریقے پر چلو یہ پیغمبر ﷺ کی بھی تعلیم ہے، یہ طریقہ نہیں ہے کہ ان کی گیارہویں، ان کے کونڈے مناؤ اوران کے جمعراتیں لڑاؤ اوران کی برسیاں کرواور تمام خرافات جس کی اسلامی فقہ سے کوئی ہم آہنگی نہیں ہے، صرف دوسرے غیر مسلموں سے اڑوس پڑوس کی وجہ سے ایک متوازی خیالات پیدا کیے جارہے ہیں ان سب سے بچنا ضروری ہے۔

رات کے وقت کا ایک اہم عمل

حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنی بیٹی فاطمہ اوراپنے داماد چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور پوچھا کہ رات کو اٹھ کر نمازیں پڑھتے ہو، اعمال کرتے ہو؟انہوں نے کہا جب اللہ توفیق دے تو اٹھتے ہیں ممکن ہے انہوں نے ادب اس میں سمجھا ہو کہ پیغمبر کے سامنے یہ کہہ دیں کہ جی ہم اٹھتے ہیں پڑھتے ہیں لیکن آپ کو ان کا یہ جواب پسند نہیں آیا آپ ﷺ نے فرمایا

''وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا'' (کہف آیت ۵۴)

ناحق باتیں لوگ کرتے ہیں صاف کہو اٹھتے ہو یا نہیں توان کو اٹھنے کی تاکید کی۔

(بخاری شریف ج ا ص ۱۵۲)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے جب بیٹی نے یہ

درخواست کی کہ آپ غلام بانٹ رہے ہیں، کنیزیں دے رہے ہیں مجھے بھی ایک کنیز مل جائے تاکہ وہ میرے ساتھ کام کرے، سہولت رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کریں یہ جس طرح نمازوں کے بعد ہے، اس طرح رات کو سوتے وقت بھی ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سوتے وقت بتایا بستر پر جانے کے بعد۔عجیب بات ہے وہ مانگ رہی ہے نوکرانی، کنیز آپ ﷺ تسبیحات دے رہے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ نبی کا کام دنیا سے توجہ ہٹا کے آخرت کی طرف کرنی ہے، تسبیح وتکبیر وتحمید کا فائدہ آخروی ہے یہ ضروری ہے کہ بال بچوں کے ذہن سے دنیا کی محبت نکلے، دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح غلام اور کنیزوں سے دنیا میں سکھ ملتا ہے اس طرح تسبیحات سے آخرت میں سکھ ملے گا اور وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے وہاں کے سکھ اور آرام کا خیال رکھنا ضروری ہے اور تیسری توجیہ یہ ہے کہ جس طرح نوکر چاکر سے اور اپنے ہیلپر اور مددگار سے اس جسم کو کچھ آرام کچھ راحت مل سکتی ہے اس طرح سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اہتمام سے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ روح کو، ایمان کو، اس کا ثمرہ اور برکات جو کہ آخرت میں ظاہر ہوتی ہیں وہ نصیب فرماتے ہیں۔

یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ نوکر ختم ہوجائیں گے اور ایک ہیلپر اور مددگار بھی نہیں رہیں گے یہ دنیا خود ہی نہیں رہے گی تو چیزیں کہاں رہیں گی لیکن یاد رہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر اس کے ثمرات طیبات ہمیشہ باغ وبہار ہوں گے، کیونکہ وہ اخروی اعمال ہیں اور پھر یہ بھی بہت ممکن ہے کہ تسبیحات تحمیدات اور یہ تکبیرات پڑھنے میں اللہ کئی لوگوں کو غلاموں کی طرح مسخر کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ علماء بزرگان دین صلحاء اساتذہ وہ جب

اٹھنے لگتے ہیں تو پتہ نہیں چلتا ہے کہ خادم کون ہے ہر شخص دوڑتا ہے کہ مجھے ثواب ملے میں جوتا سیدھا کروں میں ساتھ ساتھ چلوں۔

''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر''

وہ فائدہ بھی اس میں ملحوظ تھا۔ پیغمبرانہ تعلیمات جامع ترین ہوتی ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ امت مسلمہ کا دل اور دماغ نیکیوں کی طرف مائل فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فکر اور تعمیر نصیب فرمائے اور اس فانی اور چندروزہ دنیا کے دھوکے فریب، دجل اور رنگ رلیوں سے ہمیں محفوظ فرمائے، ایمان تندرست ہو، اعمال صالح ہوں اور ان کی رغبت اور شوق موجزن ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۶۸

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ○ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ'' (بقرہ آیت ۲۰۸، ۲۰۹)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد
وعلی اٰلہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

وھل افسد الدین الا الملوک
و احبار سوء و رھبانھا

قیامت کی قربت سے غفلت برتنا کم عقلی ہے

دنیا کی زندگی چندروزہ ہے اور بہت ہی جلدی جواب دینے والی ہے، اس فانی زندگی سے انسان اپنا تعلق پائیدار سمجھتا ہے کہ بس میں ہوں گا اور دنیا ہوگی میں یہیں رہوں گا اور میرے لذائذ اور خواہشات ہونگی، عقلمندوں نے کہا ہے کہ دنیا احمقوں کی وجہ سے آباد ہے کیونکہ وہ یہ سوچتے ہی نہیں ہیں کہ وہ یہاں سے جلدی جانے والے ہیں۔ قرآن شریف جب دنیا کا ذکر کرتا ہے تو فرماتا ہے "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ" آپ فرمائیں دنیا کا سارا ساز وسامان چندروزہ ہے "وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى" (نساء آیت ۷۷) اور آخرت اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے بہت کچھ ہے، کیونکہ اگر آخرت کا ڈر اور اللہ تعالیٰ کا خوف دنیا میں نہ رہا تو وہ تیاری نہیں کرے گا اور خالی ہاتھ وہاں جائے گا یقیناً افسوس اور ذلت اٹھانی ہوگی۔ یہ سمجھتا ہے کہ اس قیامت کے وقوع میں بڑا وقت باقی ہے اور ہمارا اقتدار رہوگا، ہماری طاقت ہوگی "اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا" یہ سمجھتے ہیں کہ حساب کا لمحہ دور ہے، قیامت کی گھڑی ابھی مسافت پہ ہے یا اس کی موت ابھی نہیں آئے گی "وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا" (معارج آیت ۶، ۷) ہم سمجھتے ہیں کہ بہت ہی نزدیک ہے، اتنا نزدیک ہے کہ شاید کوئی اور چیز نزدیک نہیں ہوگی۔ کیونکہ کچھ چیزیں قابل فکر ہیں ایک تو یہ کہ موت خالص

امراللہ ہے "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا" (بنی اسرائیل آیت ۸۵) اتنا علم ہی نہیں ہے کہ اس کی حقیقت تک پہنچے تمام انسانوں کو اس حقیقت جاننے کے سامنے بالکل معذور کردیا نہیں سمجھتے ہیں وہ صلاحیت نہیں ہے چھوڑو! "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ" پیدا بھی وہی کرتا ہے اور مارتا بھی وہی ہے "تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" (اعراف آیت ۵۴) اسی کو عظمت والا رب العالمین کہتے ہیں جس کے اختیارات میں قضاوقدر میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ پھر بڑی حیران کن بات یہ ہے کہ دنیا کے نظام میں کسی کے ساتھ تخفیف نہیں ہے اگر کسی کے ساتھ تخفیف ہوتی تو انبیاء کی ضرورت بہت زیادہ ہے اور پھر محمد عربی ﷺ جن پر ایمان لانا قیامت تک جن اور انس نے اور جن کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا اور جن کی شریعت اٹل ہے اور آپ ہی پر ایمان لانا قول فیصل ہے لیکن آپ ﷺ کو بھی ایک موعود وقت دیا گیا اور اس موعود وقت کے بعد آپ ﷺ کو دنیا سے اٹھالیا گیا۔

اللہ رب العزت کے تکوینی اوامر

ویسے ہماری جیسی ناقص عقل، کمزور فہم اور عاجز اوراک یہ سوچتا ہے کہ جب نبی قیامت تک ہے تو رہ لیتے، اس سے قضاء وقدر تکوین میں کیا فرق پڑتا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ" کچھ وعدے ایسے ہیں جو آپ (ﷺ) کے سامنے ہم پورا کرتے ہیں "اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ" یا آپ فوت ہی ہوجائیں آپ ﷺ کے بعد جاری رہیں گے "فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ" (یونس آیت ۴۶) اور نبی کتنی عظیم ہستی ہے جس کو

بذریعہ وحی پہلے سے سب معلوم ہے، حدیث میں ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ جب گزر گیا تو آپ ﷺ اس طرح گفتگو فرماتے تھے اور اکثر کلام خطاب وتقریر کا اکثر حصہ ایسا ہوتا تھا کہ جیسے آپ ﷺ امت کو تسلی دے رہے ہوں اور رخصت لے رہے ہوں۔ بڑے بڑے صحابہ جو بہت زکی تھے وہ بہت حیران رہتے اور پریشان ہوتے تھے رونے لگتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے "کانها موعظة مودع" آپ ﷺ کا وعظ ایسا ہوتا تھا جیسے آخری گفتگو ہے شاید آئندہ نہ ہو اور پھر حضرت فاطمہ کو تسلی اور حضرت عائشہ کو تسلی جب وعظ فرماتے تھے جمعہ کا یا ویسے تو آپ ﷺ اس میں یہ باتیں بھی کرتے تھے کہ تم آخرت کیلئے آئے ہو دنیا بہت جلدی جواب دے گی اس میں دھوکہ کھا کے ایسا نہ ہو کہ آخرت میں پستی کا شکار ہو جاؤ۔

آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک بار کہا کہ شاید اس سال میرا سفر آخرت ہو جائے بی بی صاحبہ نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر سال رمضان شریف میں جبریل ایک دفعہ قرآن سنتے تھے اور اس دفعہ دو بار قرآن کریم کا دور ہوا "ولا اراه الاحضر اجلي" (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۸) اس سے پتہ چلتا ہے میرا وقت قریب ہے، دنیا کا ہر انسان جب وہ آخری وقت میں ہوتا ہے تو نڈھال ہوتا ہے، انجینئر کا ہاتھ کانپتا ہے، ڈاکٹر السر کی جگہ کینسر تجویز کرتا ہے اور الٹے سیدھے فیصلے ان سے ہو جاتے ہیں، میں ایک بڑے آدمی سے بات کر رہا تھا پیچھے سے اس کے بیٹے نے مجھے یوں کھینچا کہا چھوڑو اس کا دماغ نہیں ہے ختم ہو چکا ہے میں بڑا حیران ہو گیا بڑی مشکلوں سے میں اس تک پہنچا تھا۔ اس پر علم دنیا غور کرتی ہے کہ ہر انسان دنیا سے جانے سے پہلے پہلے کچھ کمزوریوں کا شکار ہو جاتا ہے، آپ ﷺ بھی اس کو سمجھتے تھے آپ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی

وہ بڑی زبردست تیز چلتی تھی اور اس کا ایک عجیب مزاج تھا کہ جب اس کو پتہ چلتا کہ اس قافلے میں کوئی تیز رفتار اونٹ ہے پھر وہ خوب زور لگاتی تھی "عضباء" نام تھا اس کا آپ ﷺ نے محبت میں جانوروں کے نام رکھے تھے اور سنت طریقہ ہے کہ جانوروں کے نام ہوں، ایک اعرابی آیا کہیں جنگلوں سے اور اس کے ساتھ کوئی خوار سا اونٹ تھا تیز اپیڑ اور وہ ایسا دوڑا کہ وہ اونٹنی پیچھے رہ گئی آپ ہنس پڑے آپ نے کہا "حق علی الله" اللہ کے یہاں طے شدہ ہے "الا یرتفع شئی من الدنیا" کہ کوئی بھی چیز دنیا سے جا نہیں سکے گی "الا وضعه" (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۰۲) مگر نیچے ہو جائے گی چند دنوں بعد وہ اونٹنی مر گئی آپ ﷺ کو اس سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا ٹائم پورا ہے اس لئے پیچھے رہ گئی، لیکن انبیاء اور مرسلین چونکہ آخرت کے لوگ ہیں تو یہ جیسے جیسے اپنے گھر کے قریب ہوتے ہیں اور توانا ہوتے ہیں اور ہشاش بشاش ہوتے ہیں۔

علماء کرام بھی آخری وقت میں ہشاش بشاش ہوتے ہیں

اسی طرح علماء کرام، بزرگان دین جب آپ انہیں دیکھیں ایک بزرگ عالم ایک بالکل عمر رسیدہ بظاہر ان کا جسم کمزور ہو چکا ہوگا لیکن جب آپ ان سے دینی مسائل پر گفتگو کریں گے تو وہ بالکل چست نظر آئیں گے۔ ہمارے استاد تھے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمہ اللہ پانچ سال ہم نے حضرت سے پڑھا تھا اور سب پٹھان سے ہی پڑھا ہے، وہ آخر میں بالکل ماؤف تھے اور مفلوج ہو گئے تھے، لیکن عجیب بات تھی کہ مسائل میں حضرت بالکل بیدار تھے، ایک مسئلہ ایسا تھا کہ بہت شروع میں ان کا ذہن ایک

اور طرف تھا تو آخر وقت میں میں نے تحقیق کی بڑے حوالے نکالے اور میں نے ان کو دکھایا تا کہ مان جائیں اور ہاں کر لیں لیکن وہ نہیں مانے اور ہاں نہیں کیا اور فرمایا کہ میں اپنی پہلی والی رائے پر ہی قائم ہوں، میں نے ان سے کہا کہ سر آنکھوں پر۔

اسی طرح ہمارے استاد تھے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ بھی مفلوج تھے اور انہیں کچھ پتہ نہیں چلتا تھا لیکن اوقات صلوٰۃ کا پتہ چلتا تھا اور ایک دفعہ ہم ملنے گئے تو انہوں نے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہم نے کہا کونسی نماز کا؟ انہوں نے کہا کہ ظہر کا وقت ہو گیا ہے، ہم سب نے کہا کہ عصر کا وقت ہے حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ظہر کا وقت ہے، عصر کا نہیں اور وہ ظہر کا ہی وقت تھا، ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ حضرت والا کتنے بیدار ہیں، حضرت والا نے بڑے اطمینان سے کہا نہیں ظہر کا وقت ہے اس کے بعد ہم خیریت پوچھتے اس کا بھی جواب نہیں دیتے تھے پوری دنیا کا حال پوچھا ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ صرف جب ہم ان سے ان کے استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ یا پھر نماز کے بارے میں بات ہوتی تھی تو حضرت بہت بیداری سے جواب دیا کرتے تھے۔

یہ لوگ آخرت کے لئے آتے ہیں دنیا کے اندر جن جن چیزوں سے آخرت بنتی ہے اور بچتی ہے اس میں کامل ہوتے ہیں جناب نبی کریم ﷺ کامل و اکمل نمونہ ہے

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (احزاب آیت ۲۱)

اور خیر کے کاموں میں آپ کتنے زبردست ماہر تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ زندگی

انتہائی عاجزانہ طور پر گزارتے تھے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کی عاجزی وانکساری

ایک بار رسول اللہ ﷺ کسی کے یہاں دعوت میں شریک تھے، کھانے کے دوران کسی نے آپ ﷺ کو تکیہ پیش کیا کہ حضرت اس پر ٹیک لگا لیں اور کھانا تناول فرمائیں، آپ ﷺ نے تکیہ واپس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''لا اکل متکئا'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۱۲) ٹیک لگا کر نہیں کھانا چاہیے، ''انما اکل کما یاکل العبد'' (کنز العمال ج ۱۵ ص ۱۰۲) میں اس طرح کھاؤں گا جیسے ایک بندہ کھانا کھاتا ہے، (یا رب صل وسلم علیہ) کیا آپ ﷺ کا مزاج ہے اور کیا بندگی کی شان ہے۔ (سبحان اللہ)

اسی طرح آپ ﷺ کی دیانت اور امانت کتنی زبردست ہے، ایک بار نمازِ فجر کی قرأت کے اندر کچھ فرق آیا جو آیتیں بعد میں پڑھی جارہی تھیں وہ پہلے پڑھ لی گئیں اور جو پہلے پڑھنی تھیں وہ بعد میں پڑھ لی گئیں اور محدثین کہتے ہیں آپ کو بیچ میں کھانسی آنے لگی تھی اور اس کھانسی سے جب آپ فارغ ہوئے تو شاید فرق آ گیا، جب آپ ﷺ کو محسوس ہوا کہ آیات میں کچھ فرق آیا ہے تو آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے، اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا کہ جب اتنی قرأت ہو چکی ہو تو نماز ہو جاتی ہے ایک آیت یا دو تین آیتوں سے نماز ہو جاتی ہے اور امام سے غلطی ہونے لگے تو رکوع کرنا چاہیے اور اگر اس دوران پیچھے سے آواز آ گئی وہ صحیح لقمہ ہو تو لے لیں ''اذا استطعمک الامام فاطعمه'' حضرت فرماتے ہیں کہ جب امام کو نوالے کی ضرورت ہو تو دیا کرو مراد یہ نوالہ ہے روٹی سالن نہیں۔ نماز کے بعد آپ ﷺ

نے صحابہ کرام کی جانب مخاطب ہوکر ... "الم یکن فیکم ابی" (ابی سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں) کیا تم لوگوں میں عبداللہ ابن مسعود موجود نہیں ہے، جواب میں کہا گیا کہ جی حضرت موجود ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے ہوتے ہوئے آیتیں غلط پڑھی گئیں، اتنا بڑا اعتماد ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ حضرت میں یہ سمجھا کہ اب اسی طرح ہوگئی ہوگی، آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ اگر تبدیلی ہوگئی ہوتی تو میں اطلاع کر چکا ہوتا، نبی ایسا نہیں کرتے کہ آسمانی علوم اپنے پاس رکھیں اور لوگوں کو نہ بتائیں فوراً وضاحت کرنی پڑتی ہے کہ اس وقت اللہ رب العزت کا یہ حکم آیا ہے۔ ایسی محکم شریعت ہے، ایسا زبردست نظام ہے اس میں کسی قسم کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کھٹکا ہے۔ آپ ﷺ کا اعتماد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی دیکھنے کا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۳۳۴)

اسی لئے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جب فقہ مرتب کرنے لگے تو آپ نے شاگردوں کو کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کو اول رکھو، وہ پیغمبر ﷺ کے بہت قریب اور بڑے فقیہ ہیں، قرآن میں بڑے ماہر تھے نبی ﷺ سب کی موجودگی میں ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم سب ہیں لیکن آپ نے فرمایا "الم یکن فیکم ابی" ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چار آدمیوں سے قرآن لو ایک ابن مسعود دوسرے معاذ ابن جبل تیسرا تمیم داری اور چوتھے عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین، ان صحابہ پر آپ ﷺ کا بہت زبردست اعتماد تھا۔

مختلف مسائل اور ان کی حکمت

مسائل کتنے زبردست طریقے سے آپ ﷺ منواتے تھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج ایک شخص آیا اور مجھ سے ملنے لگا کہ آپ میری بھتیجی ہیں میں اس کو جانتی نہیں ہوں، آپ ﷺ نے اس سے سوال جواب کیا پتہ چل گیا کہ جس خاتون نے آپ کو دودھ پلایا تھا اس کے خاوند کا بھائی ہے آپ نے کہا" **انہ عمک فلیلج علیک** "حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ آسکتا ہے، آپ کا چچا ہے بی بی نے کہا مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا مرد نے نہیں۔ آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا عائشہ دودھ پلانے والے کے اعزا اپنے ہو جاتے ہیں، مسئلہ کیسا ڈنکے کی چوٹ پر بیان کیا آپ ﷺ نے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک نسبی یا رضاعی ایسا رشتہ نہ ہو جن کا کبھی بھی نکاح ہو سکتا ہو وہ کبھی نہیں مل سکتے کسی کا دل مانے یا نہ مانے مغرب اور امریکہ کا جتنا بغل بچہ بنے دین وہی ہے جو قرآن و سنت میں آیا ہے دین وہی ہے جو نبی کریم ﷺ لے کے آئے ہیں، نظم وضبط کتنا مضبوط ہے۔
(بخاری ج ۲ ص ۷۸۸)

ایک شخص نے آکر آپ ﷺ کا انتظار کیا لوگ ایسے بے صبر ہوتے ہیں جب آپ ﷺ تشریف نہیں لائے تو اس نے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر حضرت کے گھر میں جھانکا، بعد میں اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کے گھر میں جھانکا آپ قینچی سے بال ٹھیک کر رہے تھے، حضرت ﷺ نے جواب دیا کہ اگر میں آپ کو دیکھ لیتا تو اسی قینچی سے آپ کی آنکھیں باہر نکال دیتا۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۲۲) دیواریں اتنی بڑی نہیں ہوتی تھیں کوئی خطرہ

تو ہوتا نہیں تھا اب تو جو بنی ہیں وہ بھی گم پڑ رہی ہیں اور کھڑی کرنی پڑ رہی ہے دیواروں اور رکاوٹوں میں امن کہاں ہے، امن تو لوگوں سے ہوتا ہے لوگ ہی جب چورڈاکو بن جائیں تو امن کہاں سے آئے گا۔

ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ''صنعا'' سے ایک خاتون تن تنہا سر سے پاؤں تک سونے سے جڑی ہوگی اور وہ روانہ ہو جائے گی اور یہاں مدینہ پہنچے گی ''لاتخاف الا اللہ'' سوائے خدا کے اسے اور کسی کا خوف نہیں ہوگا صحابہ نے کہا ''این نصوص بنو الطئی'' ''بنوطئی قبیلے کے چورڈاکو کہاں ہوں گے وہ تو زیورات اتارتے نہیں تھے تلوار سے انسانی اعضاء ہی کاٹ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ھم حفوظھا'' یہی لوگ راستوں میں حفاظت کے لئے کھڑے ہوں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دورِ حکومت اور آپ ﷺ کی پیشن گوئی

سن ۱۰۱ ہجری ہے نبوت کی ہجرت پر سو سال پورے ہو چکے ہیں اور عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ کا زمانہ ہے مروانی سیکرٹری اندر آتا ہے دفتر میں اور گذارش کرتا ہے کہ ایک خاتون آئی ہے بہت دور سے اور امیر المؤمنین سے ملاقات کرنا چاہتی ہے، آپ نے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے؟ جواب دیا گیا کہ کوئی نہیں ہے تن تنہا عورت ہے، آپ بہت فکر مند ہو گئے، عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ جن کو عمر ثانی کہتے ہیں سیکرٹری کو کہا تم اس کونے میں بیٹھو فلاں وزیر کو ادھر بٹھاؤ اور خاتون کو آنے دو تا کہ تنہائی نہ ہو اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام و ناجائز ہے، جیسے عام لوگوں کے لئے حرام ہے ایسے ہی بادشاہ کے لئے بھی

حرام ہے وہ آ گئی اس نے سلام کیا امیر المؤمنین نے اشارہ کیا کہ آپ تشریف رکھیں جب وہ بیٹھ رہی تھی تو اس نے اپنے زیورات سیٹ کئے اتنے سارے جڑے ہوئے تھے کہ اس سمیت بیٹھنا آسان نہیں تھا، عمر بن عبدالعزیز دیکھ رہے تھے، پوچھا آپ کا خاوند، کوئی بھائی، کوئی بھتیجا، کوئی بیٹا آپ کے ساتھ نہیں ہے، اس نے کہا میرا کوئی نہیں مجھے آپ سے کام ہے، بادشاہ نے پوچھا کہ کہاں سے آئی ہو، اس عورت نے کہا صنعا سے یمن کا دارالخلافہ تھا، بادشاہ نے کہا اتنا طویل راستہ جنگلات سب طے کر کے تجھے کوئی خوف نہیں ہوا، اس عورت نے جواب دیا کہ سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوا، عمر ابن عبد العزیز پھوٹ پھوٹ کے روئے۔ وہ بڑی حیران ہو گئی آپ نے فرمایا ہمارے اور آپ کے پیغمبر جن کی صداقتوں کے نتیجے میں آج یہ خراب راستے اتنے پُرامن ہو چکے ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ ''صنعا'' سے ایک خاتون سونے سے جڑی ہوئی چلے گی اور یہاں مدینہ تک پہنچے گی ''لاتخاف الا اللہ'' سوائے اللہ کے کوئی خوف اس کو نہیں ہوگا ''ولقد صدق رسول اللہ ﷺ''

عالمِ اسلام میں امن کی دگرگوں صورتِ حال

آج ہم ان اسباب سے امن مانگتے ہیں جو فساد کے ہیں اس خراب ماحول کو برپا کرتے ہیں جس کے نتیجے میں جانیں، عزت و آبرو، مال و دولت، مقام و مرتبہ اور شیریں حیات اس کے لذائذ زہر ہو رہے ہیں ایسا امن کہاں قائم ہوگا، حکمران بھی بے بس ہیں، ایجنسیاں بھی کمزور ہو رہی ہیں، مکین بھی پریشان ہیں اور ہر انسان کو دوسرے انسان سے ڈر

ہونے لگا، مذہبی تقریبات ،مذہبی اجتماعات سب بنتے ہیں ورنہ ان چیزوں کو کیا خطرات تھے۔ میں نے بغداد دیکھا ایک لاکھ کے قریب مساجد جوامع ہے جہاں جمعہ اور عید منعقد ہوتی ہے بغداد اس وقت سے بغداد ہے جب امام شافعی امام تھے اور انہوں نے کہا ''**من لم یری بغداد فلم یلد**'' جس نے بغداد نہیں دیکھا وہ ماں کے پیٹ سے جدا ہی نہیں ہوا ہے، ایسا بہترین شہر تھا اور خلیفہ منصور نے امام اعظم کو کہا کہ میرے کہنے سے قاضی القضاۃ تو نہیں بنتے ہو کم از کم یہ درس جو کوفہ میں دیتے ہو یہ بغداد میں دو انہوں نے کہا گلیاں بند ہو جائیں گی اتنے لوگ پڑھنے آئیں گے منصور نے کہا یہی چاہتا ہوں ہر طرف علماء، طلبا ہوں یا وہ ذہن تھا یا آج کا ذہن دیکھو کہ علم سے اور اس کے سائے سے بھی ڈرے ہوئے ہیں ،کیونکہ جس سرزمین پر علم اور طالب علم پیدا ہوتے ہیں اور بڑھتے ہیں وہ سرزمین رحمتوں کی ہوتی ہے حدیث صحیح میں ہے

''ان الملائکۃ لتضع اجنحتہا رضیً لطالب العلم او کماقال''

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۷)

طالب علم کے پیروں کے نیچے ملائک پَر بچھاتے ہیں علماء نے عجیب بات لکھی کہ ان ملائک نے سجدہ کیا تھا آدم علیہ السلام کا اب وہ سنت اور وہ خیر سجدہ تو جائز نہیں کسی مخلوق کو ،وہ ایک آزمائش تھی لیکن طالب علموں کے سامنے جو علم پڑھنے میں مخلص ،مطیعین ،منقادین اور شاکرین ہیں ان کے پیروں میں ملائک پر بچھاتے ہیں جب آدمی پر بچھاتے ہیں تو یہ جھکنا ہی ہے وہ ادائیں محفوظ رکھی گئی ہیں، گویا انسانوں میں بہترین آدمی اور بہترین ابنا وہ دینی علوم پڑھنے والے یہ عالم لوگ ہیں اور اس کی حفاظت امت اور امت کے ذمہ داروں کا ذمہ ہے

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا از بحر تماشا می روی

لوگ اور طریقوں پر چل پڑے، جو اصل طریقہ ہے اس پہ آ جاؤ جس سے اللہ راضی ہو، دین بھی مضبوط ہو، شہر پر رحمتوں کی بارش ہو اور ہر طرح کی پریشانیاں دور ہوں۔ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث میں ہے ''**من سلک طریقا یبتغی فیہ علما**'' جو اللہ کے دین سیکھنے کے لئے چل پڑے ''**سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ**'' (ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۱۳) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے آسان کردے گا۔ علماء نے لکھا ہے استاد پڑھانے والے، ان پر خرچ کرنے والے، ان کی حفاظت کرنے والے، ان کی حمایت یہ سب کے سب ''**سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ**'' اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے جنت کے راستے ہموار کردے گا طلبا کا کام پڑھنا ہے ان کا اور کوئی کام نہیں ہے علوم پڑھنے والے نبوت کے آداب سیکھنے والے سب کے لئے یہ سلاسل نبی آخر زمان کی شان ہے آپ پر جو ہر طرح نبوت ختم کی گئی رسالت مکمل کردی گئی تو یہ علم قیامت تک چلے گا اور یہی نبوت اور ان کے آداب قیامت تک رہیں گے بس جو اس طلب میں صادق اور مخلص ہے ان طلبا کے لئے ان سیکھنے والوں کے لئے ان پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے تمام فضیلتیں اور برکات ہیں جو ان کی امداد میں خوب زور لگاتے ہیں۔

ادب واحترام اسلام کی اہم تعلیمات

یہی وجہ ہے کہ طلباء سے اور کوئی کام نہیں لیا جاتا ہے، مدرسوں میں صفائی کے لئے

آدمی مقرر ہے پکانے کے لئے آدمی مقرر ہے، ان کوکھلانے کے لئے آدمی مقرر ہے، طالب کا کام صرف علم پڑھنا ہے طالب جب علم میں ہوتو یہ طالب ہے اور جب اس کا کوئی اور منصوبہ بن جائے تو یہ طالب علمی میں صادق اور مخلص نہیں رہے اور بجائے فائدے کے یہ نقصان کا باعث ہوسکتا ہے، یہ بھی مغربی سازش کا نتیجہ ہے کہ جس مقصد کے لئے لوگ تھے اس سے ہٹا دیئے گئے۔ افراتفری پیدا کرنا، بے اعتمادی کی فضا میں پیدا کرنا، لوگوں کوایک بہترین مخلوق سے ڈرائے رکھنا اوران سے غلط اقدامات کرنا یہ سب کی سب مغربی سازش ہےاور ہمارے بعض اچھے بھلے لوگ بھی اس میں گرفتار ہوجاتے ہیں ''من طلب علما'' طالب کا کام علم حاصل کرنا ہے، علم کے لئے سفر کرنے ہیں، اس سے کسی کوکوئی خطرہ نہیں نہ خطرہ کا باعث بن سکتا ہے اس سے امن، خوش رنگی، عزت، تحفظ، علم کا ماحول، یہ سب چیزیں پیدا ہوں گی۔

واضح رہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کسی بھی ایسی کسی چیز کی کبھی منقبت نہیں فرمائی جوامت کے لئے دردسر بننے والی ہو، آپ ﷺ نے ہمیشہ امت کی خیرخواہی فرمائی، آپ ﷺ کا مزاج عالی اس قدر خوشگوار تھا کہ ایک جنازہ جارہا تھا حدیث شریف میں ہے اور اس جنازے کودیکھ کرکے آپ کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ کوکہا گیا کہ ''انھا جنازۃ یھودی'' یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''الیست نفسا'' یہود انسان نہیں ہوتا ہے کیا؟، یہ دیکھیں نبی نے صحابہ کو فرمایا یہ بھی انسان ہیں، مرچکے ہیں ان کے ساتھ بھی ہمدردی ہوسکتی ہے۔ (بخاری شریف ج اص ۱۷۵)

آنحضرت ﷺ کے عالی اخلاق اور بلند کردار

آپ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا آتا تھا اور وہ کبھی جھاڑو دیتا تھا، کبھی صفائی کرتا تھا، کبھی آپ ﷺ کے خدمت میں بعض چیزیں ترتیب دیتا تھا اس کا ایک ذوق تھا چونکہ نبی رحمت اللعالمین ہیں اس کے لئے بھی گنجائش ہے، اچانک حضرت ﷺ کو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے اور شدید بیمار ہے آپ ﷺ بمع چند صحابہ کے اٹھے تا کہ اس کی عیادت کی جائے۔ جب حضرت ﷺ وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ شدید علیل ہے اور آخری سسکیوں میں ہے شدائد موت اس پر طاری ہیں، آپ ﷺ نے اس کودیکھ کے کہا کہ آپ کلمہ پڑھ لیں تا کہ میں آپ کو جنت لے جاؤں تو اس نے اپنے والد کو اسی حالت میں دیکھا والد کچھ خوش نصیب تھا اس نے کہا ''اطع ابا القاسم'' حضرت (ﷺ) کی بات مان لو اس نے کلمہ پڑھ لیا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور دم دے دیا (فوت ہوگیا)۔

(بخاری شریف ج اص ۱۸۱، ج ۲ص ۸۴۴)

آپ ﷺ بہت خوش خوش وہاں سے اٹھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے بچ گیا کلمہ پڑھنا نصیب ہوا، علماء دین کہتے ہیں رحمت اللعالمین کے عیادت کے لئے جانا گیا تھا اس کو جہنم سے نکالنا تھا۔

خوشگواری اور رواداری، دوسروں کے ساتھ برداشت کا برتاؤ جتنا محمد عربی ﷺ کے نظام میں ہے کوئی دوسرا نظام اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے، آپ ﷺ ایک منڈی میں تشریف لے گئے وہاں مختلف اناج لگے ہوئے تھے اور ایک چیز آپ نے پسند کی اور پسند

کرنے کے بعد آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اگر یہ مجھے دے دیں تو میں اتنے دنوں کے
بعد اس کے پیسے واپس کردوں گا ابھی فوری موجود نہیں ہیں، اس شخص نے کہا آپ اس طرح
میری چیزیں چھیننا چاہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''کلا ثم کلا'' مجھ جیسا دیانتدار اور
لوگوں کی چیزوں کا خیال رکھنے والا، پائی پونے کا حساب کرنے والا اور ہر ایک کو اس کا
حساب پہنچانے والا آج تک نہ پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک کوئی پیدا ہوگا یہ تم نے کیا بات کی
آپ ﷺ فوراً وہاں سے روانہ ہوگئے۔ حضرت ﷺ کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو مار پیٹ شروع
کردیتا لیکن آپ ﷺ چونکہ نبی ہیں اور رحمۃ اللعالمین ہیں اس لئے آپ کے اخلاق عالی اور
بلند مرتبت ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی

آپ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار حضرت جابر ابن عبداللہ
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا اونٹ چلتا نہیں ہے اور مجھے جلدی جانا ہے اور نئی نئی شادی ہوئی
ہے، وہ اونٹ کو دوڑانا چاہتے تھے اور اونٹ میں سکت نہیں تھی تو پیغمبر کو شکایت کی کہ میرا
اونٹ دوڑتا نہیں ہے آپ ﷺ نے کہا چابک ہے؟ کہا ہے آپ نے اس کو دو چابک لگائے
تو وہ اونٹ بالکل بجلی بن گیا اور پورے قافلے سے آگے ہوگیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کتنے
صادق اور امین ہیں یکدم آپ ﷺ کو خیال آیا کہ میں نے ملک الغیر (کسی دوسرے کی
ملکیت) کے اندر تصرف کیا ہے اونٹ اس کا ہے اور پٹائی میں نے کردی، آپ ﷺ نے
حضرت جابر سے فرمایا کہ ''بعینی هذا'' بیچتے ہو اس اونٹ کو مجھے، حضرت جابر نے کہا کہ

یہ تو چلتا ہی نہیں ہے لیکن آپ لے لیں، پھر حضرت نے پوچھا کہ آپ کے پاس سواری ہے،
حضرت جابر نے کہا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تک آپ اس پر سوار ہو کر جائیں
مدینہ منورہ پہنچ کے پیسے لے لو اور اونٹ میرے گھر کے سامنے باندھ دو، مدینہ منورہ پہنچ گئے
، جابر ابن عبداللہ اونٹ لے کے آئے، آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا دیکھو کوئی
رقم ہے کہا جی حضرت ہو جائے گی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گن کے دے دو، پیسے دے دئے
جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ جانے لگے تو فرمایا کہ یہ اونٹ بھی لے جاؤ، اونٹ بھی آپ
کا ہے اور پیسے بھی آپ کے ہیں مجھے اونٹوں کی ضرورت نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کی عبادات

آپ کی نمازیں دیکھو ذرا جس انداز کی نمازیں ہیں رات کو معمولات سے فارغ
ہوکر جب آپ گھر جاتے تو آٹھ رکعات پڑھتے تھے چار چار بخاری میں ہے

''فلا تسأل عن حسنهن وطولهن'' (بخاری شریف ج ا ص ۱۵۴، ۲۶۹)

پوچھو نہیں کتنی لمبی اور کتنی خوبصورت ہوتی تھی، اب عشاء کی نماز پڑھی
جائے، وعظ بھی کیا جائے، صحابہ سے گفتگو بھی کی جائے تو آدمی کو کتنی تھکاوٹ ہوتی ہے کہ
بستر میں جاتے ہی گر جائے لیکن نہیں آپ ﷺ گھر پہنچے تو گھر کا ادب ہے، گھر کا احترام ہے
کہ اس میں بھی نماز پڑھی جائے اتنی لمبی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پوچھو نہیں
کتنی لمبی اور کتنی خوبصورت یہ قیام اللیل ہوگئی، قیام اللیل کے معنی ہیں سونے سے پہلے
نوافل، پھر آپ ﷺ آرام فرماتے تھے رات آخری حصہ میں اٹھتے تھے اور وضو کر کے

''فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین

ثم رکعتین ثم اوتر'' (بخاری شریف ج ا ص ۱۲۰، ج ۲ ص ۲۵۷)

چھ مرتبہ دو دو آخر میں وتر، وتروں کے بعد کبھی بھی آپ ﷺ سے نفل ثابت نہیں، آپ کا حکم بھی ہے کہ وتر رات کی آخری نماز ہے جو وتروں کے بعد نوافل کی اجازت دیتے ہیں وہ پیغمبر کے اس حکم سے غافل لوگ ہیں، ان کے لئے رحمت کی دعا فرمائیں، آٹھ رکعت وہ اور بارہ رکعات یہ اور اس کے بعد تین وتر پھر آپ ﷺ فجر کی سنتیں مختصر پڑھتے تھے، اکثر سورہ کافرون اور سورہ اخلاص تلاوت فرماتے پھر فجر کی نماز میں آپ ﷺ سورۂ بقرہ پوری پڑھ لیتے تھے آل عمران پوری پڑھ لیتے تھے۔ آپ ﷺ کا نظام ذرا دیکھیں طاعات کا۔

سورج نکلنے کے بعد دو رکعت آپ ﷺ نے پڑھی اشراق اور فرمایا ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا اشراق کے معنی ہے سورج چونکا سب کو نظر نہیں آیا اور ''اشرقت'' ہر جگہ شعاعیں پہنچ گئیں اب چار چار چار بارہ اور اکثر آپ چار رکعات پڑھتے تھے دو دو نہیں اکٹھی چار اب ظہر شروع ہو رہی ہے جیسے ہی مکروہ وقت ختم ہوا آپ ﷺ فوراً چار رکعات پڑھتے صحابہ نے کہا حضرت ﷺ وقت داخل ہوتے ہی فرمایا ہاں آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں یعنی وہ جو مکروہ وقت میں دروازے بند ہوتے ہیں اس لئے منع فرمایا کہ مکروہ وقت میں نہ پڑھو کوئی فائدہ نہیں عمل جا ہی نہیں سکتا ہے، آگے آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں میری خواہش یہ ہے کہ میرا سب سے بہترین عمل نماز آگے چلی جائے، چار سنتیں اور فرائض وہ تو بعد کی چیزیں ہیں اس کو صوفیا کرام فرماتے ہیں ''تحیۃ الزوال'' وقت ظہر داخل ہونے کا شکریہ پھر چار سنت مؤکدہ پھر چار فرض عموماً

آپ ﷺ اس میں طوال مفصل بڑی سورتیں پڑھتے تھے، پھر دو سنت، پھر دو سنتوں کے بعد دو رکعت عصر سے پہلے چار یا دو پھر عصر کی چار رکعات، پھر مغرب کے تین فرض دو سنت چھ کم از کم ورنہ بیس تک ترمذی شریف میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ مغرب کے بعد بیس رکعات تک نوافل پڑھتے تھے یہ پورا نظام اکٹھا کر لیں گے تو چہل قدمی ورزش سستی تھکاوٹ تکاسل تغافل سب کچھ ختم ہو جائے گا اور پھر صرف نمازیں نہیں ہیں سترہ بیویاں ہیں گیارہ ایک وقت میں اکٹھی ہوئیں وفات کے وقت نو موجود تھیں راتیں تک تقسیم تھیں پھر چھتر کے قریب غزواۃ، سرایا، جنگیں لڑی ہیں، سوا لاکھ صحابہ کی تربیت ہے، ایک سو چودہ سورتوں کا نزول ہے پورا قرآن تئیس سالہ زندگی میں چوبیس ہزار مرتبہ وحی آئی ہے، تیرہ سال مکہ اور دس سال مدینہ منورہ کے کیا کہنا ہے آپ ﷺ کے کمال نبوت کا، آپ ﷺ کی انسانیت و بشریت کے تاج و تخت کا۔ اللہ تعالیٰ امت کو اپنے پیغمبر کے مقامات سمجھنے کی توفیق دے، اللہ تعالیٰ امت کو اپنے پیغمبر کے طرز حیات پر چلنے کی توفیق دے تاکہ امن قائم ہو جائے۔

امن غیروں سے املا لینے میں نہیں ہوگا، وہ فساد کرا رہے ہیں امن دوسروں کے ایجنڈے سے کبھی بھی نہیں آئے گا، آپ کی شریعت امن کا آئینہ دار ہے، میں نے کل کے درس میں کہا کہ ''مؤمن'' یعنی امن دینے والا، میں اگر مومن ہوں تو مجھ سے آپ کو ہر طرح امن ملنا چاہیے، آپ اگر مؤمن ہیں تو ہر جگہ آپ کی طرف سے امن ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ بغیر کسی وجہ کے آپ کسی درندے کو بھی قتل نہیں کر سکتے ہیں صرف پانچ چیزیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں ''خمس فواسق'' پانچ چیزیں بڑی

شیطان ہیں" یقتلن فی الحل والحرم "ان کو حرم میں بھی مارا جائے گا اور حرم سے باہر میں بھی ان کو مارا جائے گا۔" الحیة "سانپ" والغراب "کوا" والفارة "چوہا" والکلب العقور "باؤلا کتا" والحداء "چیل (مسلم شریف ج ۱ص ۳۸۱، بخاری شریف ج ۱ص ۲۴۶) اور چیل۔ یہ پانچ حیوانات ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے سخت اقدامات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان پانچ ناپسندیدہ چیزوں کے علاوہ بغیر کسی وجہ کے آپ کسی کو بھی نہیں مار سکتے ہیں امن مومن اسلام سلامتی مسلم" المسلم من سلم المسلون من لسانی ویدہ "ترمذی نے حکیم سے نقل کیا" من سلم الناس "لوگوں کو امن وسلامتی ملنا چاہیے، اللہ تعالیٰ پاکستان اور خاص کر ہمارا شہر امن وسلامتی کا منبع اور مرکز بنا دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۶۹

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤ من بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعما لنا من یھد ہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسو لہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کا فۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا مُنیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ‘‘ (حج آیت ۳۶،۳۷)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد

وعلی اٰلہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

قربانی کا جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہے

ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قربانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور ان کے مقاصد بھی بیان فرمائے ہیں اور اس سے متعلق فوائد بھی ارشاد فرمائے ہیں ’’بدن‘‘ حقیقت میں اس جانور کو کہتے ہیں جو بھیڑ اور دنبے سے بڑھ کر ہو اور وہ گائے ہے یا بھینس ہے یا اونٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ’’بدن‘‘ کو ہم نے دین کی ایک نشانی بنائی ہے

’’وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ‘‘

کیونکہ قربانی کا جانور گائے کی شکل میں ہے یا بھینس یا اونٹ دیکھ کر لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ نیازِ کعبہ ہے، خاص کر حاجی صاحبان دیکھتے ہیں خریدتے ہیں اور چھوٹے جانور جیسے بھیڑ دنبہ یا بکرا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کا بناؤ سنگھار کرنا یا ان کے اوپر شال ڈالنا یا پٹے ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے چھوٹے جانور ہیں اس آیت کریمہ سے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے جانور کا ذکر کیا ہے کہ یہ خاص نشانی ہے اسلام کی، اسلامی شعائر کا حصہ ہیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص سات بکرے کاٹے یا سات مینڈھے کاٹے یا اس کے بدلے میں اونٹ یا گائے کاٹے تو افضل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر مقصد احیاء سنت ہو تو مینڈھے کاٹے اور اگر مقصد فقراء کی ضرورت

پوری کرنی ہو، مسکینوں کی فقیروں کی تو پھر گائے، بھینس، اونٹ افضل ہے کیونکہ گوشت ان میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

قربانی کے جانور کے بارے میں تفصیل

’’وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ‘‘

علماء دین نے اس سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ خوبصورت جانور ہو، فربہ قسم کا ہو، خوب لحم شحم والا ہو، حدیث اور فقہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بے عیب ہو عیب دار جانور کو شریعت نے قبول نہیں کیا ہے، جانور میں عیب 1/4 کے قریب معاف ہے فقہاء کے نزدیک، لیکن اس سے زیادہ ہوا یا نصف کے قریب ہوا تو عام طور پر علماء کہتے ہیں کہ یہ عیب مانع قربانی ہے ایسے جانور کی قربانی نہیں ہونی چاہیے، جس کا 1/4 سے زیادہ حصہ عیب دار ہے، اگرچہ بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی نے اور آخر کار ابن عابدین شامی نے اور فتاویٰ ہندیہ میں، تاتارخانیہ میں، قاضی خان میں، بحر الرائق میں، نہر الفائق میں، درایہ میں، نہایہ میں ترجیح اسی بات کو دی گئی ہے کہ بس نصف تک عیب نہ پہنچے نصف سے کم کم رہے تو معاف ہے، زیادہ افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور 1/4 عیب بھی نہ ہو، بالکل ہی صاف ستھرا ہو، سینگ والا ہو خوبصورت ہو کان پورے ہوں آنکھیں ٹھیک ہوں، دانت پورے ہوں، یعنی دو دانت تو ہوں ہی اگر دو دانت نہ بھی ہوئے اور ایک سال عمر بتائی جاتی ہے، صرف اونٹ جو ہے وہ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے اور باقی جانوروں میں بھی ایک سال کی بھینس کی بچی ہو یا گائے کی بچھڑی ہو اور علماء دین فرماتے ہیں کہ گائے یا بھینس دو سالہ تب جا کے دو دانت کا

ہوتا ہے اور بکرا اور مینڈھا ایک سال کا ہو بلکہ مینڈھا اگر چھ مہینے کا بھی ہے اور سال کا لگتا ہے تو بھی اس کی قربانی ہو جائے گی لیکن بکرا اگر گیارہ مہینے کا ہے اور سال کا لگتا ہے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ جو چیزیں شریعت نے مقرر کی ہیں اس کے مطابق چلنا پڑے گا، فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ایک بچھڑا یا ایک کٹا دو سال کا ہو یا اونٹ جو ہوگا وہ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر اونٹ لاغر ہے، کمزور ہے اور لگتا نہیں ہے کہ پانچ سال کا پورا ہے تو اس سلسلے میں اگر صادق روایت موجود ہے کہ عمر پوری ہے تو قربانی جائز ہے لیکن لاغری کی وجہ سے قربانی مکروہ ہے، ناپسندیدہ ہے۔ قربانی کے جانور کے بارے میں ارشاد ہے کہ خوبصورت ہونا چاہئے، حدیث میں ہے کہ

''استشرفوا العین و الاذن'' (ترمذی ج ا ص ۱۸۱، ہدایہ رابع ۴۴۷ بحوالہ طبرانی)

دانت، ناک، کان سب چیزوں کو غور سے دیکھو تب جانور خریدو خوبصورت جانور ہونا چاہیے، عوام میں مشہور ہے کہ یہ جانور آگے چل کر قربان کرنے والے کی سواری بنے گی اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو اس کے بدلے وہاں کے مطابق شایان شان بدلہ اور صلہ عطا فرمائیں گے۔ چونکہ سبب یہی بنتا ہے جو اعمال کے درجے میں ہے اسی لئے بعض بزرگوں نے عوام کو سمجھانے کے لئے یہ بات کہی ہوگی کہ قربانی کا یہی جانور آگے چل کر قربانی کرنے والے کے لئے جنت کی سواری بنے گی خوبصورت سواری ہونا چاہیے، جو دلپسند بھی ہو۔

قربانی سے متعلق دیگر مسائل

دل پسند کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ لاکھ روپے کا جانور چھوڑ کے دس لاکھ کا خریدیں اور پچاس ہزار کے بجائے آپ دوسروں کو دکھانے کے لئے پانچ اور چھ لاکھ کا خریدیں، دیکھو پچاس ہزار کے بچھڑے کی سات قربانیاں ہیں اور پانچ لاکھ کا جو بچھڑا ہے اس کی بھی سات قربانیاں ہیں آٹھ نہیں ہونگی تو اگر اس کے پچاس اور ساٹھ کے حساب سے آٹھ دس خریدے جائیں تو بہتر اور اسی قربانیاں آپ کی پوری نسل اور پورے خاندان کے لئے کافی ہونگی۔ ایک صاحب حیثیت آدمی جس پر ایک قربانی واجب ہے خواہ وہ بکرے مینڈھے کی شکل میں ہو یا گائے بھینس اور اونٹ کا ساتواں حصہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنا افضل اور بہتر ہے ایک صاحب نصاب سے کیا مراد ہے

''اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ'' (قصص آیت ۱۲)

ایک گھر کا بڑا ہے جو سب کی کفالت کر رہا ہے تو یہ ایک گھر ہے پرانے زمانے میں لوگ کہتے تھے کہ جس میں ایک باورچی خانہ ہو، اب تو گھر میں چھ کمرے ہوتے ہیں ان کے ساتھ جگہ جگہ چولہے لگے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں تعبیر اس طرح ہوگی کہ ایک گھر میں جب چھ کمانے والے ہوں اور ہر ایک کو اپنی کمائی کا اپنا اختیار ہے تو یہ چھ گھر کہلائیں گے ان پر چھ قربانیاں ہیں ایک نہیں، اگر ایک گھر میں چھ کمانے والے ہیں لیکن دسترس اور اختیار ایک آدمی کا ہے تو یہ ایک کمانے والا سمجھا جائے گا، ایک ہی گھر ہے ایک قربانی سب کی طرف سے کافی ہوگی، امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ میں اس گھر کی طرف

سے ایک قربانی کافی ہے، دوسرے آئمہ اب بھی کہتے ہیں کہ جب کما رہا ہے صاحب حیثیت بن چکا ہے، ماں باپ کی موجودگی میں ویسے ہی اولاد اپنے آپ کو بے اختیار سمجھتے ہیں، یہ اچھی بات ہوتی ہے بااختیار اپنے بڑے کو مانا جاتا ہے تو گھر سنبھلا رہتا ہے، برکتیں رہتی ہیں اور جب ہر ایک کہتا ہے کہ میں بھی خود کماتا ہوں اپنے مال، کام کا مالک ومختار ہوں تو وہ گھر بااعتبار گھر اور کمروں کے خود مختار ہوتا ہے اور حقیقت میں کھنڈر ہوجاتا ہے، بہت خطرے والی بات ہے۔

ہاں اس پر تمام آئمہ دین کا اتفاق ہے کہ چھوٹے بچوں تک کی طرف سے اور مرحومین کی طرف سے قربانیاں کرنا مستحب ہے پسندیدہ ہے اور باعثِ اجر وثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایسی قبول فرمائی ہے کہ اس وقت جنت سے مینڈھا بھیجا، تفاسیر میں ہے کہ حضرت جبریل اٹھا کے لائے زمین پر پیر نہیں لگ رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ بس اس کو ذبح کرلیں اسماعیل کو چھوڑ دو ''وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا '' اے ابراہیم خواب کی سچائی مبارک ہو ''اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ '' نیک کرداروں کو ہم اسطرح بہترین بدلہ دیتے ہیں ''اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ '' یہ بہت بڑا امتحان تھا'' وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ '' (صافات آیات ۱۰۴ تا ۱۰۷) اور اس کو ہم نے قبول کیا ایک بہت بڑی قربانی دے کر اسی وقت تو جنتی مینڈھا آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں اس کو ذبح کیا اور بطور یادگار کے اس کے سینگ کعبہ کے سامنے لٹکا دیئے، ذبح کی جگہ وہ ہے جہاں آج کل مروہ ہے۔

صفا ومروہ کی حقیقت

اصل میں مروہ کہتے ہیں تیز وتند تلوار کو یا تیز چھرے کو اور صفا کہتے ہیں صاف ستھری گدی جو صاف ستھری گدی اسماعیل علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ نے بچائی اور وہ تیز چھرا جنتی مینڈھے پر چلا اور وہ ذبح ہوگیا۔ مؤطا امام مالک میں ہے کہ آپ نے مروہ کو دیکھ کے کہا ''هٰذا محل الذبح '' یہاں قربانی ہوئی ہے، جس طرح مقام ابراہیم حجر اسود کے قریب میں تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کو اٹھا کے پیچھے رکھ دیا تاکہ طواف کرنے والوں کو سہولت رہے شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ بات تھی کہ قربان گاہ بھی مروا میں تھی لیکن بیت اللہ کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے کیونکہ وہ جنتی مینڈھا تھا اور ذبح ہوگیا لیکن اب قیامت تک جو امت آئے گی اور وہ حج تمتع اور قران میں قربانیاں کرے گی دم دے گی تو یقیناً کعبۃ اللہ میں گندگی ہوجائے گی، ان کے بول وبراز اور خون سے گوشت اور چمڑے سے چنانچہ اس کو منیٰ کی جانب لے گئے'' المنىٰ مذبح '' اس کو مذبح قرار دے دیا گیا۔

منیٰ کا انتخاب اس لئے ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ھاجر بی بی اور خود اسماعیل علیہ السلام کو وسوسہ ڈالنے کے لئے ابلیس اس طرف سے آیا تھا اسماعیل علیہ السلام کو کہا آپ کے والد کہتے ہیں کہ مجھے حکم ملا ہے کہ بیٹے کو ذبح کروایسا حکم کبھی خدا دیتا ہے کسی کو؟ یہ تو میں نے ان کے دل میں ڈالا ہے، انہوں نے پتھر اٹھا کے پھینکا اس کی طرف، ھاجر بی بی کو کہا کہ آپ کے خاوند عجیب بات کرتے ہیں اس کو تو میں نے دل میں

ڈالا تھا یہ کوئی خدا کا حکم تھوڑی تھا، ھاجر بی بی نے بھی شیطان کے وسوسے کو بیخ دیا اور اس کی جانب ایک اور پتھر دے مارا۔ یہ لفظ "ھاجر" ہے ھاجرہ نہیں ہے جو "ھاجرہ" کہے سمجھو کہ احادیث سے ناواقف ہے، نابلد ہے، واقف نہیں ہے اصل لفظ ہاجر ہے

"ھاجر بفتح الجیم بدون التاء ھی اسم ام اسماعیل"

احادیث میں جب آئے گا "اخدمھا ھاجر" (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۷۴) ھاجر اور آجر دونوں لفظ ہیں لیکن "ھاجرہ" کبھی بھی بی بی کا نام نہیں تھا کیونکہ یہ موزنبیق زبان کا لفظ ہے اور ھاجرہ یہ عربی ہے جو دوپہر کے معنی میں ہے وہ دوسری چیز ہے، "اخدمھا ھاجر"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بڑا امتحان

جب دونوں طرف سے شیطان ناکام ہوگیا تو آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بڑے زور شور سے آیا اور ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں خلیل الرحمان ہیں آپ کہتے ہیں مجھے خدا کا حکم ملا ہے اور وہ بھی خواب کے ذریعے، تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ خدا کا حکم ہے، حالانکہ وہ میری طرف سے ہے میں نے آپ کو یہ شک شبہ میں ڈالا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات پتھر اس کی طرف پھینکے تو وہ بھاگ گیا، چونکہ سب سے بڑا امتحان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا اس لئے رب العزت نے ان کی تصدیق کی "یٰاِبْرٰھِیْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا" آپ کا خواب واقعی وحی کا حصہ تھا، شیطان کی دسترس سے پاک تھا، جب ابراہیم علیہ السلام کا خواب سچا ہوا تو اس پر جو عمل حضرت ھاجر اور

حضرت اسماعیل کر رہے تھے وہ بھی سچے ہوگئے، تو پہلے دن بڑے شیطان کی رمی ہے کیونکہ بڑے کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے اور دوسرے دن اور تیسرے دن تینوں شیاطین کو کنکر مارے جاتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ ایام اضاحی میں اور ایام رمی میں جب یہ کنکر پھینکے جاتے ہیں شیطان کی طرف تمام جزیرے کے اندر جو شیاطین ہیں وہ سب کے سب زخمی ہوجاتے ہیں کہیں بھی شیطان ہو اس کو کنکر کا اثر پہنچ جاتا ہے، کہیں کمر، کہیں پیٹ، کہیں ٹانگ پر اور وہ کئی دن تک لنگڑاتا رہتا ہے، کیونکہ یہ ایک روحانی عمل ہے جو کہ وحی کے ساتھ تجویز ہوا ہے، ہمارے پیغمبر رسول عربی النبی الہاشمی نبی کریم ﷺ جب وہاں پہنچے تو آپ ﷺ کو بھی کہا گیا کہ آپ بڑے شیطان کو سات کنکر ماریں، صحابہ نے بھی مارے اور دوسرے دن آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ تینوں کو کنکر ماریں ظہر کے بعد اور تیسرے دن فرمایا کہ آج تینوں کو کنکر ماریں، ضروری عمل تھا محمد عربی ﷺ جیسی مقدس ہستی کو بھی کہا کہ یہ بڑا اچھا ہے اس سے شیاطین کا بڑا مقابلہ ہوتا ہے آپ ﷺ بھی کنکر ماریں۔

شیطان کو کنکریاں مارنے کے سلسلے میں ایک وضاحت

عجیب بات یہ ہے کہ دنیا کے اندر مقابلہ ہمیشہ لسان کا ہوتا ہے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ" لیکن ایک موقع ایسا آتا ہے حج کے ایام میں کہ حاجیان صاحبان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ بالفعل مقابلہ کرے اور باقاعدہ کنکر لے اور انہیں مارے اور یہ کنکر انہیں لگتے ہیں شیطان ابلیس جہاں کہیں بھی ہو اس کو لگتے ہیں اس لئے حاجیان صاحبان بڑا زور لگاتے ہیں بیمار بھی ہوتے ہیں، بڈھے بھی ہوتے ہیں، عورتیں بھی

ہوتی ہیں اور وہاں پریشان بھی ہوتے ہیں سیکڑوں بہترین انتظامات کے باوجود رمی کا معرکہ سخت ترین معرکہ ہے، اگر کسی وجہ سے آدمی بیمار ہو یا اس کو خلجانِ قلب ہو یا جسم کا اور کوئی عارضہ ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ میرے لئے دشوار ہے کہ میں کنکریاں مار سکوں تو وہ نیابتاً کسی دوسرے سے بھی کرواسکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی اور کو کہے کہ آپ میری طرف سے نائب بنیں یا میرا وکیل بنیں، صحیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی عذر معتبر ہے، بعض علماء کرام کے اس سلسلے میں سخت فتاویٰ حیران کن ہیں جب ایک حاجی جو خود فرائض ادا کررہا ہے اور اس کو اپنی صحت پر اعتماد نہیں ہے تو یقیناً اس کے لئے خطرات ہیں اس کے لئے اس کا ساتھی یا معتقد پہلے اپنی طرف سے کنکر مارے اور پھر ان کی طرف سے مارے اور تینوں دن بھی ایسا ہوسکتا ہے خدانا خواستہ اگر یہ تینوں دن اگر اس کو کوئی اعتماد والا آدمی نہ ملا جو اس کی نیابت یا اس کی وکالت کرلے تو تینوں دنوں ایک مینڈھا یا ایک بکرا یا گائے کا ایک حصہ یا اونٹ کا ساتواں حصہ تینوں دن کی طرف سے کافی ہے کیونکہ رمی الجمرات فرض یا رکن نہیں ہے، بلکہ واجب ہے، میں نے وہاں بہت تکلیفیں دیکھیں اور لوگوں کو پریشان دیکھا ہے اسی لئے میرا فتویٰ اس میں بہت نرم ہے یہ عاجز اور فقیر سمجھتا ہے کسی بھی عذر سے کوئی کسی کی طرف سے کنکر مار سکتا ہے، یہ بالکل درست اور صحیح ہے اور اس کے اعادے کی کفارے کی کوئی ضرورت نہیں۔

مناسکِ حج میں، فتاویٰ میں تشدد ٹھیک نہیں

حج کے مناسک میں بہت زیادہ تشدد مناسب نہیں ہے، نرمی ہونا چاہیے فقہاء کہتے

ہیں کہ اگر آدمی نے احرام حج کا باندھا ہو، احرام فرض ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوسکتا اور وہ احرام باندھنے کے بعد غنودگی میں یا نیند کی حالت میں یا بے ہوشی میں پلنگ پر ڈال کر یا ایمبولینس میں ڈال کر عرفات سے گزار دیا گیا تب بھی حج ہوگا۔ 1983ء کی بات ہے جب بہت سی مہلک بیماریاں پھیل گئیں تھیں، ہزاروں حجاج ہسپتالوں میں داخل تھے، بادشاہ عرب نے مفتی اعظم کے فتوے کے بعد حکم دے دیا کہ تمام حجاج کو ہیلی کاپٹروں میں ڈال کر میدانِ عرفات سے گزار کر واپس لے آئیں تاکہ ان کا حج تو ہوجائے کیونکہ حدیث شریف بخاری اور مسلم کی ہے ''الحج عرفة'' بس عرفہ گزر گیا وہاں سے جانے کے بعد کوئی شخص چند قدم بھی وہاں میدانِ عرفات میں لے لئے تو اس کا حج ہوگیا، حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میں اتنا دن پیدل چلا ہوں

''انی جئت من جبلی طی اکلت راحلتی واتعبت نفسه واللہ ما ترکت من جبل الا وقفت علیه فهل لی من حج'' (ترمذی شریف ج ۱ص ۱۷۹)

پہاڑ میدان ہر جگہ میں اور میری اونٹنی دونوں تھک گئیں، اب آیا ہوں اور عرفہ گزر گیا ہے، آپ ﷺ تو عرب کے چپے چپے سے واقف تھے، اسی سرزمین کے تھے، آپ ﷺ نے بڑی دیر تک اس سے سوالات کئے پتہ چل گیا کہ ایک پہاڑ سے اتر کر دوسرے پہاڑ تک جاتے ہوئے وہ عرفات سے گزرا ہے آپ نے کہا مبارک ہو آپ کا حج ہوگیا ہے۔ یہ جو آپ نے قدم رکھے ہیں یہ عرفات میں رکھے ہیں۔ بڑے پیار سے وہ کہتا ہے کہ میں نے کوئی اونچائی، کوئی اترائی، کوئی جگہ نہیں چھوڑی، جبل رحمت کی تلاش میں ہر جگہ میں آپ ﷺ کو تلاش کررہا تھا، آپ ﷺ نے باقاعدہ اس سے پوری تفتیش کی اور ایک

ایک راستہ کا اس سے پتہ لگیا کہ وہ کہاں کہاں سے گزرا ہے، جب آپ ﷺ کو پورا اطمینان ہو گیا کہ یہ عرفات سے گزرا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج مبارک ہو، آپ کا حج ہو گیا۔

آپ ﷺ نے ایک عجیب احسان کیا اس کی نظیر دنیا میں نہیں ہے وہ اس طرح کہ ہر رات آنے والے دن کی ہوتی ہے، جیسے کہ آج رات آئے گی تو کل کی رات ہے جیسے جمعہ کی مغرب جو رات شروع ہوگی آپ سے کوئی پوچھے یہ کونسی رات ہے آپ کہیں گے یہ ہفتے کی رات ہے، آپ اسے جمعہ کہہ کے نہایت غلط کرتے ہیں اور فضول حرکت کرتے ہیں رات ہمیشہ آنے والے دن کی تابع ہوتی ہے اس لئے اسلامی تاریخ مغرب میں تبدیل ہو جاتی ہے، جیسے آج ذیقعدہ کی مثلاً سولہ یا سترہ ہے مغرب کے بعد کوئی پوچھے کہ ذوالقعدہ کی کونسی تاریخ ہے آپ کہیں گے اٹھارویں تاریخ ہے۔

حج کے دیگر مسائل پر ایک نظر

رات بارہ بجے کا کیا تعلق ہے تاریخ سے، تاریخ تو یا شمسی ہوگی یا قمری ہوگی قمری حساب سورج ڈوبنے کے ساتھ تبدیل ہوتا ہے تو آنے والی رات ہمیشہ آنے والے دن کی ہے، جیسے آج مغرب کے بعد جو رات شروع ہوگی یہ کل کا جو دن ہے ہفتہ کا اس کی رات ہے اور ہفتہ کا دن گزر کر جو رات شروع ہوگی وہ اتوار کی رات ہے کیونکہ اگلا دن اس کا اتوار ہے، یہ قاعدہ ہے اور اس پر پورا نظام عالم قائم دائم ہے۔

تو عرفہ ۹ ذوالحجہ ہے ۹ ذوالحجہ زوال ہونے کے بعد وقوف کا وقت شروع ہو گیا، جیسے ہی بارہ ساڑھے بارہ بجے سورج ڈھلتا ہے اور نماز ظہر جائز ہوتی ہے اسی کے ساتھ عرفہ

شروع ہو گیا ''الحج عرفہ'' جس پر حج موقوف ہے اور حج کا رکن اعظم ہے وہ شروع ہو گیا تو مغرب کے اوپر یہ ختم ہونا چاہیے اس لئے حاجیوں کو حکم ہے کہ مغرب میدان عرفات میں ہونے لگتی ہے لیکن فرمایا کہ مغرب پڑھنی نہیں آپ چلے جائیں مزدلفہ آپ کے ذمہ وہاں پہنچنا ہے اور مغرب اور عشاء وہاں پڑھنی ہے اگر کسی نے غلطی سے عرفات میں پڑھ لی یا راستہ میں پڑھ لی تو فقہاء کرام اس پر متفق ہیں کہ یہ نماز نہیں ہوئی آج کی ادا غلط ہے یعنی یہ قضا کر کے مزدلفہ پہنچ کے پڑھنی ہے۔ اسلام خالص اطاعت اور فرمانبرداری کا نام ہے، آپ آنکھوں سے دیکھیں گے کہ سورج ڈوب گیا مغرب ہو گئی لیکن آج کی مغرب یہاں (عرفات) نہیں پڑھنی ہے حکم حاجیوں کو یہ ہے کہ یہ لوگ مزدلفہ پہنچیں، وہاں سے تین ساڑھے تین میل کا راستہ ہے، لیکن بہرحال رش بہت زیادہ تین چار گھنٹے میں آدمی پہنچتا ہے، کچھ بھی کر لے کوئی پہنچتا اسی حساب سے ہے، یا یہ کہ ہیلی کاپٹر سے جائے تو چونکہ وہ فضا میں اڑتا ہے تو ظاہر وہ دس منٹ بارہ منٹ میں پہنچا دے گی باقی سارا جہاں جو وہاں پہنچتا ہے پہنچنے کے بعد وہاں حکم یہ ہے کہ پہلے مغرب پڑھ لے یا اس سے متصل عشاء پڑھ لے یا اختیار ہے عشاء پھر آرام سے پڑھ لے، اب بات سن لو ذرا! وہ یہ کہ مغرب داخل ہونے کے ساتھ یہ ۱۰ ذوالحجہ کی رات ہونا چاہیے ۹ ذوالحجہ جو عرفات کا وقوف شروع ہو گیا سورج ڈھلتے ہی یعنی ظہر کا وقت داخل ہوتے ہی اس کو مغرب پر ختم نہیں کیا سنت طریقہ تو یہ ہے کہ مغرب داخل ہونے سے کچھ پہلے حاجیان مزدلفہ روانہ ہو جائیں کیونکہ پہنچنے میں دو تین گھنٹے لگیں گے اور عرفات میں یا مزدلفہ کے راستے میں مغرب کی نماز نہیں پڑھی جا سکتی ہے پڑھ بھی لی جائے تو باطل ڈس مس فضول حرکت ہے وہاں پہنچ کے دوبارہ مغرب پڑھنی پڑے

گی، یہ جو بھی رات شروع ہوئی یہ قاعدے کے مطابق اگلے دن کی رات ہے یعنی ۱۰ ذوالحج کی رات ہے لیکن رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی اور آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی کہ یہ رات بھی گزرے ہوئے دن کے ساتھ ملالیں میری امت مغرب اور مشرق سے حج کے لئے چلے گی اور یہ ظہر سے مغرب تک کا وقت کم ہے وہ مغرب کے بعد یا عشاء کے بعد رات کو پہنچے گی اور ہم ان کو کہیں گے کہ آپ کا وقوف ختم ہوگیا تو صبح صادق تک دیر سے پہنچنے والے کا وقوف برقرار ہے یہ دیکھیں اس کے لئے مزدلفہ معاف ہے۔

سارے جہان میں لاکھوں کے مجمع میں وقوف عرفہ ۹ ذوالحج کے ظہر سے لے کر مغرب سے پہلے تک کر لیا، دعائیں مانگی نمازیں پڑھیں، اللہ کے لئے آنسو بہائے، اپنی بندگی پر شرمندگی ظاہر کی، ساری مغفرت اور آخرت کی نعمتیں طلب کیں، قسم قسم کے گناہوں سے اللہ کے حضور معافی مانگی۔ حدیث شریف میں ہے وہ سب دعائیں جو میدانِ عرفات میں ہوتی ہیں وہ قبول ہوتی ہیں اور جب آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بہترین دعا کونسی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''ان اکثر دعاء من کان قبلی من الانبیاء ودعائی یوم العرفة''

میری دعا اور مجھ سے پہلے جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں ان سب نے اس جگہ یہی دعا مانگی

''لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت وھو علیٰ کل شئ قدیر....'' (کنز العمال ج ۵ ص ۱۹۰، ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۸)

بعض نادان نہیں سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تسبیح ہے تحمید ہے لیکن یاد رکھنا ذکر جل وعلیٰ کے بعد دعا کی حاجت نہیں رہتی ہے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جب قربِ الٰہی نصیب ہوگیا تو پھر کس چیز کی ضرورت ہے،

محبت جو ان کی عطا ہوگئی
یہ دنیا بھی جنت نما ہوگئی

سارے جہان کے حجاج جو عرفات کے میدان میں جمع تھے تو ان کے لئے ۹ ذوالحج کو ظہر کا وقت داخل ہوتے ہی وقوف شروع ہوگیا حکم ہے کہ ظہر پڑھ لیں اور پڑھنے کے بعد دعائیں مانگیں جب کھڑے ہوکر یا کھڑے نہیں ہوسکتے تو بیٹھ جائیں، جب زبان تھک جائے، پھر دل سے اگر بڑے امام کے ساتھ ملنا مشکل ہو تو جاکے پڑھ لیں، نماز ظہر کی ظہر میں، عصر کی عصر میں، بس ساری دعائیں مانگنی ہیں یہ وہ گھڑی ہے جس میں خدا سے مانگی جاتی ہے، دعاؤں کی گھڑی ہے

جو طلب میں نے کیا آپ نے عنایت سے دیا
تیرے قربان میرے ناز اٹھانے والے

حج کے اختتامی مراحل

مغرب کا وقت آتے ہی حکم یہ ہے کہ حاجیان صاحبان نکل جائیں میدان عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوجائیں، کیونکہ رات مزدلفہ میں گزارنا واجب ہے اور فجر کی نماز غلس میں یعنی وقت داخل ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھ لیں اور دعائیں مانگیں، سورج

نکلنے سے کچھ پہلے منیٰ روانہ ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں بڑے شیطان کی رمی واجب ہے اور یہ تمام حجاج پر ایک جیسے واجب ہے۔ متمتع، قارن، مفرد فرق صرف یہ ہے کہ متمتع اور قارن اس رمی کے بعد قربانی کریں گے اور قربانی کے بعد وہ بال منڈوائیں گے یا چھوٹے کریں گے پھر سلا ہوا کپڑا پہنیں گے لیکن حاجی مفرد چونکہ شرعاً مسافر ہے اس لئے ان کے ذمہ قربانی نہیں ہے وہ رمی جمرہ کے بعد جا کے اپنے بال منڈوائیں اور سلے ہوئے کپڑے پہنیں اور جو چیزیں ممنوع تھیں وہ سب حلال ہو گئیں "الا النساء" سوائے عورتوں کے کہ اگر اپنی بیوی ساتھ ہو تو اس کے ساتھ ملاقات ناجائز ہے، یعنی جماع کیونکہ ایک رکن اور باقی ہے وہ ہے طواف زیارت، حج کا اہم رکن ہے، یہ طواف فرض قطعی ہے اور یہ ابھی باقی ہے لیکن یہ طواف اپنے ہی کپڑوں میں ہوتا ہے اس کے لئے احرام ضروری نہیں ہے، اپنے سلے ہوئے کپڑے پہن کر نہا دھو کر، بال منڈوا کر اس رات کو یا اگلے دن ۱۲ ذوالحج کے سورج ڈوبنے تک اس کا وقت ہے۔

اس سب بیان سے میرا اصل مقصد اس بات کی وضاحت تھی کہ آپ لوگ غور کر لیں کہ امت کے حال پر پیغمبر ﷺ کا کتنا بڑا احسان ہے۔ مہربانی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے ساتھ تو دیر سویر کرنے والے افراد تھے ہی نہیں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قیامت تک کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت مشرق اور مغرب سے آئے گی، کہاں کہاں سے دنیا آتی ہے سعودیہ کے پاس ابھی تک کوئی الارم اور انتظام نہیں ہے کہ دنیا کو بتائے کہ لوگ یہاں کہاں سے آئے ہوئے ہیں اور کس طرح آئے ہیں، اچانک کہیں لوگوں کی آپس میں ملاقاتیں ہو جاتی ہیں اور بعض لوگ جہان کے کونے کونے

سے وہاں پہنچے ہوتے ہیں اور کتنی مشقت اور تکلیف سے وہاں ان کا آنا نصیب ہوتا ہے۔

حج کے لئے لوگوں کا جوش و جذبہ

اللہ کی محبت لوگوں پر ایسی غالب ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ کوئی سخت حج بتائیں، مشکل اور کٹھن قسم کا، لیکن اللہ راضی ہو جائے اور ہمیں اجر بہت مل جائے۔ یہ جو مغرب کے بعد مزدلفہ روانہ تو ہو گئے، یہ جو ٹائم پہ آئے تھے لیکن یہ جو شرق اور غرب شمال و جنوب سے احرام باندھنے کے بعد نہیں پہنچا اب پہنچ رہا ہے بلاد عرب میں داخل ہو گیا تو پتہ چل گیا کہ رات ہو چکی ہے اور پیغمبر کہتے ہیں جس نے میدان عرفات کا وقوف نہیں کیا وہاں ایک لمحے کے لئے ٹھہرا اور گزرا نہیں اس کا حج نہیں ہوگا اور وہ ۱۰ ذوالحج کی صبح صادق سے پہلے پہلے اس میدان سے گزر گیا یا قدم رکھا تو "وقد حج وتم نسکه" اس کا حج ہو گیا اور اس کے احکام مکمل ہو گئے باقی کام جاری رکھیں، یہ آج کی رات دن کو دی گئی کیونکہ دن میں بڑا کام تھا تو ایسے لوگ مل گئے آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اور آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو کہا کہ ہم رات کو گزرتے وقت عرفات سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا یہ رات میں نے اللہ سے مانگی اللہ نے میری استدعا قبول کی ہے اور یہ گزرے ہوئے دن کے ساتھ ہے لہٰذا آپ نے وقوف عرفہ کر لیا، آپ کا حج پورا ہے ان ایام میں سب سے اہم مہم مرحلہ تو حج کا ہے جو حاجیان صاحبان نبھائیں گے اور خدا آسان فرمائے۔ پورے عالم کے اندر اس کی ایک شبیہ قربانی کے رنگ میں پائی جاتی ہے کہ پورے عالم کے مسلمان نہ کسی جگہ طواف کر سکتے ہیں اور نہ اس کی نقل جائز ہے فقہاء کہتے "والتاریخ لیس بشئی" اس کی نقل

کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے کار بات ہے اسلام میں اصل ہوتا ہے نقل نہیں ہوتا بلکہ اس کا بدل لیا ہے اور وہ یہ کہ لوگ احسان سے اخلاص سے توجہ قلب سے، حلال کمائی سے محبت سے، دلپسندی سے اور بہت ہی شوق و ذوق سے قربانی کریں تا کہ وہ سنت ابراہیمی جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے رنگ میں اللہ نے قبول کی ہے اور قیامت تک کے لئے امت کو اس میں ڈالا ہے۔

اسلامی احکامات کی جامعیت اور آفاقیت

غور کیا جائے کہ اسلام کی کتنی جامعیت ہے جب آپ کہتے ہیں کہ یہ عمل قبول ہوگیا ہے تو بس آپ کے پاس ایک لفظ ہے آپ نے ادا کرلیا ٹھیک ہے اس لفظ کی وجہ سے ہمیں دلی اطمینان ہوجاتا ہے لیکن آپ قبولیت دیکھنا چاہیں تو یہ نظیر دیکھیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں قربانی قبول ہوگئی اس کے بعد جتنے انبیاء آئے ہمارے پیغمبر تک سب کو حکم تھا کہ آپ قربانیاں کریں کوئی سال ایسا نہیں گزرتا ہے جس میں قربانیاں نہ ہوں۔

آخری حج کے موقع آپ ﷺ نے سو اونٹ کٹوائے ۶۳ آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے نحر فرمائے اور باقی آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیئے چونکہ وہ داماد تھے اور گھر کے آدمی تھے۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۳۹۹، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۱ مکتبہ حقانیہ)

پھر یہ صرف ایک قربانی نہیں ہے کہ آپ جانور لے آئے وہ جانور پالنے والوں سے پوچھو کیسے پالا ہے جانور کے کھانے کے لئے گھاس کس طرح لائی گئی، اس کے برتن

جس میں چارہ ڈالا جارہا ہے وہ کیسے بنے، ان کی رسیاں مستقل بنائی جاتی ہیں، کتنی فصلیں اُگائی جاتی ہیں، کتنی دنیا کاروبار پہ لگ گئی ہے، سوزوکیاں، گاڑیاں، مزدور سب رکھے جاتے ہیں، پیغمبر نے پوری امت کو ایک زبردست روزگار فراہم کیا ہے اور بنیاد اس میں اللہ کی رضا اور سنت کی احیا کی ہے، ڈاکٹروں کا کیا کام ہے وہ دیکھ لو کتنے ڈاکٹر مصروف ہوتے ہیں جانوروں کے، رسیاں بازاروں میں مہنگی ہوجاتی ہیں، جانوروں کا چارہ ڈبل ریٹ پر ہوجاتا ہے، بھوسہ ایک کا تین گنا مہنگا ہوجاتا ہے، ایک جہان ہے جو قربانی کے ان مراحل میں مصروف ہے۔

نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

یہ پیغمبروں کی سنت کی ادائیگی ہے اور اس کو بہترین طریقے سے نبھانے میں پوری امت کمربستہ رہتی ہے اور ہر طرح کی کوشش کی جاتی ہے۔

قربانی کا جانور سرتا پا اجر وثواب کا باعث

آپ ﷺ جب اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے مینڈھا کاٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"قومی فاشھدی" (کنز العمال ج ۵ ص ۲۲۱، البحر الرائق ج ۸ ص ۳۲۸ رشیدیہ)

بیٹی آؤ کھڑی ہوجاؤ، یہ میں آپ کی طرف سے کاٹ رہا ہوں، یہ نہیں کہ آج کل کے سیٹھ صاحب نے کہہ دیا اور قربانی ہوگئی، سیٹھ صاحب ادھر ڈیفنس میں لیٹا ہوا ہے اور سیٹھ صاحب کی گائے سہراب گوٹھ میں گرگئی ہے، بے شک اس طرح قربانی جائز ہے لیکن

آخر اس کے جو فوائد ہیں اس کے جو انوار ہیں اس کے جو جلوے ہیں وہ آپ کو کیسے نصیب ہونگے۔ پھر تو امی ترین جامہ رہے ہیں فاطمہ یہ ارشاد ہوا کہ یہ محض ہمارے لئے ہی آپ کے گھرانے کیلئے ہیں آپ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں تمہیں ایسا نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "قومی" آؤ آپ کی قربانی ہو رہی ہے آپ بھی دیکھ لیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قطرہ خون پر، جسم کے ہر بال پر آپ کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں کتنی ساری نیکیاں ہوں گی۔ بخاری شریف میں ہے کہ قیامت کے دن قربانی کا جانور، اس کا چارہ، اس کا پالنا، یہاں تک کہ اس کے بول و براز، یہ سب وہاں کے نظام کے مطابق وزن دار کر کے نیکیوں کے پلڑے میں ڈال کر قربانی کرنے والے کے نیکیوں کے پلڑے میں ڈالا جائے گا،

"فاما من ثقلت موازینه" (قارعہ آیت ۶)

اور اس دن جس کے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہونگے وہ یقیناً کامیاب ہونگے۔

مسلمانان عالم کو حکم ہے کہ وہ دل پسندی سے اور بڑے اخلاص اور توجہ سے اپنی حلال کمائیوں سے قربانیاں کریں، قربانیوں کا نظام اپنائیں، قربانیوں کا ماحول بنائیں، قربانیوں کے ذریعے فقراء اور مساکین کے سدالحاجات کریں، ان کی پریشانیاں دور کریں، ان کا پیٹ بھریں۔

پھر یہ کہ قربانیوں کے ذریعے انسان کے اندر ایک ہمت پیدا ہوتی ہے کہ جانور ہم نے اللہ کے راستے قربان کیا ہے، یہ کم پڑ گیا ایک اور صحیح وہاں فقراء اور مساکین زیادہ ہیں دن تھیں اور صحیح اب یہ شخص ہے جو اسلام کے لئے فتوحات کرنے کے لئے صلاحیت رکھتا ہے، اس میں قربانی کا جذبہ ہے، یہ تو ابھی مال خوب جوش و جذبے سے اللہ تعالیٰ کے لئے

خرچ کر رہا ہے، اگر کبھی جان کی بھی ضرورت ہوئی تو یہ پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ"

(حجرات آیت ۱۵)

اللہ تعالیٰ مسلمانان عالم کا حج قربانیاں قبول فرمائے اور خوب بہترین طریقے سے عبادات کرنے کی توفیق رفیق فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۷۰

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللّٰہ تعالیٰ الی کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللّٰہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ

(سورۃ مائدہ آیت ۷۷)

بزرگانِ محترم بھائیو اور محترم سامعین! محرم الحرام کا مہینہ ہے اور اس مہینے میں ایک خاص قسم کا فرقہ خاص قسم کے نظریات اور ادائیں دکھاتا ہے۔ ادنیٰ مسلمان جانتا ہے کہ

یہ سب باتیں کمزور ہیں اور اکثر باتیں بے حقیقت ہیں اور ان کا نہ ذکر کرنا ہی موزوں ہے۔

عقیدت میں غلو : شرک و کفر

کسی بھی بزرگ کے ساتھ احترام یا اظہار ہمدردی شریعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کسی زندہ یا مردہ کے ساتھ عقیدت کا برتاؤ کرنا یا ہمدردی اور محبت سے پیش آنا بہت ضروری ہے جو کہ شریعت کے مطابق ہو۔ ایسے موقع پر قرآن کہتا ہے

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ"

بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے (کفر تک پہنچ گئے) جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو اللہ سمجھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود فرماتے تھے

"اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ"

جو کوئی شرک کرے گا اس پر جنت حرام ہے "وَمَاْوٰىهُ النَّارُ" اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے "وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ" اور ان بدنصیبوں کو کوئی بچانے والے نہیں ہوں گے۔ "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ" یہی لوگ ہیں جو خدا کو تین میں سے تیسرا مانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا مانتے ہیں اور جبرئیل کو بھی "وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" مخلوق کبھی الٰہ نہیں بن سکتی نہ اللہ کی شریک بن سکتی ہے

"وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" (مائدہ آیات ۷۲ تا ۷۳)

اگر غلط باتوں سے یہ باز نہیں آئے تو سخت عذاب ان کو مل جائے گا۔ انہوں نے

محبت میں یا عقیدت میں کسی کو کیا شریک کیا تھا جو سراسر غلط تھی لعنت کا باعث تھی ضلالت اور کفر کا باعث تھی۔ "اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ" یہ خدا کے حضور غلط باتوں سے توبہ نہیں کرتے "وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" وہی بخشنے والے اور مہربان ہے "مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" حضرت عیسیٰ علیہ السلام خالص خدا کے پیغمبر تھے ان سے پہلے بھی پیغمبر رہے ہیں "وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ" اور ان کی والدہ ایک پاکدامن ولیہ اور بزرگ خاتون تھیں "كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ" وہ کھانا کھاتے تھے "اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ" دیکھو کس طرح مثالیں ہم سمجھاتے ہیں "ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ" پھر بھی دیکھو کیسے الٹے پاؤں پھر رہے ہیں

"قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

آپ فرما دیجئے کہ ان چیزوں کی پوجا کرتے ہو اور ان کو معبود مشکل کشا حاجت روا کارساز تکلیفیں دور کرنے والا سمجھتے ہو جو نہ ضرر دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب کام خدا کے ہیں

"وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" "قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ"

کتابیں ماننے والو اور سابق نبیوں پر اعتقاد رکھنے والو اور یہ آسمانی کتابیں ان کے پاس موجود ہیں اے لوگو دین میں حد سے نہ بڑھو حد کے اندر رہو۔

کہا جاتا ہے کہ جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ زیادہ پاؤں پھیلاؤ گے تو پاؤ

پاؤں ننگے ہو جائیں گے یا چادر پھٹ جائے گی۔

دین میں غلو ! تباہی و گمراہی

'' یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ '' دین میں غلومت کرو۔ ''وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ '' اور ایسے لوگوں کے غلط نظریات پر مت چلو جو پہلے سے گمراہ ہیں۔

مسئلہ خلافت میں ان کی گمراہی واضح ہے، مسئلہ امامت میں ان کی بے دینی واضح ہے، قرآن کے محفوظ اور غیر محفوظ ہونے میں ان کا عندیہ یقیناً دشمنان خدا اور رسول کا ہے، صحابہ کی تعظیم اور عدل کے بارے میں یقیناً وہ راہ راست چھوڑ چکے ہیں

'' یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ''(حوالہ بالا)

خواہشات ، مذہبی خواہشات بدعات کو کہتے ہیں مذہب کے سلسلے میں تو اتباع ہوتی ہے۔ اگر دو رکعت فرض ہیں تو دو رکعت ہی فرض ہیں قیامت تک چار نہیں ہوں گی۔ چار سنت ہیں تو چار ہی رہیں گی دو نہیں ہوسکتیں، خطبہ قبل الصلوٰۃ ہے تو پہلے ہی دینا ہے عید کا بعد الصلوٰۃ ہے تو ہمیشہ بعد میں ہی ہوگا۔ کسی کے کہنے اور خواہش سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔ اس کو کہتے ہیں اتباع جیسے کیا گیا ہے یا کہا گیا ہے ویسے ہی کرنا۔ اس کے برعکس ہیں خواہشات، کسی نے چھوٹی درگاہ بنائی کسی نے بڑی، کہیں جھنڈا چھوٹا ہے اور کہیں جھنڈا بڑا ہے، کوئی سارے کام کرتا ہے پیران پیر شیخ عبدالقادر'' غوث اعظم'' ہیں بدعتیوں کے

یہاں پوری دنیا وہی چلاتے ہیں جبکہ قرآن کریم اس موقع پر کہتا ہے کہ

'' یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ '' (سجدہ آیت ۵)

ہر کام کا فیصلہ تو خدا تعالیٰ آسمانوں سے فرماتے ہیں۔ اسی طرح ان کی داتا کی نگری کا بھی یہی حال ہے اور یہ سب خیالات اور اوہام ہیں اس کو قرآن کہتا ہے ''اَھْوَآءَ'' خواہش پرست لوگوں کے خیالات'' وَلَا تَتَّبِعُوْٓا'' اس کو مت مانو'' قَدْ ضَلُّوْا'' یہ پہلے ہی بھٹک چکے ہیں۔ دیکھو کسی مذہبی غلطی کو دو طریقے سے آپ سمجھیں گے، بہت واضح اصول سمجھاتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے نئی روشنی کے جو بھائی ہیں وہ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں چلتا ہے جی دس قسم کے مسائل ہیں ہم کس کے پیچھے جائیں ان سے کوئی یہ پوچھے کہ سرجن، ڈاکٹر اور فیزیشین بھی تو کئی طرح کی رائے دیتے ہیں، ایک ڈاکٹر کہتا ہے کہ السر ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ کینسر ہے، ایک کہتا ہے کہ دل میں اسٹینڈ ڈالا جاسکتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ بائی پاس ہوگا۔ تو ڈاکٹروں کے اختلاف سے کبھی کسی نے علاج چھوڑا ہے نہیں کیوں نہیں چھوڑتا؟ ان کا سارا بوجھ دین اور علماء پر ہے کہ جی ان مین اختلاف ہے، علماء دین کے بعض اختلافات کی وجہ سے کوئی حق کو چھوڑ سکتا ہے؟ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ لوگوں میں تقویٰ اور خدا پرستی کی کمی ہے، اس قسم کے لوگ عموماً دین کے ہوتے ہی نہیں ہیں، وہ کسی دین یا ایمان کا عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ جو واقعی اہل دین اور اہل ایمان ہیں ان کو دودھ اور مُوت میں، پانی میں اور خون میں، بیوی اور بہن میں، ماں میں اور چچی میں، اپنی اور پرائی میں فرق کرنا کبھی دشوار نہیں ہوا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ'' یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا ''اللہ تعالیٰ سے ڈرنا سیکھو تمہیں فرق آ جائے گا'' وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ''گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔'' وَيَغْفِرْ لَكُمْ '' (انفال آیت ۲۸) بخشش بھی ہوگی۔

حق و باطل میں فرق اہل علم کی نشانی ہے

کسی دینی مدرسہ کے طالب علم نے کبھی یہ بات نہیں کہی کہ علماء دین کی آراء مختلف ہیں، کیونکہ ان کا تقویٰ پورا ہے خدا پرستی باکمال ہے اسے اپنے استاذ، کتاب اور مضمون کے بارے میں اطمینان ہے۔ تو اس سلسلہ میں عام طور پر دو اصول ہوتے ہیں حق اور باطل سمجھنے کیلئے۔ سب سے بڑا اصول تو یہ ہے کہ ہمارا دین اسلام ایمان اور اس کی تفصیلات، ہماری شریعت کامل اور اکمل ہے جب اس کی طرف سے ہمیں راہنمائی حاصل ہو جائے تو بس ہمیں اپنا سر خم کرنا چاہئے حق کی معلومات کے بعد بھی اس میں کجی اور کمی ڈھونڈنا ایمان سے محرومی کی علامت ہے کیونکہ ہماری شریعت اور ہمارا دین ہر اعتبار سے مکمل اور محفوظ ہے۔

'' اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا''

دین ہی سب کچھ ہے ''اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ '' اس کا نام تو اسلام ہے کوئی اور دین ہو ہی نہیں سکتا ہے ''وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا '' اس کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کیا ''فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ '' بالکل قابل قبول نہیں ہوگا'' وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ '' (آل عمران آیات ۱۹ اور ۸۵) اور وہ آخر کار ذلیل وخوار ہوگا۔ آخرت میں

بھی بے عزت ہو جائے گا۔ نجات تو دین اسلام میں ہے، کسی بھی عقیدے اور عمل کیلئے اسلام میں اس کا ثبوت ہونا ضروری ہے۔

ہندوستان سے ایک اہل حق بزرگ آئے تھے بہت اللہ والے تھے، ہم سب کے بزرگ تھے۔ ان کا مزاج اصلاحی قسم کا تھا منجملہ اصلاحات میں سے ایک اصلاح یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ جو ہم گلے ملتے ہیں تین دفعہ ملتے ہیں بس ایک دفعہ ملنا ہی کافی ہے تین کی کیا ضرورت ہے۔ میں سنتا رہتا تھا وہ دوسروں کو کہتے تھے، میں نے دل میں کہا کہ سامنا ہوا تو دیکھیں گے جب ملاقات ہوئی تو میں ان سے تین دفعہ گلے ملا تو مجھے کہا کہ آپ تو رد بدعات میں ہمارے سپہ سالار ہیں اور آپ بھی تین دفعہ گلے مل رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ تین دفعہ گلے ملنا عین سنت ہے اور اسے بدعت سمجھنا کم علمی ہے۔ میں نے کہا کہ بخاری شریف میں طویل حدیث موجود ہے حضرت جبریل علیہ السلام جب وحی کے ساتھ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو انہوں نے حضرت کو تین دفعہ ہی گلے سے لگایا تھا اس لئے گلے تین دفعہ ملنا اصل سنت ہے۔ حضرت والا کا اس کے خلاف کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا، وہ یہ سن کر بہت شکر گزار ہوئے۔ یہ ان کے اہل حق ہونے کی دلیل ہے۔

اہل حق میں اور اہل باطل میں یہی فرق ہوتا ہے کہ صحیح بات کے مقابلہ میں وہ غلط بات کو فوراً ترک کر دیتے ہیں۔ ایک بہت بڑے صاحب علم ہمارے یہاں تشریف لائے تو لوگوں کی عادت ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھ باندھتے ہیں تو ان کو کہا گیا کہ ہاتھ کھلے چھوڑ دیں، وہ یہ سن بڑے حیران ہوئے، ۵۲ سال سے وہ ہاتھ باندھ رہے تھے ۷۴ سال کے وہ بزرگ ہیں اور پھر نماز کے بعد دونوں ہاتھوں سے تسبیحات پڑھ رہے تھے۔ میں نے

گزارش کی کہ کتابوں میں صراحت ہے کہ تسبیحات صرف دائیں ہاتھ سے ہیں بائیں ہاتھ سے تسبیح ثابت نہیں ہے اور کتابوں کے حوالہ بھی میں نے ساتھ کے ساتھ ان کو لکھوائے۔ جب یہاں سے چلے گئے تو مجھے خط لکھا کہ آپ کے یہاں کے نمازی نہایت خوش نصیب ہیں، مجھ فقیر کو ایک نماز میں ہی اتنی اصلاحات نصیب ہوئیں کہ مجھے اپنے آپ میں آپ کے یہاں کا طالب علم نظر آ رہا ہے۔ یہ ان کا علو ظرف تھا ورنہ میری حیثیت کسی طالب علم سے زیادہ نہیں، عالی مقام اور مرتبت کے لوگ ہمیشہ خیر سے خوش ہوتے ہیں جن کا ظرف صاف ستھرا ہوتا ہے انہیں خیر کی ہر بات سے خوشی ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک آدمی مسجد میں ننگے سر آیا اس کو آتے وقت ایک طالبعلم نے کہا کہ ٹوپی اوڑھ لیں وہ چلتا چلا آ رہا ہے۔ وہ تو مسجد کو کلب کی طرح سمجھنے کا عادی ہو چکا ہے پھر آگے بڑھا تو ایک نمازی نے درخواست کی کہ سر ڈھک لیجئے، پھر وہ صف میں بیٹھ گیا تو ایک طالب علم ٹوپی اٹھا کر لایا اور پیش کی۔ تو اس نے مجھے خط لکھا کہ ماشاء اللہ میرے اپنے بارے میں مجھ سے زیادہ میری فکر آپ کی مسجد کے نمازیوں اور طالبعلموں کو ہے اور میں اپنی اس غفلت پر شرمندہ ہوں اور آپ کے ادارے کیلئے دعا گو ہوں۔

بعینہٖ یہی مضمون حدیث کا ہے لیکن اور طرز کا ہے بہت عالی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''انا اخذ کم بحجز کم ''میں تمہیں پیچھے سے پکڑتا ہوں'' وانتم تتقحمون الی النار ''ورنہ تم اپنے آپ کو آگ میں گرا رہے تھے، (اللھم صل وسلم علی النبی) اللہ تعالیٰ ہمارے پیغمبر پر لاکھوں کروڑوں درود نازل فرمائے آپ ذرا حضرت ﷺ کے جملے ملاحظہ فرمائیں ''انا اخذ کم بحجز کم ''میں تمہیں پیچھے سے پکڑتا ہوں،

جیسے ایک بچہ گر رہا ہو اور اس کی ماں اس کو پیچھے سے پکڑتی ہے'' وانتم تتقحمون الی النار'' اور تم تو زور لگا کر جہنم جانا چاہ رہے تھے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

انسانی حیات میں قرآن کریم کا دور دورہ بہت ضروری ہے

'' یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ '' اے اہل کتاب دین کے بارے میں حد سے آگے مت بڑھو'' وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ '' ایسے لوگوں کی پرواہ نہ کرنا جو پہلے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بہکانا چاہتے ہیں بھٹکے ہوئے ہیں سیدھے راستے سے ''قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ'' پہلے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ قرآن ایک اور مقام پر کہتا ہے کہ تم لوگ کیسے بھٹک سکتے ہو'' وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ'' کفر کیوں کرو گے تمہارے یہاں قرآن پڑھنے کا دور دورہ ہے'' وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ '' ضروری ہے کہ درس میں بیان میں اللہ کی کتاب پڑھی جائے۔ (آل عمران آیت ۱۰۱)

سبحان اللہ ! میں نے ایک پیغمبر کو خواب میں دیکھا، وہ مجھے تقریر کا طریقہ سکھا رہے تھے کہ جب یہاں یہاں تک پہنچو تو آیت پڑھو ایسے پڑھو وہی جس طرح انہوں نے پڑھا جیسے آسمان جھوم رہا تھا۔ تبلیغ میں ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا محمد عمر پالنپوری ان کا طریقہ وہی قریب قریب طریقہ تھا۔ قرآن شریف کا جب آدمی حوالہ دیتا ہے تو اس کا بوجھ اتر

جاتا ہے اس کی بات میں پختگی آجاتی ہے۔ وہ جو سمجھانا چاہتا ہے وہ سمجھانا آسان ہوجاتا ہے اور بات دلوں کی گہرائی میں اتر جاتی ہے۔ اس کے ذمہ جو سمجھانے کا فریضہ تھا وہ بالکل اعلیٰ طریقے سے مکمل ہوجاتا ہے "وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ" اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم احسان اور مہربانی ہے کہ بغیر استاذ کے صرف امامت کی برکت سے چالیس سال پورے ہو گئے اور میرا قرآن حفظ ہوگیا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر احسان ہے۔ اگر میری لاکھ روپے تنخواہ ہوتی توختم ہوجاتی، اگر مجھے کروڑوں روپے مل جاتے تو دنیا میں کروڑ پتی کم ہیں کیا۔ کوئی گھاس بھی نہیں ڈالتا ان کو اکثر جیلوں میں اور باہر ملکوں میں چور چکوروں کی طرح چھپ رہے ہیں، پیسہ جتنا بڑھتا ہے رنج پیدا ہوتا ہے، غم پیدا ہوگا۔

مال کی زیادتی، غم اور صدمے کی زیادتی کا سبب ہے

ایک آدمی نے مجھے کہا کہ کچھ ایسے مولوی صاحبان بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ پیسے سے آرام آتا ہے سکون آتا ہے، میں نے کہا کہ وہ اتنا کہ بقدر ضرورت ہو "خیر المال ما یکفی" پیغمبر فرماتے ہیں۔ بہترین مال وہ ہے جو ضرورت کیلئے ہو "وخیر ذکر ما یخفی" بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ اور آہستہ ہو لیکن مال جیسے ہی بڑھے گا غم پیدا ہوگا "المال الذائد" ضرورت سے زیادہ مال رنج پیدا کرتا ہے ایک دن مجھے کہتا ہے کہ میرے پاس اتنی لاکھ رقم جمع ہے آپ کا کوئی جاننے والا ہے جو کاروبار میں لگائے اور میرے پیسے محفوظ ہوجائیں اور مجھے مہینہ دیتا رہے میں نے کہا یہ بلا وہ بھگتے جن کے پاس لاکھوں جمع ہیں نہ ہم جمع کرتے ہیں نہ بلائیں بھگتتے ہیں میں نے کہا کہ یاد ہے آپ کو وہ وقت؟ کہنے لگا

کہ ہاں آپ کہا کرتے تھے کہ مال جب ضرورت سے زیادہ ہو تو ایک مستقل ٹی بی ہے، کینسر کی ایک شکل ہے دل کو ختم کرنے کا مرض ہے کتابوں میں لکھا ہے "المال الزائد ممرض القلب" مال زیادہ ہو براہ راست دل پر اثر کرتا ہے۔ اللہ اکبر کبیرہ! اسلئے انبیاء اور مرسلین پر کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کبھی فرض نہیں ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بحر و بر کے بادشاہ تھے جن اور انس پر پرندوں پر ان کی حکومت تھی، ہوا میں ان کا تخت اڑتا تھا لیکن دعا اس طرح فرماتے کہ خدایا اتنا ہی رزق دے جو میرے اور بال بچوں کیلئے کافی ہو اور ماں نے جوان کو وصیت کی تھی، سلیمان پیغمبر کی ماں نے، سن لو ذرا "لا تنم کثرت لان کثرت النوم تجعل رجل الیوم القیامۃ صفر الید" زیادہ سونا نہیں، قبر میں فرشتہ کہہ دے گا "نم کنومۃ العروس" اب ایسا سو جاؤ کہ اٹھو ہی نہیں تو ایک وصیت ان کو ماں نے کی کہ زیادہ نہ سونا، کیونکہ زیادہ سونے والا قیامت کے دن خالی ہاتھ ہوگا اس کو نیند آتی ہے اس نے اشراق کیوں پڑھنی ہے اس کو نیند آرہی ہے چاشت کوئی فرض ہے؟ ضروری ضروری کر کے کپڑے اتارتا جارہا ہے۔ آنکھیں ہوں جو دیکھیں اس کو کہ اس کے جسم پر لباس نہیں ہے۔

اعمال میں عجلت رسوائی کا سبب ہے

اس کو ہر وقت عجلت ہوتی ہے وہ یہ دیکھ ہی نہیں سکتا کہ پہنتے وقت دایاں اتارتے وقت بائیں پاؤں سے۔ اس کو اتنی عقل ہی نہیں ہے کہ مسجد آتے وقت پہلے بایاں جوتا اتارے اور پاؤں نیچے رکھے اسی مٹی سے پیدا ہے اور پھر اندر جانے والا ہے۔ پھر دایاں

پاؤں سے جوتا اتارے اوروہ مسجد میں داخل کرے۔''اللھم افتح لی ابواب رحمتک'' پڑھ کراور پھر''اللھم صل وسلم علی النبی وعلیٰ آلہ'' درودشریف بھی آیا ہے۔ یہ تو سکونِ قلب کے مسائل ہیں اطمینان والا دل ہواس کو نصیب ہوں گے۔ اس کو عجلت ہے بہت زیادہ جیسے پیچھے آگ لگی ہوئی ہے آگ کے شعلے اس پر پھینکے جارہے ہیں کس چیز کی عجلت ہے؟

اس سے بڑھ کر بھی کوئی کام ہے جو مسجد میں آگئے اللہ لے آیا شریعت کہتی ہے کہ جہاں وضو کرلے دو رکعت پڑھ لو کہ یا اللہ تیرا شکر ہے آپ نے مجھے وضو کرنے کی توفیق دی۔ کہیں ایسا وقت نہ آجائے کہ دوسروں کی طرف دیکھتا رہے کہ کوئی آئے اور مجھے وضو کرائے۔ مسجد آگئے وقت نوافل کا ہے تو دو رکعت پھر پڑھ لو۔ اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے اپنے گھر لے آئے، کسی گھر میں کوئی جاتا ہے تحفہ پھل فروٹ کپڑا سوغات عزت سے جاتا ہے۔ خالی بس کھانے پینے کیلئے آپ گھوم رہے ہیں یہ کوئی انسان ہے انسانوں کی انسانوں کے یہاں عزت ہوتی ہے عزت کا مال ومتاع دنیا میں ہے۔ جیسے آپ دوست کے یہاں تحفہ لے جاتے ہیں اسی طرح رب العالمین کے گھر میں آتے وقت دو رکعت پڑھ لیں جب نفلوں کا وقت ہو تحیۃ المسجد مسجد آنے کا شکر یہ۔ اللہ تیرا شکر ہے کہ اتنے بڑے گھر میں جو خانہ خدا کہلاتا ہے۔''وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ'' یہ مسجدیں تو صرف اور صرف اللہ کی ہیں'' فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ''(جن آیت ۱۸) تو اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکارو اس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ مسجد میں آکے اللہ سے مانگو۔ درگاہیں قبریں دوسری چیزیں مانگنے کی جگہیں نہیں ہیں وہاں جا کر تو جو مدفون ہے اس کے لئے امداد طلب کرو کہ یا اللہ اس کو بخش دے اس کے

درجات اونچے کرے یا اللہ اسکو جنت کے اونچے درجات نصیب کرے۔ اپنے لئے جب بھی مانگو خدا تعالیٰ سے مانگو

''اذا استعنت فستعین باللہ''

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے جب بھی مدد مانگو اللہ سے مانگو۔ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے مانگا وہ ذلیل ہوجائے گا اور جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے مال ومتاع کا طمع کیا وہ ہمیشہ کا مفلس اور فقیر ہوجائے گا۔ آرام اور تسلی اطمینان یہ ایمان کی بشاشت سے پیدا ہوتا ہے اور عجلت جلدی وقت کا تنگ ہونا یہ جہنم کی آگ کے انگارے ہیں جس کی تپش اس کو یہاں پہنچ گئی ہے۔ کہتے ہیں بلڈ پریشر اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو غصہ بہت آتا ہے غصہ کس چیز سے آتا ہے پہلے سوچ تو لیں جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان پر غصہ آیا ہے؟ جو ڈاڑھیاں مونڈھتے ہیں عاقل بالغ باپ دادا نانا ہو کر ان پر غصہ آیا ہے؟ جو لوگ مسجد میں نہیں آتے اور بغیر عذر گھر پر نماز پڑھتے ہیں ان پر کبھی آیا ہے غصہ؟ جو عورتیں ہماری بہنیں بہوویں، بیٹیاں بغیر حجاب اور نقاب کے باہر نکلتی ہیں ان پر آیا ہے غصہ؟ غصہ کا محل تو دیکھو ذرا کہ چائے دیر سے ملی، سالن ٹھنڈا ہے، روٹی اچھی نہیں ہے یہ تو صرف پیٹ پرستی ہے عقل کی تو بو نہیں ہے اس میں۔ تو بطور سزا کے ناحق غصہ کی سزا بلڈ پریشر ہے۔ جہاں غصہ کرنا تھا وہاں نہیں ہے یہی غصہ ان مقامات پر کیا جاتا جہاں شریعت کو پامال کیا جارہا تھا تو دنیا وآخرت میں فائدہ مند ہوتا

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے تھا

شریعت پر غیرت ! صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر پر مہمان تھے۔ دیواروں پر پردے لگے ہوئے تھے اور ان پر کچھ تصاویر کی طرح چیزیں بنی ہوئی تھیں، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے دیواروں پر کیوں پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بڑے لوگوں میں سے ہیں شیخ الصحابہ ہیں، کہا کہ گھر کی عورتیں ہیں وہ سمجھتی نہیں ہیں انہوں نے لگائے ہیں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ جواب مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) کا بیٹا دے رہا ہے جس کے غصہ پر قرآن کی آیتیں نازل ہوئی ہیں اور فرمایا کہ

''واللہ لا اطعم عندک طعام ولا اشرب عندک شراب''

نہ آپ کے گھر کھانا چکھوں گا نہ آپ کے یہاں پانی پیوں گا کہ تم نے عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہو کر اس قدر سست روی اختیار کی ہے۔ کوئی اور کہہ دیتا تو شاید میں سن بھی لیتا ''وانت ابن عمر'' اور آپ تو عمر کے بیٹے ہیں۔ عظیم اور مقتدر انسان کے بیٹے ہیں آپ کیوں اتنے نرم ہو گئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ دور تک ان کے ساتھ چلتے گئے اور معافیاں مانگتے تھے پکڑ پکڑ کر معافی مانگ رہے تھے سارے پردے پھاڑ دوں گا، انہوں نے کہا کہ آپ تو برداشت کر چکے ہیں اور مجھے یہ کہتے ہیں کہ عورتیں زور آور ہو گئیں تو عورتیں دوسروں پر تو زور آور ہوں لیکن عمر کے بیٹے پر تو زور آور نہیں ہو سکتیں'' وانت ابن عمر''۔ (اسلامی تہذیب وتمدن، (سابق) التشبہ فی الاسلام قاری طیب صاحب) یہ اس

لئے کہ وہ ایک صحابی تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت جیسی نبی کریم ﷺ نے فرمائی ایسی تربیت رہتی دنیا تک کوئی استاذ اپنے شاگرد کی نہیں کر سکتا۔

نماز دنیا کی ہر پریشانی کا علاج

اے لوگو اس دن کیلئے تیار رہو جب ایک ایک چیز کا حساب دینا ہے اور اے لوگو مضبوط ایمان کام آئے گا کمزور اور ڈھیلا ایمان تو یہاں پر ناکام ہو چکا ہے آپ کو گناہ سے نہیں روکتا آپ کو سنت کی طرف نہیں بڑھاتا، آپ کو معصیت سے منع نہیں کرتا۔ یہ ایمان تو ادھر ہی جھونڈا ہو چکا ہے یہیں ختم ہو چکا ہے یہ آپ کو کیسے جہنم سے بچائے گا اور جنت لے کر جائے گا جہنم سے نکچنے کیلئے تو مضبوط اور پختہ ایمان پیدا کرنا ہوگا'' اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ '' نماز وہ نماز ہے جو بے حیائی کے کاموں سے اور ناجائز کاموں سے روک لے'' وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ '' اور اللہ کا نام واقعی بڑا ہے۔ صبح سے لیکر رات تک صرف فرائض کے اندر ۹۴ مرتبہ انسان کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر، اتنی مرتبہ اللہ کی بڑائی بیان کرکے آپ پر اثر نہیں ہو رہا ہے؟ فائدہ نہیں پہنچ رہا آپ کو؟ اس ضمیر کو جھنجوڑنا کسی ڈاکٹر یا پڑوسی کا کام ہے؟ بیمار آپ ہیں اور علاج کوئی اور کرائے گا۔ نمازوں کا خوب اہتمام خاص طور پر صبح کی نماز، نماز فجر بہت اہم ہے

وقتِ سحر وقتِ مناجات ہے
خیز دراں وقت کہ برکات ہے

رات کے آخری حصے میں جاگنا اللہ رب العزت سے انعام پانے کا وقت ہے،

اسوقت میں اٹھا کرو دعائیں مانگو نمازیں پڑھو خالص برکات کی گھڑی ہے'' وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ''رات کے حصہ میں نوافل پڑھو یہی تہجد ہے'' عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ ''پیغمبر نے تہجد پڑھی فرمایا کہ مقام محمود ملے گا۔ امت پڑھے مقام محمود پر نبی کی شفاعت نصیب ہوگی۔'' وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝'' گھربار اور سارے نظام کی بہتری کی دعا قبول ہونے کا وقت ہے

''وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ''

آپ اعلان کریں کہ حق فتح یاب ہوا اور باطل مٹ گیا

''اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا''

باطل نے ایک نہ ایک دن مٹنا تھا یعنی حق کی فتح کیلئے اور باطل کو کچلنے کیلئے جنگ وجدال دھماکے اور شر کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا خاص لمحات میں ضروری ہے۔

''وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ''

اور قرآن جو شفا اور رحمت ہے اس کا فائدہ بھی ان کو ملے گا

''وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝'' (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹ تا ۸۲)

اور ظالموں کا تو نقصان کے سوا کچھ بھی نہیں بنے گا۔

پتہ چل گیا کہ یہ فوائد و برکات رات کے آخری حصے میں اٹھنے سے متعلق ہیں۔

جیسے آپ گھنٹوں لائن میں کھڑے رہتے ہیں کتنی بڑی بڑی سفارشیں لگواتے ہیں کتنے ملکوں کے سفر کرتے ہیں اور کتنی خوشامد اور چاپلوسی سے پیش آتے ہیں کہ آپ کی بڑی نوکری لگ جائے تو اپنے اللہ کو راضی کرنے کیلئے رات کے آخری حصے کو ضائع کرنا چھوڑ دیں اور اس کو اپنے لئے فائدہ مند بنائیں۔

دلا بسوز کہ سوز تو کار ہا بکند

کہتے ہیں کہ زخمی دل، اس زخم کو پر کرنا ہو تو طریقہ بتاتا ہوں

دعائے نیم شب دفع صد بلا بکند

آدھی رات کے بعد دعائیں سینکڑوں بلائیں آفات مصیبتیں اور پریشانیاں دور کرتی ہیں۔

حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان ہوئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تو بہت بڑے ہیں، جمہور محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عمر ۲۵۰ سال ہے، امام العصر المحدث کبیر والفقیہ علی الاطلاق آیت من آیات اللہ حضرت اقدس مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر ۳۵۰ سال ہے۔ تو وہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان ہو گئے، تو ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی گھر والی کو ''متبذلۃ'' پریشان گم صم تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ خیر ہے؟ فرمایا کہ آپ کے بھائی ابو درداء کو تو دنیا کا کوئی خیال ہی نہیں ہے، دن رات نوافل میں اور عبادات میں ہی مصروف

رہتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ انسان عبادات میں منہمک رہے اس سے تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دیر تک غمگین نہیں چھوڑے گا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کیسی پتے کی بات بتائی ہے۔ اس روز انہی کے گھر میں قیام کیا کہ آج رات آپ کے گھر رہوں گا کچھ دیکھنا چاہتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کے معمولات میں کوئی فرق ہے جس کی وجہ سے فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ اس رات کو ان کے گھر ٹھہرے عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر گپ شپ ہوئی کھانا کھایا گیا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اب آپ کا کیا معمول ہے، انہوں نے کہا کہ میں تو دیر تک جاگوں گا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ابھی سو جائیں۔ سب کو سلا دیا، آدھی رات جب گزر گئی تو سب کو اٹھایا اور کہا کہ اب اٹھو قیمتی وقت آ گیا۔ اس طرح حضرت سلمان فارسی نے ان کے گھر کا شیڈول سیٹ کیا، علماء کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو گھر کے اوقات سمجھائے اس کے بعد چند دنوں میں ہی ان کے حالات تبدیل ہو گئے اور ان کا رنج، غم صدمہ اور پریشانیاں سب ختم ہو گئیں۔ (بخاری شریف ج۲ص۹۰۶)

محرم الحرام میں اہلسنت والجماعت کے لئے لائحہ عمل

میرے عزیزو یہ دنیا ہے، اس میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی، اس میں حق بھی ہے اور باطل بھی ہے، جس طرح جنگل میں ہرن بھی ہوتے ہیں خنزیر بھی پلتے ہیں۔ یہاں شہر میں بھی ہر طرح کے حالات اور ہر طرح کی فضائیں آپ کے سامنے ہیں۔ اپنے ایمان اور

عقیدے کی پختگی کا خیال رکھنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔ محرم کے مہینے میں مرثیے سننا، کربلائیوں کے بیانات سننا، کالے کپڑے پہننا، کالی ٹوپی پہننا، کالی واسکٹ، عورتوں کے کالے برقعے سب ناجائز ہیں، اس قسم کے تمام افعال غیرت ایمانی کے خلاف ہیں۔ تمام کالے کپڑے لپیٹ کر دور رکھو اہل خانہ کو بھی ہدایت کرو ہم اہل سنۃ والجماعت ہیں، ہم انبیاء اور مرسلین کے ماننے والے ہیں، صحابہ کی جماعت کو ایمان قرآن عمل اور جنت کا سب سے اونچا طبقہ سمجھنا ہمارا ایمان ہے۔ اس لئے ہم دشمنان خدا اور رسول، منحرفین کتاب اللہ، صحابہ کرام کی عظمت اور شان کے منکر، ان کی زندگیوں پر انگلی اٹھانے والے یہودی برانچ کے کچھ بھی نہیں لگتے ہمارا ان سے کوئی تعلق دور کا بھی نہیں۔ اپنے اندر غیرت پیدا کرو، نہ کسی کے راستے روکتے ہیں نہ کسی کا درد سر بنتا ہے۔ پشتو میں مثال ہے کہتے ہیں کہ

"پریدے غمونہ سر غولیہ کور تا راشہ"

ویسے ہی دوسروں کی جگہ مرنے والے اپنے گھر آ جاؤ

اپنا گھر جو سنت کا ہے، صحابہ کی اتباع اور محبت کا ہے، پورے دین کی اتباع کرنے کا ہے دشمنان خدا اور رسول اور صحابہ اور دشمنان سنت سے بچنے کا ہے اس کا آباد کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔

ٹی وی چینلوں پر، انٹرنیٹ پر ان دنوں میں ماتمیوں اور کربلائیوں کا قبضہ ہوتا ہے اور تقریباً ان کے بیانات خلاف شرع، بغاوت، انحراف، زیادتی اور اول سے اخیر تک سنو گے تو تقویٰ، پرہیزگاری، عدل، انصاف اور حضرات صحابہ جیسے مقدس حضرات کیخلاف ایک شورش اور گھناؤنے قسم کے ہوتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں اور دور دور تک شریعت

کا اس کو کوئی پتہ نہیں۔ کربلا کے شہداء پوری امت کے بزرگان دین ہیں مگر بزرگان دین کے ساتھ عقیدت کا یہ طریقہ نہیں۔ حسنین رضی اللہ عنہما اوران کے رفقاء مظلوم مارے گئے اور ان کے مارنے والے ناحق اورانہوں نے بہت بڑا ظلم کیا۔ یہ بھی اہلسنت کا پختہ عقیدہ ہے اس کے خلاف کہنے والے سنت سے دور ہیں لیکن اس میں یہود اور عیسائیوں کو خوش ہونے کا موقعہ دینا اوران کی ایجنٹی کرنا، یہ نہ تو حضرات صحابہ کے آداب ہیں اور نہ شہداء کے ساتھ عقیدت کا طریقہ ہے۔

طریقہ وہی ہے جو کہ قرآن کریم بتا رہا ہے

" إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ "

(سورۂ بقرہ ۱۳۲)

اللہ نے تمہارے لئے دین چُن کر دیا ہے (بس اسی پہ عمل کرتے رہو) دنیا سے جاتے وقت مسلمان ہونا ضروری ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۱۷

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيراً و نذيراً وداعيا الى الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم . بسم الله الرحمٰن الرحيم

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۶)

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

علیه ولعنه واعد له عذابا عظیما (سورۂ نساء آیت ۹۳)

''لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض''

(بخاری شریف ج ۲ ص ۲۳۲)

''لزوال الدنیا اهون علی الله من قتل رجل مسلم'' (ترمذی ج ا ص ۲۵۹)

اللهم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد
وعلی اله و اصحابه و بارک و صل وسلم علیه

کسی ایک انسان کاقتل پوری انسانیت کاقتل ہے

اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور مرسلین، جن اور انس کی رشد وہدایت کیلئے مبعوث فرمائے ہیں'' فبعث الله النبین مبشرین و منذرین '' (سورۂ بقرہ آیت ۲۱۳) انبیاء اور مرسلین کے ذریعے خصائل حمیدہ اوصاف جمیلہ اعلیٰ کردار اور گفتار خلائق کو عطا ہوا ہے۔

''فبما رحمة من الله لنت لهم'' (سورۂ آل عمران)

''وما ارسلنک الا رحمة للعلمین'' (سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷)

''وانک لعلی خلق عظیم'' (سورۂ قلم آیت ۴)

برائیاں اور انسانیت سوز حربے شیطان کے ذریعے آئے ہیں

'' فانه یامر بالفحشاء والمنکر '' (سورۂ نور آیت ۲۱)

وہ لوگوں کو ناجائز اور تہذیب وحیا کے خلاف کاموں کا کہتا ہے

''قل امر ربی بالقسط'' (سورۂ اعراف آیت ۲۹)

اللہ کی طرف سے عدل، انصاف، میانہ روی، اعتدال، خوش رنگی کا نظام پسندیدہ نظام قرار دے دیا گیا ہے۔ ابناء آدم میں سے ہابیل ناحق قتل ہوا تھا اور خواہش نفس کے نتیجے میں ہوا تھا جس پر قرآن نے بتایا ہے

''من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرآءیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا'' (سورۂ مائدہ آیت ۳۲)

فیصلہ پھر یہی ہوا کہ جو ناحق قتل کرے پورے انسانوں کا قاتل جانا جائے گا، اس کے برعکس جوان کو بچانے کی، حفاظت دینے کی اور امن برپا کرنے کی کوشش کریگا اسے اتنا اجر ملے گا جیسے اس نے پوری انسانیت کو حفاظت اور امن دے دیا۔ قتل و غارت میں جہالت کا بہت بڑا دخل ہے، اس سے شیطان بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ انسانوں کو انسان بنانے اور ان کی انسانیت نکھارنے میں انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کارفرما رہی ہیں۔ یہ ایک بہت مشکل کام ہے کہ لوگ رہیں لیکن اُن کی بُری عادتیں ختم ہو جائیں جیسے درخت رہیں اور اس کی غلط شاخیں کاٹی جاتی ہیں تو خوبصورت ٹہنیاں آگے بڑھتی ہیں۔ تہذیب اسی کو کہتے ہیں ''ھذب، یھذب'' نامناسب شاخیں نکلے ہوئے کانٹے درمیان سے دور کرتے ہیں تاکہ خوبصورت لہلہاتی ہوئی کھیتی آگے آ جائے۔

شیطان تمام کام تفریق کا کرتا ہے

"یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ" (سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲)

محبوبوں میں چپقلش پیدا کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بڑا شیطان روزانہ سمندر پر اپنا تخت بچھاتا ہے اور پھر دن بھر جو شیاطین نے کارگزاری کی ہوتی ہے وہ آتے ہیں اور پیش کرتے ہیں اور سب کی باتیں وہ سنتا ہے لیکن اسکو جب یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے لوگوں کو لڑایا اور قتل و غارت پر آمادہ کیا اور میاں بیوی کو طلاق پر آمادہ کیا تو وہ اس کو اپنا جانشین بناتا ہے اور اس پر اپنا اعتماد ظاہر کرتا ہے کہ شیطان کا جو اصل منصب ہے وہ یہی ہے۔ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ اس کے شر سے بچا جاسکتا ہے۔

انسان کی جان، مال اور عزت انتہائی محترم ہیں

شیطان کو مہلت بھی دی ہے اور کچھ طاقت بھی دی ہے

"قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ o قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ"

(سورۂ اعراف آیات ۱۴، ۱۵)

مہلت مانگی تو مل گئی قیامت تک کیلئے

"ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم" (بخاری شریف ج ا ص ۲۷۳)

بخاری اور مسلم کی حدیث ہے، خون جہاں تک پہنچتا ہے وہاں تک شیطان پہنچتا ہے، یعنی زندگی کے ہر حصے کو اس سے خطرہ ہے زندگی خون پر قائم ہے اس لئے مردے میں خون نہیں ہوتا اس سے پہلے ہی خون کا حال خراب ہوجاتا ہے ڈاکٹر، حاذق طبیب سمجھ لیتا

ہے کہ شاید مزید رہ نہ سکے اور اسی زندگی کے ساتھ انسان آراستہ ہے، عبادت کرتا ہے، طاعات کرتا ہے، مشقت برداشت کرتا ہے، اپنے رب کو راضی کرتا ہے، اسی طاقت اور استطاعت کو دوسری طرف لگانے کیلئے شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"

(سورۂ نور آیت ۱۹)

معاشرے میں برائی، شر، فساد، گندگی، بدامنی، بے قراری، بے سکونی پھیل جائے تاکہ لوگ ایک دوسرے کے خون پینے لگیں، گوشت چبانے لگیں، ایک دوسرے کی عزت اور آبرو کو نقصان پہنچانے لگیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو

"ان اللہ حرم علیکم دمائکم و اموالکم"

تمہارا خون عزت مال و دولت ایک دوسرے کے اوپر لینا ایسا ناجائز ہے

"کحرمة یومکم هذافی بلدکم هذا فی شهرکم هذا"

حجۃ الوداع میں آپ نے خطبہ دیا ہے منیٰ کے دن یا عرفہ کے دن وہ دونوں خطبے آپ سے ثابت ہیں اس میں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا خون آپس میں ایک دوسرے کیلئے محترم ہے اس کی عزت کا خیال کرو تمہاری عزت و آبرو ایک دوسرے کیلئے باعث احترام ہے اس کی ہتک مت کرو تم میں سے ایک کا مال دوسرے کیلئے حلال نہیں ہے جب تک وہ اجازت نہ دے۔ بغیر شرعی اصول قاعدے کے لینے کی کوشش نہ کرو یہ تین چیزیں آپ

ﷺ نے ذکر کیں

''ان اللہ حرم علیکم دمائکم واموالکم (وفی روایۃ اغراضکم) کحرمۃ یومکم ھذافی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا''

(بخاری شریف ج ۲ ص ۲۳۲)

اور تین چیزیں پیش کیں اس کی حرمت جیسے عرفہ کے دن کی حرمت ان چیزوں کی تحریم اور تعظیم جیسے حج کے مہینے ذی الحج کی تعظیم اور ان چیزوں کی تعظیم اور تحریم ایک دوسرے کیلئے بلد امین مکہ مکرمہ کی تحریم و تعظیم۔ یہ قاعدہ ہے کہ ایک نامعلوم چیز کو سمجھانے کیلئے ایک معلوم چیز بطور مثال پیش کی جاتی ہے جیسے کسی بزرگ کو آپ کہتے ہیں کہ آپ میرے والد کی طرح ہیں تو والد معلوم ہیں اور بزرگ نامعلوم ہیں، تو آپ تسلی دیتے ہیں تو ایک کمسن کو ایک بزرگ تسلی دیتے ہیں کہ میرے بچے کی طرح ہے تو بچے کیلئے الفت شفقت عطوفت مسلمہ ہے تاکہ اس بچے کو تسلی رہے، ایک اجنبیہ کو آپ کہتے ہیں کہ آپ میرے لئے ایسی ہیں جیسے میری ماں اور میری بہن، ماں اور بہن کو کوئی غلط ہاتھ نہیں لگاتا ہے۔ حفاظ حدیث نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس دن کی حرمت یعنی یوم عرفہ کی اور اس شہر کی حرمت یعنی مکہ مکرمہ کی اور اس مہینہ کی حرمت یعنی ذی الحج کی کیونکہ اسلام کا آخری رکن اسی میں ادا ہوتا ہے تو یہ مہینہ بھی عزت وتکریم کا مہینہ ہے ان معلوم چیزوں کو پیش کر کے انسانی قدر و قیمت و قدر و منزلت انسانی جان اور زندگی انسانی عزت و آبرو انسانی مال و دولت اس کی حفاظت، اس کی قدر ت قیمت کو ایک انسان پر واضح فرمایا۔

''ان اللہ حرم علیکم دمائکم واموالکم (وفی روایۃ اغراضکم)

کحرمۃ یومکم ھذافی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا'' اَوْ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ما اخرجہ اصحاب الصحاح

یہی وجہ ہے کہ اس مہینے پر اسلامی سال ختم ہو جاتا ہے، ذی الحج اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے اور بارہویں آخری مہینے میں اختتامی عبادت حج رکھی گئی ہے۔

اسلام کے چار محترم مہینے

اسلام کے ہر کام میں حکمت متعالیہ کارفرما ہے اس کے بعد محرم شروع ہوا محرم الحرام یہ اللہ نے جب آسمان و زمین پیدا کیے ہیں ان مہینوں کو عزت اور وقار عطا کیا ہے بخاری شریف میں ہے

''الزمان قداستدار کھیئۃ یوم خلق اللہ السموات والارض السنۃ اثنا عشر شھرا منھا اربعۃ حرم ثلث متولیات ذوالقعدۃ و ذوالحجۃ والمحرم ورجب مضر الذی بین جمادی وشعبان'' (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۴)

سال پلٹ گیا زمانہ سیدھا ہو گیا جس طرح اللہ نے پیدا کیا تھا آسمان و زمین پیدا ہوئے تھے سال بارہ مہینے کا تھا اور چار مہینے بہت احترام کے تھے، ذی القعد، ذی الحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔ ان چار مہینوں کو اشہر حرم کہتے ہیں یعنی حرمت والے مہینے ان مہینوں میں قتال بھی منع ہوا کرتا تھا، رمضان المبارک کا اپنا ایک الگ مقام اور مرتبہ ہے اس لئے اس کے متعلق الگ مستقل طور پر کہا گیا

''شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ'' (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵)

ایک بہت بڑا کارنامہ اس مہینے میں ہوا تھا اور وہ قرآن کریم کا نزول تھا۔ کسی کی موت اور حیات سے یا کسی کے قتل یا شہادت سے کبھی بھی نظام تبدیل نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کی موت یا حیات سے اسلامی احکام مرتب ہوتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ محرم الحرام کربلا اور شہداء کی وجہ سے محترم ہے یا اس کی کوئی تاریخ اس لحاظ سے مرتب کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ خیالات ہیں اور دین سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اپنی زندگیوں میں محرم کے تقدس کو مانتے تھے اور ان کی آل و اولاد بھی اس کو مانتے تھے لیکن انہوں نے یا ان کے بعد میں آنے والوں نے کبھی بھی اس قسم کا کوئی اہتمام نہیں فرمایا جیسا کہ آج کل کیا جاتا ہے۔ ہر شخصیت کا، ہر موقع کا ہر تاریخ کا اپنا ایک منصب اور مرتبہ ہے۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام اور مصائب و آلام

رسول اللہ ﷺ کا عجیب منصب اور مقام ہے اس جیسا مقام اور منزلت خلقت میں کسی اور کی نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی، مقام اور مرتبت جب بلند ہو تو آزمائش بھی اسی حساب سے ہوتی ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا ترمذی کی حدیث ہے کہ ''ای الناس اشد بلاء'' کون لوگ آزمائش میں رہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا

''الانبیاء ثم الامثل فالامثل'' (ترمذی ج ۲ ص ۶۲، ابن ماجہ ص ۲۹۱)

پیغمبر لوگ پھر جو ہمارے قریب ہوتے ہیں یعنی صحابہ اور جوان کے قریب یعنی تابعین ان کی زندگیاں دیکھیں۔ ''ثم الامثل فالامثل'' پھر ہمارے قریب جیسے صحابہ پھر

جوان کے قریب جیسے طلباء ''الامثل فالامثل'' اس جملہ میں کسی نہ کسی طرح پوری امت آئے گی۔

غزوہ احد سے پہلے آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ گائے کٹ رہی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے شاید اس غزوہ میں میرے کچھ صحابہ شہید ہوجائیں۔ تو علمائے دین کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کچھ گائے کٹوا لیتے بچ جاتے تو جواب دیا گیا ہے کہ شہادت مطلوب ہے اسکو ٹالنا نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہ آزمائش و امتحان سے جتنے ہم ڈرتے ہیں ایمان کی کمزوری کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کہاں اس قسم کی آزمائشوں سے ڈرتے تھے اور وہ بھی تمام انبیاء کے سپہ سالار جناب نبی کریم ﷺ۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں جو تلوار ہے وہ بیچ سے ٹوٹ گئی اور میں نے اسے غصہ سے چیخ دیا

''فعاد احسن ما کان'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۸۴)

پہلے سے بڑھ کر مضبوط ہوگئی تو اس سے آپ ﷺ نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ فتح ہے جو آخر کار ہوگی۔ جن محدثین اور مؤرخین نے غزوہ احد میں شکست لکھی وہ اس حدیث سے بے خبر رہے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کا خواب سنا اور سمجھ تو گئے کہ بیٹے پر کوئی تکلیف آرہی ہے

'' قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ط

"اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" (سورۂ یوسف آیت ۵)

اے بیٹے خواب بھائیوں کے سامنے ذکر نہ کرنا مطلب واضح تھا حضرت فوراً سمجھ گئے اور فرمایا کہ شیطان ان سے غلط کام کروائے گا اور وہ دشمنی پر راضی ہو جائیں گے۔ کیا یعقوب علیہ السلام کوئی ایسی تدبیر نہیں کر سکتے تھے کہ یوسف علیہ السلام پر آنے والی آزمائش رک جاتی۔ بھائیوں کا انہیں کس بے دردی سے اٹھانا دشت لیجانا اور وہاں غیابت الجب ویران کنوئیں میں گرانا اور وہاں سے قافلے کو غلام ظاہر کر کے بیچا جانا اور پھر مصر میں غلاموں کی قطار میں حضرت یوسف علیہ السلام کا کھڑا ہونا،

عصمت محفوظ رہی غلاموں کی قطار دیکھو
صرف اس شعر پر اشکوں کی آبشار دیکھو
لگا ہے مصر کا بازار دیکھو

عزیز مصر کے گھر میں غلام کی طرح رہنا، ان کی بیوی کا ان پر فریفتہ ہونا، حضرت یوسف کو گناہوں کی طرف دعوت دینا، حضرت کی قمیص کو پیچھے سے پھاڑنا، حضرت کا بال بال بچنا اور محفوظ رہنا، اس کے نتیجے میں جیل جانا، سات سال تک جیل کاٹنا، بادشاہ مصر کا خواب دیکھنا حضرت کا اس کی تعبیر کیلئے باہر آنا اور یوں "وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ" اللہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے یوسف کو مصر کا جاہ وجلال دے دیا۔ یہ اتنی بڑی تکلیفیں جو گزری ہیں "وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ" یعقوب علیہ السلام ان کی جدائی میں اتنا روئے کہ ان کی آنکھیں متاثر ہو گئیں اور وہ غموں میں گھٹ رہے تھے

دل میں اب طاقت کہاں خوں نا بفشانی کرے
ورنہ غم وہ زہر ہے پتھر کو جو پانی کرے

بہت ممکن ہے کہ یہ اللہ کا امر تکوین ہو جو اسباب سے نہیں ڈرتا اور اس میں سبب موثر نہیں ہوتا اور بہت ممکن ہے کہ انبیاء اور مرسلین آنے والی آزمائشوں سے گھبراتے نہیں تو جو جس قدر بلند مرتبہ ہوتا ہے اللہ رب العزت اس پر آزمائشیں بھی اسی حساب سے بھیجتے ہیں

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے پیدا تو کرے کوئی ایسا قلب سلیم

انبیاء کے ورثاء اور ان کی خونریزی

بقدر الكد تكتسب المعالی
ومن طلب العلیٰ سهر اللیالی

امت کو اجازت دی ہے کہ وہ دعا مانگے کہ یا اللہ ہمیں ابتلاء اور آزمائش سے محفوظ فرما اور یا اللہ ہمیں لوگوں کیلئے فتنہ بننے اور لوگوں کا ہمارے اوپر مسلط ہونے کے عذاب سے محفوظ فرما۔

امت کے عزائم اور ارادے اتنے پختہ اور راسخ نہیں ہو سکتے جیسے اللہ نے انبیاء اور مرسلین اور صف اول کے مسلمانوں کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ جو حدیث شریف ہے کہ

"ان العلماء ورثة الانبیاء" (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۳)

علمائے کرام پیغمبروں کے جانشین ہیں تو عام طور پر ذہن میں چھوٹی بات آتی ہے کہ بس یہ نماز پڑھائیں گے اور لوگ نماز پڑھیں گے، یہ وعظ کریں گے اور لوگ سنیں گے، یہ مسئلہ بیان کریں گے اور لوگ ان مسائل پر عمل کریں گے۔ پورا مطلب ذہن میں نہیں آتا ہے پورے مطلب کیلئے پورا علم ہونا چاہئے کہ نبی کا منصب خود کیا ہے؟ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں خاندانی طور پر معزز تھے اور آپ ﷺ کے اخلاق، دیانت، امانت صداقت اور طہارت چودھویں کے چاند کی طرح مانی جاتی تھی اور آپ ﷺ کو لوگ امین اور صادق کہتے تھے وہ بھی کفر و شرک کے دور میں۔ لیکن جب آپ ﷺ نے نبوت حقہ کا، اللہ کی امانت کا اعلان کیا تو پھر آپ ﷺ کے ساتھ سلوک بالکل علیحدہ ہوا

"وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا"

(سورۂ جن آیت ۱۹)

اب اسی خدا کے خالص مخلص بندے کو اللہ کو یاد کرنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ یہ وہی ایجنڈا ہے کہ مدرسے کم کئے جائیں اور طلباء کی ضرورت نہیں ہے اور خوف و ہراس کی فضائیں پیدا کی جارہی ہیں

" اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ٥ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى " (سورۂ علق آیات ۹،۱۰)

آپ نے اس ظالم کو دیکھا ہے جو میرے بندے کو نماز نہیں پڑھنے دے رہا ہے۔ عصر کی نماز پڑھ کر طلباء گئے مغرب کی نماز کے انتظار میں تھے اور مغرب میں ۱۲ منٹ باقی تھے کہ انہیں بیدردی سے خون میں نہلا دیا گیا۔

مرزا مظہر جان جاناں کا شعر ہے کہ

بلوح تربت من یافتم از غیب تحریرے

ایں مقتول راجز بے گناہ نیست تقصیرے

ایک غیبی تختی پر کہیں سے لکھا ہوا نظر آیا کہ ان مقتولین کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ یہ بے گناہ ہیں

جناب رسول اللہ ﷺ کو حرم آنے سے منع کیا گیا جس میں جہان کے انسان جمع ہوتے تھے "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ" (بقرہ) مطلب سب لوگوں کے آنے کی جگہ لیکن آپ ﷺ کو اجازت نہیں تھی، آپ ﷺ کے اخلاق اتنے عالی ہیں، آپ ﷺ کا کردار پہلے سے مسلمہ ہے، آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کی وہ قسمیں کھاتے تھے لیکن جب آپ ﷺ نے ان کے نظریئے کو اور انکے کافرانہ نظام کو اور غیر اللہ کی پرستش کو ہدف بنایا تو پھر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو کتنی تکلیفیں دی گئیں۔ "كَلَّا" "خبردار" "لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ" "اگر میرے پیغمبر اور ماننے والوں کو تکلیفیں دینے والے باز نہیں آئے" "لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ" "ہم انہیں گدی سے پکڑ لیں گے" "نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ" "جھوٹی خطا کار گدیاں" "فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ٥ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ" "یہ اپنی جماعتوں کو تیار کرلیں میں بھی جہنم کے فرشتوں کو آگاہ کرتا ہوں اللہ فرماتے ہیں" "كَلَّا ط لَا تُطِعْهُ" "خبردار ان کی پرواہ نہ کریں" "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" "(سورۂ علق آخری آیات) اللہ کی عبادت میں اور دین کے کام میں پوری طرح مگن رہیں۔ ماحول بھی بتایا منصب بھی بتایا" "وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ" "وہ کون سی سازش

ہے جوانہوں نے نہیں کی ''وَعِنْدَ اللّٰہِ مَكْرُهُمْ '' ان کی ساری سازشیں اللہ کے علم میں ہیں ''وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ '' ان کی یہ سازشیں جو علماء، مساجد، مدارس، طلباء اور دینی نظریات کے خلاف یہ لوگ کررہے ہیں اگر ایک پہاڑ کیخلاف ہوجاتیں تو وہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیتا، لیکن نبی کی عزیمت، رسول مرسل کی استقامت ان کے ماننے والوں کا اطمینان اور عزم وہ پہاڑ سے بڑھ کر ہے آپ اپنی جگہ اٹل رہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کی طرف سے بدلہ لینے کے لئے کافی ہے

وہ کون سی طاقت ہے اور وہ کونسی قوت وشوکت ہے جسکے بل بوتے پر ایمان والے مضبوط رہیں ''فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ '' اللہ تعالیٰ نے جو وعدے رسولوں کے ذریعے اپنے بندوں سے کئے سوچنا بھی نہیں کہ وہ پورے نہیں ہوں گے، وہ پورے ہوکر رہیں گے ''اِنَّ اللّٰہَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ'' وعدہ پورا نہ کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں یا تو طاقت نہ ہو فرمایا اللہ ''عزیز'' ہے سب پر زور آور ہے یا اس کی طبیعت کی شان نہ ہو بدلہ لینے کی فرمایا ''ذُوانْتِقَامٍ'' اس کی صفت ظالم سے بدلہ لینا ہے ''يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ '' دنیا اور دنیا کی سزائیں تو معمولی ہیں سب سے بڑا دن قیامت کا ہوگا جب آسمان وزمین کو بدل دیا جائے گا۔ ''وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ '' اور یہ قاتلین اور مغربی غلام اور زرخرید اور دوسروں کے کاسہ لیس اور ان کی منشاء کیلئے کام کرنے والے ''وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ '' آپ دیکھیں گے ان جرائم پیشہ لوگوں کو ''يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ '' یہ جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں، ہاتھ میں جو

باندھا جاتا ہے وہ ہتھکڑی ہے پاؤں سے جو باندھا جاتا ہے وہ بیڑی ہے جیسے جرائم پیشہ خطرناک مجرم کو ڈبل زنجیر باندھی جاتی ہے انہوں نے بہت گھر ویران کئے تھے، انہوں نے شہر میں کہرام مچایا تھا، انہوں نے لوگوں کی زندگی اجیرن کی تھی، انہوں نے معصوم جانیں لی تھیں، انہوں نے جن کے سر پر عنقریب علم کے کمال اور فضیلت کی پگڑیاں اور دستار سجنے والی تھیں انہیں خون سے آلودہ کفن میں لپیٹ کر ماؤں کو بھیج دیا، یہ ظالم اور بہائم پرست یہ قابلِ رحم نہیں ہیں اور ''وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ '' آپ جرائم پیشہ لوگوں کو دیکھ لیں گے ''يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ'' بالکل جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں، مفسرین کہتے ہیں کہ کہیں بھاگ تو سکتے نہیں زنجیروں میں کیوں جکڑا ہوا ہے تو زنجیر اس لئے پہنائی گئی تاکہ ان کی خوب تذلیل ہوجائے توہین ہوجائے، تحقیر کے لئے کیونکہ انہوں نے بھی یہی سلوک کیا تھا۔ لوگ پورا جہان چھوڑ کر کراچی کے مدرسوں کو دیوبند اور دہلی لکھنؤ اور کانپور اور جامعہ ازھر سمجھ کر یہاں تکمیل علم کیلئے آتے ہیں یہاں علماء بہترین ہیں، درس وقت پر ہے، مضامین عالی ہیں، نصاب زبردست ہوتا ہے، سلیبس شاندار ہے تو ہم چند سالوں میں زیادہ فائدہ اٹھالیں گے اور ان مدارس اور علماء سے ہماری نسبت ہوگی، ہمیں اپنی زندگی گزارنے میں آرام ہوگا ان کی مدد ہوگی اور ایسا وقت آیا کہ اب ان کو اس طرح تہہ تیغ کرتے ہیں، خون میں نہلاتے ہیں تو اس طرح بہت سارے مدارس بہت سارے علماء یہ غم لئے ہوئے ہیں کہ ہمارا علمی مقام جو ایک زمانے سے بنا ہے، کہیں وہ متاثر نہ ہوجائے۔

حکمران کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت اور ملک سے محبت کرتے ہیں
شرم تم کو مگر نہیں آتی

آپ نے تو ملک کو داغ داغ کر دیا، اس میں رہنے والوں کو لہولہو کر دیا۔ ملک پسندی اور شہر پسندی اور جمہوریت اور حب الوطنی اگر دیکھنی ہے تو مدارس، علماء، طلباء، اور اہل دین سے پوچھو۔ پانچ چھ طلباء کے شہید ہونے اور پانچ چھ کے زخمی ہونے پر پورے پاکستان کے علماء جو میرے یہاں چالیس سالہ زندگی میں اتنے بڑے علماء یہاں ایک دن میں نہیں آئے وہ سب کے سب آئے طلباء کی شہادت پر، یہ کرامت دیکھیں، نہ درخواست، نہ ٹیلیفون کچھ بھی نہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ سب کیسے آرہے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ سب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ سب تعزیت کیلئے اکٹھے جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب مؤمن کے یہاں صدمہ اور غم ہو جاتا ہے، سب مسلمان اس کو بانٹ لیتے ہیں تاکہ اس کو سہنے میں آسانی ہو۔ میری اس مختصر فانی زندگی میں مَیں نے بہت امتحان اور عواقب دیکھے ہیں لیکن طلباء کا تقدس اور طہارت کو سلام ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ سچے وارث الانبیاء ہیں اور صحابہ، اولیاء اور صلحاء کی یادگار ہیں، یہ صدمہ بہت زیادہ سنگین ہے اور دیر تک رہنے والا ہے۔

طلباء کا خون، زمانہ پیغمبر (ﷺ) کی یادگار

جس طرح پیغمبر پر وحی نازل ہورہی ہے ایمان آرہا ہے تاکید ہورہی ہے پورے عالم کیلئے ہدایات اور ارشادات مل رہے ہیں اور وہی شہر "وَاَنْتَ حِلٌّ" بِھٰذَا الْبَلَدِ " اور پیغمبر آپ کے خون کو یہ اس شہر میں جائز سمجھتے ہیں (احد التفاسیر)۔ ایسے بدنصیب ہر دور اور ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ سورۂ مائدہ میں ہے کہ مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد کچھ

لوگوں اور قبائل سے آپ ﷺ نے معاہدہ کیا کہ تمہیں اگر کوئی تکلیف پہنچی تو ہم مدد کریں گے۔ تم ہماری مدد نہ کرو صرف ہمارے مخالفین کی مدد نہ کرو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، آپ اس سلسلے میں وہاں تشریف لے گئے، انہوں نے پہلے سے اوپر بڑے بھاری پتھر رکھے تھے اور آپ پر گرانے لگے قرآن شریف میں ہے کہ جبرئیل آئے، آپ ﷺ کو آگاہ کیا کہ آپ ﷺ دوستوں سمیت ہٹ جائیں وہاں سے یہ پرانی سازشیں ہیں۔ اللہ نے اس پر کہا کہ کیا یہ خدا کے وعدے اور داؤ پیچ سے آگے بڑھ سکتے ہیں تو پیغمبر اور صحابہ کے خلاف سازشیں دیکھو ذرا۔ قرآن شریف میں ہے کچھ لوگ آئے اور آپ کی خدمت میں روئے کہ ہمارا قبیلہ نیا نیا مسلمان ہوا ہے اور ہمارے یہاں کوئی شخص ایمان قرآن نماز سکھانے والا نہیں ہے۔ پورا قبیلہ مسلمان ہوا ہے لیکن معلم کوئی نہیں ہے، آپ ﷺ چونکہ غیب دان نہ تھے اور انبیاء اور اولیاء غیب دان نہیں ہوتے آپ ﷺ نے دس صحابہ ان کیساتھ کیے، حضرت عاصم رضی اللہ عنہ وغیرہ بڑے اونچے صحابہ۔ جو لوگ لینے کے لئے آئے تھے انہوں نے ۲۰۰ تیر اندازوں کو ایک جگہ تیار بٹھایا تھا کہ ہم جیسے ہی ان کو لے کر آئیں ان پر تیر برسا دینا، تیر اندازوں نے ان کو چھلنی کرنا شروع کر دیا اب آپ ﷺ کو وحی آئی ان کی شہادت کی اور آپ ﷺ نے ایک مہینے تک فجر کی نماز میں ان قبائل کیلئے دوسری رکعت میں قنوت نازلہ پڑھی یہاں تک کہ پورے قبائل تباہ و برباد ہو گئے اور جب آپ ﷺ فجر کی نماز میں ان کیلئے بد دعائیں فرماتے تھے تو صحابہ کہتے تھے کہ آپ ﷺ ایسے لرزتے تھے جسم مبارک سے پسینہ بارش کی طرح ٹپکتا تھا اور ہم ڈرتے تھے کہ کہیں آسمان ٹوٹ نہ جائے۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۴۵۱ فریدیہ، روح المعانی ج ۳ ص ۵۰ امدادیہ)

"وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ" آپ ان جرائم پیشہ لوگوں کو دیکھ لیں گے" یَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ" جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں یہ ان کی تذلیل وتحقیر کیلئے کہ جوانہوں نے جرم کیا تھا "سَرَابِیْلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ" اوران کو گندھک پوشاک پہنائی جائے گی" وَتَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ" تاکہ ان کو آگ لگنے میں سہولت ہو۔ دوسروں کو تو آگ میں ڈالا جائے گا اور ان کو آگ بنایا جائے گا اور چہرہ جو نور الٰہی سے پیدا ہے اس کو اتنا بے نور سمجھا جائے گا کہ اللہ کہے گا کہ یہیں سے جلانا شروع کروانہوں نے بڑی بڑی ذات کے چہروں کو، مقدس چہروں کو فنا کیا تھا اور انہیں خون میں نہلایا اور آلودہ کیا تھا" لِیَجْزِیَ اللّٰهُ کُلَّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ" اس طرح اللہ ظالموں کو سزا دے گا" اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ" اللہ جلد حساب کرے گا" هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ" یہ واحد جگہ ہے جہاں قرآن کہتا ہے کہ یہ باتیں، یہ رکوع، یہ مضمون لوگوں کو پہنچانا چاہئے "هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ" (سورہ ابراہیم آخری آیات) کائنات کو پہنچاؤ کہ ہمارا مذہب، ہمارا علم، ہمارے مدرسے، ہماری مسجدیں، ہمارے علماء اور طلباء، ہم ایک ہیں اور ان کی حفاظت ہم پر فرض ہے اور ان کے دشمن سازشی ہمارے بھی دشمن ہیں۔ کائنات کو یہ بات سمجھانی چاہئے کہ جہان میں جہاں امن قرار سکون خیر و برکت وفوائد ہیں یہ سب انبیاء کی تعلیم کی برکت سے ہے، علمائے کرام کی برکت سے ہے، دینی مدارس کی برکتوں سے دنیا کو پہنچ چکی ہے ورنہ دنیا تو ایک جنگل تھا۔ اس میں ناجائز اور ظالمانہ چیزوں کی کثرت ووفرت تھی، یہ بات لوگوں کو پہنچانی چاہئے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام اصل ہے باقی نظام وقتی دھوکہ اور فریب ہے۔ لوگوں کو یہ پیغام

دینا چاہئے کہ

جو جلاتا ہے خود اس کو بھی جلنا ہے ضرور
شمع جل جاتی ہے پروانے کے جل جانے کے بعد

دینی مدارس کے طلباء کا خون ! ظلم وبربریت کی انتہاء

جو دوسروں کو بے آرام اور بے وقعت کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں بچ جاؤں گا، حدیث شریف میں ہے کہ کوئی ظلم پتھر کے نیچے کرے تو ایک نا ایک دن اس کو پتھر کے اوپر پکڑا جائے گا سب دیکھ لیں گے کہ یہ وہ ظالم بدنصیب، یہ وہ دہشت گرد، یہ وہ مغرب کا کاسہ لیس، نمک خور، کائنات کا بدترین اور جرائم پیشہ ہے جس نے انسانیت کو انتہائی نقصان پہنچایا تھا اور اس کی وجہ سے بے شمار گھر اور خاندان اجڑ گئے تھے اور لوگوں کی زندگیاں ان کے لئے ان کے گھروں میں عذاب بن گئیں تھیں۔ "هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ" یہ باتیں لوگوں کو پہنچنی چاہئیں کہ دینی مدارس، علماء اور طلباء اور شہر اور ملک کے دیگر باسی مکین، و بھی ہمارے عزیز بھائی اور جانِ جگر ہیں، حاشا و کلا خون مسلم یکساں ہیں مظلوم ہونے میں ہم انہیں جانیں یا نہ جانیں جو بھی ناحق مارا گیا ہے وہ اللہ کی نظر عنایت میں مظلوم ہے اور اس کا بدلہ ظالم سے اللہ تعالیٰ ضرور لے گا اور قرآن وسنت انبیاء کی تعلیم خدائی وحی ۱۴۰۰ سالہ اسلامی تاریخ اس کی شاہد عدل ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی کسی کے ساتھ تخفیف نہیں ہوئی ہے، ہر ظالم کو ایک دن اس کے انجام تک پہنچنا ہے۔

طلباء کا واقعہ تو چونکہ یہاں پیش آیا ہے اس لئے یہاں کا درد وغم زبان پر ہے ورنہ

حقیقت یہ ہے کہ پورے شہر میں اور ان دنوں میں نہیں پہلے سے ہی جتنے مارے جاتے ہیں ظلم عظیم ہے، سیاہ دن ہیں اور سیاہ راتیں ہیں۔

بڑے بڑے طاقتوروں کو اللہ تعالیٰ نے تہس نہس کیا ہے

یہ کسی تحریک اور تنظیم کی کامیابی نہیں وہ اپنے لئے کھڈے کھود رہے ہیں، وہ اپنے لئے جولانگاہیں اور قتل گاہیں متعین کر رہے ہیں۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ" دیکھا عادیوں کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا" اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ" وہ بڑی طاقت والے سمجھے جاتے تھے "اَلَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ" ان جیسے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے شہروں میں ایسے زور آور طاقتور قوت والے تھے" وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ" اور وہ ثمودی جنہوں نے اپنی حفاظت کیلئے پہاڑ تراشے تھے اور گھر بنائے" وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ" اور فرعون جو مضبوط حکومت والا تھا" اَلَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ" انہوں نے بھی شہروں میں کہرام مچایا تھا لوگوں کی زندگیاں تلخ کر رہے تھے، ہر ایک پر ظلم ڈھا رہے تھے اپنی طاقت اور قوت منوانے کیلئے" فَاَکْثَرُوْا فِیْھَا الْفَسَادَ" بہت زیادہ فساد کرنے لگے تھے "فَصَبَّ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ" تیرے رب نے اپنے عذاب کا ایک کوڑا ان پر رکھا سب کے سب ملیامیٹ ہوگئے نہ فرعون اٹھا، نہ ہامان اور نہ قارون، نہ ثمودی، نہ عادی، نہ قوم مدین سب کے سب نیست و نابود ہوگئے۔

"فَصَبَّ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ ٥ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ"

(سورۂ فجر آیت ۶ تا ۱۴)

اللہ تعالیٰ ایک جگہ تو فرماتے ہیں "کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ" جیسے کبھی تھے ہی نہیں ایسا میں نے فنا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ملک بھر کے ناحق مقتولین کو اور بالخصوص طلبہ عزیز کو شہداء اور سعداء بنائے اور دین اور اہل دین کی اللہ حفاظت فرمائے اور دیگر مسلمان بھائیوں کی شہری مکین اور باسیوں کی حفاظت کی ہمت عطا فرمائے۔ حالات تو یقیناً خراب ہوتے جاتے ہیں اور حالات انسانوں کے معاشرے کا نام ہے وہ معاشرت درست کرلیں حالات تبدیل ہوجائیں گے۔ جب معاشرہ دین سے قرآن سے اور نبی سے دور ہوتا ہو تو خیر ختم ہوگی، شر بڑھے گا، عافیت نہیں رہے گی، فتنہ ہوگا، امن تہہ و بالا ہوجائے گا، بے قراری اور بے چینی زندگی کا حصہ بن جائے گی ایسی حالت کو قرآن کریم بیان کرتا ہے

"فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ"

(سورہ نحل آیت ۱۱۲)

ان کا اوڑھنا بچھونا اور خوراک ہی بے امنی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ دہشت گردوں کو اپنی خاص پکڑ میں لے اور ان کو شہہ دینے والے اور آگے بڑھانے والوں کو اپنے انجام تک پہنچائے۔ ظلم اور بربریت کو آگے بڑھانے والے بھی انہی کیساتھ ہوں گے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن قاتل اور قاتل کے ہمنوا آئیں گے تو ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا کہ

"آئس من رحمۃ اللہ" (مشکوۃ ج۱ص۳۰۲)

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مایوس لوگ، ان کے ساتھ کوئی برتاؤ رحمتوں کا نہیں ہوگا۔

"لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم" (ترمذی ج اص ۲۵۹)

پوری دنیا ڈس مس ہوجائے، قربان ہوجائے، ختم ہوجائے اللہ فرماتے ہیں کوئی بات نہیں یہ دنیا ویسے بھی ایک دن ختم ہوجائے گی لیکن ایک مسلمان ناحق مارا جائے یہ برداشت نہیں ہے، کیوں مارا گیا؟ ایک مسلمان کا خون پوری دنیا سے قیمتی ہے۔ یہاں روزانہ دسیوں اور بیسیوں لاشیں گرتی ہیں اللہ تعالیٰ اس شہر اور ملک میں امن کے بادل لے آئے اور یہاں پرامن فضائیں غالب فرمائے اور طاقتوروں کو اللہ مظلوموں کی دادرسی کی توفیق دے اور انہیں گزشتہ ظالم اقوام سے سبق لینے کی ہمت، سمجھ، لیاقت نصیب فرمائے۔ اللہ جل جلالہ اس ملک، شہر، دین، اہل دین، مدارس، مساجد، علماء، طلباء، بہی خواہ کا ہر طرح منصور و معین ہو اور ان کی فریاد کو قبول و منظور فرمائے۔

واٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۲۷

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم   بسم اللہ الرحمن الرحیم

"جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ

اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَکْتُمُوْنَ o قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ o قَدْ سَاَلَھَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِھَا کٰفِرِیْنَ o مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّ لَا سَآئِبَۃٍ وَّ لَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّ لٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ’’ (مائدہ آیت ۹۷ تا ۱۰۳)

اللھم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد

وعلی ا لہ و اصحابہ و بارک و صل وسلم علیہ

حرمین شریفین کے فوائد و برکات

چونکہ اشہر حج بھی ہے اور قربانی کے ایام بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے کہ ایمان کے ساتھ صحت و عافیت کے ساتھ مسلمان حرمین شریفین پہنچے اور اپنے لئے نیک اعمال کا ایک ذخیرہ تیار کرنے میں لگ جائے۔

واذا فتقرت الی الذخائر لم تجد

ذخرا یکون کصالح الاعمال

ایک شاعر کہتا ہے جب آپ ذخیرہ کرنے لگیں، تو نیک اعمال کا ذخیرہ ایسا ذخیرہ ہے کہ اس جیسا ذخیرہ کبھی نہ کرسکو گے۔

پوری دنیا کے اندر جہاں آدمی چاہے اور اللہ اس کو توفیق دے ایمان کے ساتھ نیک اعمال کرسکتا ہے، لیکن حرمین شریفین زادھما اللہ حفظا وسلاما کی نظیر کائنات میں نہیں ہے وہاں ایک لاکھ اور ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ اور پچاس ہزار کے برابر نیکیاں مؤمن کو اخلاص اور مشقت کے بعد عطا ہوتی ہیں، علماء دین نے تو احادیث کی روشنی میں یہاں تک لکھا ہے کہ حرمین سے مراد صرف مسجدیں نہیں ہیں بلکہ حدود حرم ہے، وہاں کے مکانات میں اور ہوٹلوں میں روڈوں پر جو جماعتیں کھڑی ہوتی ہیں اور جو لوگ شریک ہوتے ہیں محدثین کہتے ہیں ان کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور دنیا نے دیکھ لیا اس حدیث کی صداقت کہ پیغمبرانہ عہد میں تو کعبہ ایک کمرہ تھا اور اس کے ساتھ تھوڑی سی جگہ تھی حجر اسود اور ملتزم کے ساتھ مقام ابراہیم نصب تھا اور بڑے آرام سے طواف ہوتا تھا اور لوگ آتے جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جب یہ دیکھا کہ لوگ بڑھ گئے ہیں اور رش بہت زیادہ ہوگیا ہے تو آپ نے صحابہ کرام سے مشاورت کے بعد مقام ابراہیم کو اٹھا کر پیچھے رکھ دیا اس خیال سے کہ جو لوگ طواف کرنے کے لئے آتے ہیں ان کو سہولت ہو جائے گی، مؤرخین اور حضرات مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جس جگہ ذبح کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا تھا وہ جگہ بھی مروہ کے پاس تھی کیونکہ آسمانی کتابوں

میں مراور مروہ کا ذکر آتا ہے اور آپ ﷺ نے مروہ کو دیکھ کر فرمایا موطا امام مالک میں ہے کہ اصل مذبح یہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کو یہیں قربانی کے لئے پیش کیا تھا۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ

وہ منی جس کو لکھا ہے مذبح اور سارے جہان کی قربانیاں اب وہاں ہوتی ہیں، یہ حقیقت میں بدل ہے اس جگہ کا جس جگہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں جنتی مینڈھا ذبح ہوا ہے، ایک جہالت کا پیدا کردہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اس مینڈھے کا گوشت کس نے کھایا، سوال یہ ہے کہ کیا جنتی چیزیں جب دنیا میں ظاہر ہوجاتی ہیں تو کیا وہ قابل استعمال ہوتی ہیں۔

حضرت مریم کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ ان کے کمرے میں جب بھی زکریا علیہ السلام آتے تو بے موسم پھل پڑا رہتا تھا اور پیغمبر وقت حیران ہوجاتے "یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا" "یہ کہاں سے آیا ہے" قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ "اس بات کا بھی تو کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ پھل کسی نے استعمال کیئے، بلکہ اس معجزہ اور کرامت کو دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام کو بے وقت اور بے موسم بیٹا مانگنے کا شوق ہوا

"ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ" (آل عمران آیت ۳۸)

یا رب جب بے موسم پھل ایک بی بی مریم کو آپ دے سکتے ہیں تو میری عمر گزر

چکی ہے بڑھاپا غالب آچکا ہے اعضا میں کمزوری آچکی ہے اور ہر طرح تکالیف اور مصائب ہیں ظاہری حالات ٹھیک نہیں ہیں بلکہ "وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ" "(ایضاً آیت ۴۰) بیوی بھی بانجھ ہے، لیکن "وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا" "آپ سے مانگنے سے اب بھی مایوس نہیں ہوں حق تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو بشارت دے دی کہ بیٹا ہوگا اور اس کا نام یحیٰ ہوگا۔ پیغمبر تو پیغمبر ہے وہ اس قسم کی فضول باتوں میں نہیں پڑتے انہوں نے فوراً وہاں دعا مانگی، نہ ہی صحابہ نے اس قسم کا کوئی بیہودہ سوال کیا اور نہ ہی قرون اولیٰ میں سے کسی نے فضول باتیں کرنے والے یہ لوگ اب پیدا ہوگئے ہیں۔

جنتی چیزوں کا استعمال دنیا میں

دوسری بات یہ ہے کہ جنتی چیزیں جب دنیا میں ظاہر ہوجائیں تو وہ قابل استعمال ہوتی ہیں، اس کے شواہد قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

ایک صحابی گھر سے باہر تھے اور ان کی اہلیہ اکیلی تھیں اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے اس نے کافی انتظار کیا لیکن وہ صحابی گھر وقت پر آئے نہیں تو ان کی اہلیہ نے اپنے طور پر چکی صاف کی اور کہا کہ بس ابھی وہ آئیں گے اور کہیں سے گیہوں یا گندم لے آئیں گے اور اس میں ڈال کے پیس کر میں کھانا پکالوں گی۔ جب بی بی اپنے کام کو مکمل کر چکی اور وہ صحابی اس وقت تک گھر نہیں آئے تو جب وہ خاتون اس چکی کے پاس پہنچی تو اس نے دیکھا کہ وہ چکی خود چل رہی ہے اور اس سے آٹا دونوں طرف گر رہا ہے اس نے آٹے سے برتن بھرے اور روٹی پکائی اور بڑی خوشی منائی۔ صحابی گھر آئے، خاتون نے سارا ماجرا انہیں بتایا، انہوں نے

پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر ساری روئیداد سنائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو بتانے کی ضرورت نہیں تھی، یہ چکی چلتی رہتی اور قیامت تک لوگ اس سے کھاتے اور پھر فرمایا کہ آپ نے عجلت کی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس راز کو راز ہی رہنے دیتے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے اندر جس کافر کے گھر میں قید تھے اور بند پنجرے میں لوہے کے اس نے حضرت خبیب کو بٹھایا تھا، کیونکہ بدر میں انہوں نے ان کے بڑوں کو قتل کیا تھا اور انہوں نے اپنے غلام کو کہا تھا کہ آپ آزاد ہوں گے کسی طرح یہ ہمارے ہاتھ آجائے تو غزوہ ذات الرجیع کے اندر بڑے دھوکے کے ساتھ صحابہ کو پکڑا گیا تھا انہی صحابہ میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اسی کافر کے گھر پر تھے، کیونکہ اشہر حرم تھے ذوالقعد ذوالحج محرم اور آگے سے رجب یہ چار اشہر حرم ہیں، ان میں مشرکین کسی کو قتل نہیں کرتے تھے بالکل، اس کے علاوہ ساری نافرمانیاں کرتے تھے۔ ان مہینوں کے دوران اس گھر کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم حیران رہ جاتے تھے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پنجرے میں مختلف قسم کے بے موسم پھل مختلف اوقات میں ان کے پاس آتے تھے اور اس گھر کی خاتون کہتی ہے

''رزق رزقه الله'' (بخاری شریف ج۲ص۵۸۵)

یہ روزی تھی جو ان کا اللہ ان کو پہنچا رہا تھا۔

یہ اللہ کی قدرت کی نیرنگیاں ہیں ایک جگہ ظاہر فرماتے ہیں دوسری جگہ نہیں تو جنتی چیزیں جو دنیا کے اندر آجاتی ہیں قابل استعمال ہوتی ہیں اور ایسی بہت ساری چیزوں کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات موجود ہیں۔

انار کے متعلق آپ ﷺ نے انگور کے متعلق فرمایا، کھجور کے متعلق فرمایا کہ ان میں جنتی پھلوں کا حصہ شامل ہے اور خوش قسمت مسلمان وقتاً فوقتاً ان چیزوں کو استعمال کرتے ہیں، اللہ کی نعمتیں ہیں اور پھر ایک مینڈھا آتا ہے اور پیغمبر سے ذبح کرایا جاتا ہے ملائک کی موجودگی میں تو یقیناً اس کا گوشت قابل استعمال اور قابل فخر ہے، شرعاً جنتی چیز کا استعمال دنیا کے اندر جائز ہے تمام جو باصلاحیت چیزیں ہیں جن کی دنیا میں اجازت دی گئی ہے کہتے ہیں یہ جنت سے آئی ہیں اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو جنت میں ہوں گی اور یہاں ان کی ممانعت ہے جیسے شراب، ریشمی کپڑا، سونے کے کنگن وغیرہ یا ریشم مرد کے لئے دنیا کے اندر بطور امتحان کے روک لیا ہے اور جنت میں جا کے اہل جنت کو دی جائے گی۔

قربانی کی حکمت

یہ قربانی جو اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں آئی اور وہاں کردی گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد جتنے انبیاء اور مرسلین بھیجے ہیں اور پھر ''**علی راسهم وقدوتهم سید العالمين والشافع المشفع النبى المكرم والرسول المعظم الخاتم والمختم بالعقل والنقل الامام الحرمين والنبى القبلتين الشافع الحشر نبی کریم** ﷺ'' جب تشریف لائے آپ کو بھی کہا گیا کہ قربانیاں فرمائیں اور روحانی جدامجد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام ان کی سنت زندہ فرمائیں یہاں ایک عجیب نکتہ ہے وہ یہ کہ اس قربانی کو سنت ابراہیم کہا گیا کیونکہ سخت امتحان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا، قربانی اصل میں ان کے ذمہ فرض تھی اور انہوں نے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ نبھائی

اور اللہ نے بڑی زبردست کامیابی ان کو نصیب فرمائی اس لئے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''ھذہ سنة ابیکم ابراھیم'' (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶)

یہ تمہارے روحانی جدامجد بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے بہت بڑے مقتدر پیغمبر رأس الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، نسبت ابراہیم کی طرف کی جاتی ہے اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا ہے چنانچہ اس پورے واقعہ میں رب العزت نے حضرت اسماعیل کا نام نہیں لیا اشارہ کیا

''وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ o سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ o كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ o اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ''

اس کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کے لئے آنے والوں میں برکتیں قائم رہیں اور وہ واقعی نیک کرداروں میں سے ہیں، اللہ فرماتے ہیں ہمارے کامل بندوں میں سے تھے،

''وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ'' پھر ہم نے اس کو بشارت دی کہ اب ایک اور بیٹا ہوگا دوسری بیوی سے اور وہ بھی پیغمبر ہوں گے اسحاق علیہ السلام

''وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحٰقَ''

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بڑی بابرکت ہستی تھی اور حضرت اسحاق بھی،

''وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ'' (صافات آیت ۱۰۸ تا ۱۱۳)

اور ان کی اولاد میں اچھے بھی ہوں گے لیکن کھلم کھلا برائیاں کرنے والے بھی ہوں گے۔

قربانی کے اغراض ومقاصد

قربانی کا مقصد جاننا یہ نیک کردار اور نیک خصلت لوگوں کا کام ہے اور قربانی کو ایک رسم سمجھنا اور ایک تاوان گرداننا یہ بدنصیبوں کی علامت ہے، اس لئے علماء کہتے ہیں کہ قربانی کر لینا یہ فضیلت ہے اور قربانی نہ کرنا یہ نحوست ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان فرمایا کہ پورے عالم کے مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ جب یہ دن آجائیں تو تم بھی بزرگوں کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے قربانیاں کیا کرو، رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ ﷺ ہر سال دو مینڈھے قربان فرماتے تھے احادیث میں ہے ''اقرنین'' سینگوں والے ''موجوئین'' خصی ہوتے تھے اور ''سمینین'' گوشت اور چربی والے ہوتے تھے ''املحین'' (بخاری ج ۲ ص ۸۳۳، ہدایہ رابع ص ۴۴۸) خوب گوشت چڑھا رہتا تھا ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت فرمایا

''بسم اللہ و اللہ اکبر ھذا عنی و عمن لم یضح من امتی''

(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳)

یا اللہ یہ میری طرف سے اور آل اولاد کی طرف سے اور امت کے وہ غریب مسکین نادار تنگدست پریشان حال جو کرنا چاہتے ہیں لیکن اس پر قدرت نہیں رکھتے ان کی طرف سے، اللہ قبول فرما۔ علماء نے اس میں عجیب نکتہ لکھا کہ جو لوگ خود نہیں کر سکتے، قدرت نہیں ہے، غربت اور عجز کی وجہ سے اس قربانی میں ان کی حاجت برائی کا مکمل سامان ہے اور اس کے تین طریقے ہیں ایک تو یہ کہ قربانی کا جو گوشت ہے اس کی تقسیم

سنت یہ ہے کہ ایک حصہ خود رکھ لیں دوسرا رشتہ داروں کو دیدیں اور تیسرا فقراء اور مساکین کو دے دیا جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پورا قربانی کا گوشت ان فقراء اور مساکین کو دے دیا جائے اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھیں۔

تیسرا یہ کہ پورا پورا جانور زندہ ان کے حوالے کرلے کہ آپ یہ لیں قربانیاں کرلیں اس جذبے کی وجہ سے لوگ مدرسوں میں دینی اداروں میں بڑے پیمانے پر قربانیاں کرواتے ہیں کہ وہاں کے طلبا کی حاجات پوری ہوجائیں اور مساکین معاشرے میں ہیں فقراء ہیں جہاں کا حال تباہ کارہے اور لوگ وہاں کے تکلیف میں ہیں۔

اپنا شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں قربانی کا حکم

عجیب بات یہ ہے کہ ایک نظریہ، یہ ہے کہ مختلف لوگ شمالی علاقہ جات کے نام پر مستقل دھندا کررہے ہیں، یہ قربانی نہیں ہے، بس مال کا ریل پیل ہے اور کاروبار ہے، یہ لوگ شمالی علاقہ جات کے نام پر خوب پیسے جمع کرتے ہیں اور پھر آپس میں بٹوارہ کرتے ہیں، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ آخرت کے منکر ہوچکے ہیں، آدمی کو خوف ہوتا ہے بعض باتیں کرتے ہوئے آدمی کو شرم آجاتی ہے اور شرم آنی بھی چاہیے۔ ہمارے یہاں بھی اجتماعی قربانی ہے میں اپنے ناظم صاحب اور ان کے اہلکاروں کو کہتا ہوں کہ اس کی کوشش مت کرو کہ زیادہ ہوجائے صرف اس بات کی کوشش کرو کہ صحیح طرح ہوجائے، اگر علماء اور اہل دین پر اعتماد کرکے بھی لوگوں کی عبادات کما حقہ نہ ہو تو یہ موت کا مقام ہے۔ اس عاجز اور فقیر کے نزدیک اس سے بڑھ کر بدعملی نہیں ہوسکتی کہ آج کل کے کاروباری قربانی کے نام پر بھی اپنا

کام چلا رہے ہیں، سیٹھ صاحب صرف ان کی داڑھی اور ٹوپی نے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ان کو خوب پیسہ دیتے ہیں، یہ بینر لگاتے ہیں فلاں شمالی علاقے میں قربانی، فلاں میں قربانی۔ اگر واقعی آپ وہاں کے لوگوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ان ایام میں خود وہاں چلے جائیں ایک عید ان غرباء اور مساکین کے ساتھ منالیں یا اپنے کسی معتمد کو بھیج دیں لیکن کبھی بھی ان تجار کے حوالے رقوم نہ کریں۔ لوگ تو سب کام علماء پر اعتماد کرکے کرتے ہیں کیونکہ لوگ تمام نیکیاں اور نیک اعمال جذبات، دینی فراوانی اور دینی اور عروج اور ترقی یہیں سے سیکھتے ہیں اور علماء دین اور دینی تنظیموں پر اور ان کے اہلکار پر اعتماد کرتے ہیں ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہیے، بلکہ وہ اعتماد یقین کے درجے میں درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میں نے ایک تنظیم سے پوچھا اور جس جگہ انہوں نے قربانیوں کا اعلان لگایا تھا اتفاق سے وہاں میری واقفیت بہت زیادہ تھی تو جب میں نے ان سے دو تین سوالات کئے کہ وہاں تو کوئی قربانی نہیں ہوئی نہ کوئی گائے اور ٹٹو وہاں پہنچا ہے تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کی تو کوئی قربانی اس میں نہیں تھی آپ کیوں انکوائری کررہے ہیں جن کی تھی انہوں نے ہم پہ اعتماد کیا ہے میں نے کہا آپ کو بھی اپنے عاقبت و آخرت سدھارنی پڑے گی، آپ مجھ جیسے کمزور عاجز مسکین کے سامنے لاجواب ہوگئے ہیں قیامت کے دن اللہ احکم الحاکمین کے حضور کس طرح جواب دیں گے۔

لوگوں کی عبادات کا تحفظ بھی ایمان کا حصہ ہے

قرآن کہتا

"فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ"

ذرہ برابر کسی نے نیکی کی وہ بھی سامنے آئے گی اور کسی نے شر کیا ہو صرف پیسے کمائے اور مسلمانوں کے جذبات اور ان کی عبادات کو کما حقہ نہیں نبھایا یہ بھی اللہ کے حضور موجود ہوں گے، عجیب بات یہ ہے کہ لوگوں کے جذبات عوام کے اور مالداروں کے تو برقرار رہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جن علاقوں میں زلزلہ آیا ہے جہاں لوگ سیلاب سے دوچار ہیں جہاں مختلف قحط سالی آئی ہے اور بہت ساری وجوہات سے بھائی لوگ تکلیف میں رہے ہیں بلاشبہ وہ لوگ آئیں اور ان کو گوشت ملے اور ان کی قربانیاں ہماری طرف سے ہو جائیں، یہ بہت بڑا جذبہ ہے اسی جذبے سے قوم مسلم قائم ہے ان قربانیوں کا مقصد یہ تھا کہ پوری دنیا کے اندر مسلمان رزق کے اعتبار سے کسی حد تک خود کفیل ہو جائیں اس لئے فقہاء کہتے ہیں یہ قربانی کے جو ایام ہیں "ھی ایام ضیافة الله" اللہ تعالیٰ ان دنوں میں میزبان ہے اور یہ لوگ ان کے مہمان ہیں اور اللہ نے امت مسلمہ کو حکم دیا ہے کہ اونٹ کاٹو گوشت بانٹو بھینس کاٹو گائے کاٹو بکری اور مینڈھے کاٹو اور مسلمانوں کی حاجات پوری کرو اور بہت سارے مسلمان بڑی شان وشوکت سے اس میں آگے بڑھتے ہیں وہ اللہ کے یہاں بہت بڑے قابل تحسین اور قابل تعریف ہیں، مجھے امید ہے کہ ان کا بہت اچھا مقام اور مرتبہ ہوگا۔ لیکن کچھ دوکاندار "التجار هم الفجار" بھی نکلے ان کا کام بس زکوۃ کے موسم میں لوگوں کی زکوتیں بٹورتی ہیں اور فطرے لیتے ہیں اور قربانی کے ایام میں مختلف دور دور کے علاقوں کے لیبل لگا کے اور ان کے نام پر لوگوں سے گائے اور مختلف جانوروں کے رقمیں وصول کرتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے لوگوں سے ایسے موقع پر بچنا بھی ضروری ہے میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ یہ بڑا خطرناک مسئلہ ہے اس کا بیان بھی آسان نہیں ہے کیونکہ

ان غریب اور مسکین جو ان علاقوں میں آباد ہیں ... قربانی نہیں کر سکتے اور انہیں ان مبارک دنوں کے اندر قربانی کے گوشت سے ان کی ... حاجات ضروری ہے، کہیں ہماری تقریر سے اور بیان سے ان کو نقصان نہ پہنچے یہ بھی بڑا سخت خیال کرتا ہے اور آگے اس احتیاط پر بھی کلام کرتا تھا کہ بھائی لوگ اس سے پرہیز فرمائیں اور تاجر اور فاجر کا آلہ کار نہ بنے۔ نام نہاد تنظیموں کا اور اس قسم کے لوگ جن کا کئی وجوہ سے گریبان چاک ہے اور پہلے ان کے لبوں پر لوگوں کا خون پڑا ہے اور ان کے تمام کام دینی روشنی میں تہس نہس ہیں اس قسم کے لوگوں سے پرہیز بھی ضروری ہے۔

گناہوں کا سبب ! عقیدۂ آخرت میں کمزوری

اصل میں قربانی کی دو قسمیں ہیں ایک قربانی، واجب قربانی ہے اس کی بہت احتیاط ضروری ہے اور اس میں تو بالکل اس قسم کے لوگوں پر کسی قسم کا بھروسہ نہ کیا جائے اور باقی نفلی قربانی اگر نفلی قربانی نہ پہنچی تو کم از کم قربانی کرنے والے کا جو واجب ہے وہ متاثر نہ ہو اور ان تنظیموں سے اور ان کے اہلکار سے بھی میں منبر ومحراب کے رشتے سے گزارش کرتا ہوں اور دین کے رشتے سے ان کو تاکید کرتا ہوں کہ قیامت قریب ہے ایک ایک چیز کا ہمیں حساب دینا ہے اور بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، آدمی قبرستان چلا جائے گا، جا کے دیکھو کیسی خوفناک جگہ ہے اور ایک ایسا منظر ہے کہ جس سے چھٹکارا کسی کو بھی نہیں کون بچے گا اگر یہ موجودہ پوری دنیا کو ہی قربان کرلے اور وہ کہے کہ میرے لئے قبر کے علاوہ کوئی اور جگہ ہو حاشا وکلا قبر میں جانا ضروری ہے، انبیاء اور مرسلین عالم کے اندر ان کی قبریں ہیں، یہ

صالح کی قبر ہے، یہ ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے قریہ الخلیل میں، یہ شیث علیہ السلام کی قبر ہے بلخ میں، جہان میں انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کے اندر پیغمبر سے بڑھ کر کوئی مخلوق نہیں ہے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے پیغمبروں کو بڑا مقام رفیع درجہ عطا فرمایا ہے لیکن جانا ان کو بھی قبر میں ہے، میرے ایک استاد تھے بہت بڑے عالم تھے اور میں نے زندگی میں بہت سارے اساتذہ دیکھے لیکن وہ بڑے عجیب تھے ان کی نماز جب ہوتی تھی یقین کرلیں ان کا جسم لرزتا تھا اور پورے جسم سے پسینے ٹپکتے تھے اور آنسو بہتے تھے اور اپنے استاد امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو یاد کر کے دو دو تین تین منٹ تک بات چیت نہیں کر سکتے تھے حالانکہ درمیان میں پچاس سال کا وقفہ گزر گیا تھا، فرماتے تھے کہ استاد کی وفات کا دن آج پھر تازہ ہوگیا استاد سے انہیں ایسی محبت تھی۔ تو صحابہ کرام سے، انبیاء سے، رسول اللہ ﷺ سے کیسا رشتہ ہوگا تو مرنے کے بعد جس جگہ ان کو جانا تھا ہر شخص کو وہاں جانا ہوتا ہے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے وہاں سانپ بہت ہیں، بچھو نکلتے ہیں، کچے قبرستان جھاڑیاں جنگلات مجھے پڑھاتے پڑھاتے درمیان میں سبق روک کر کہتے تھے

''نور خو خیر دے دا قبرستان کے شو ملے ڈیر دی او چنجی پکی ڈیر زیاد دے ڈیر یارے گوم''

ذرا سا کوئی چیونٹی چھپکلی نظر آتی تو حضرت بہت خوف محسوس کرتے، میں طالب علم تھا ان سے پڑھتا تھا کسب فیض کرتا تھا وہ تو شان و شوکت کے ولی کامل عالم دین تھے اللہ ان کی قبر اور روح پر خوب پھولوں کی اور ٹھنڈے پانی کی اور جنتوں کی بارش فرمائے۔ ایک واقعہ عجیب ہوگیا اس قبرستان میں ایک اور آدمی تھا اس نے اپنی تمام جائیداد صرف اس لئے

ختم کر دی بانٹ دی اس کو پتہ چل گیا کہ وہ ان کے بڑوں میں سے کسی نے زبردستی چھینی تھی وہ ان کی نہیں تھی انہوں نے اپنے بیٹیوں کو بیٹوں کو سب کو بیٹھایا یہ زمینیں جتنی ہیں جس پر ہم بہت فخر کرتے ہیں یہ ہماری نہیں ہیں، ہمارے بڑے زور آور اور طاقتور تھے انہوں نے غریب مسکین بیواؤں سے زبردستی لے لی تھیں، میں تو جانے والا ہوں میں تمہیں عاق چھوڑ کے نہیں جا سکتا لہٰذا اس کو ہٹا دیتے ہیں اور انہوں نے اعلان کیا کہ ہمارے تین پشتوں سے بڑے یہاں کے زور آور تھے بہت انہوں نے زمینیں اور باغات سب چھینی ہے اور مجھے بہت ڈر لگتا ہے ہمیشہ کے لئے گم ہونے والا ہوں۔

ان کی وفات ہوگئی، ایک بار بہت زیادہ بارشیں ہوئیں اور ایسی بارشیں کہ قبرستان کی قبریں گر گئیں تھی ان میں ان کی قبر بھی تھی وہ جب کھولی گئی تو عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ اس میں مٹی بالکل بھی نہیں تھی ہر طرف پھول تھے اور لوگوں نے ان کے قبر کے آس پاس دور تک جتنی زمینیں کھود سکتے تھے، کھود ڈالیں لیکن کوئی کیڑا، سانپ اور بچھو نظر نہیں آیا صرف تازہ گلاب اور چنبیلی کے پھول رکھے ہوئے تھے اور ان کی وفات پر بیالیس سال گزر چکے تھے، وہ میری یادداشت سے پہلے مر چکے تھے، ہمارے استاد محترم بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قبر کو ہمارے لئے نمونہ بنا لیا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں نیک اعمال ہی کام آئیں گے، یہ قربانیاں، یہ حج، یہ عمرے، یہ مظلوموں کا تعاون اور یہ پریشان حالوں کی مدد یہ ہم صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے انجام کو بہترین کر دے، وہاں کوئی ساتھ نہیں ہوگا تن تنہا وہاں رہیں گے۔

کراچی شہر میں جوخون بہہ رہا ہے اور ناحق بے قصور لوگ مارے جاتے ہیں ان پر بھی احتجاج ضروری ہے اور دُرون حملوں میں بھی جو ناحق مارے جاتے ہیں وہ بھی اور ملک کے کسی کونے میں بھی کوئی مرد مارا جائے یا عورت ماری جائے، لڑکا مارا جائے یا لڑکی ماری جائے اور وہ ظلماً ہوا ہو تو بدترین اقدام ہے مسلمان کلمہ پڑھنے والا وہ صرف سیاست اور تحریک اور صرف آہ و بکا اور دوسروں کو دکھانے کے جذبات نہیں دکھاتا بلکہ اس کو اپنے اللہ کو جواب دینا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی قبر کو جنت بنانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی انجام بخیر کرنے والے ہیں۔ اللہ رب العالمین پورے عالم کے مسلمانوں کو ظلم سے بچائے نہ کوئی کسی پر ظلم کرے، نہ کوئی ظالم بنے اور نہ ظالم لوگوں پر مسلط ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۷۳

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالىٰ الىٰ كافة الخلق بين يدى الساعة بشيرا و نذيرا و داعيا الى الله باذنه وسراجاً منيرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم　　　بسم الله الرحمٰن الرحيم

" إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ ط وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا o وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ط إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ ط إِنَّ اللّٰهَ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَالَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ‘‘

(سورۂ نساء ۱۰۵ سے ۱۱۳)

سورۂ نساء کی چند آیات کا ترجمہ وتشریح

ان آیات کا میں سلیس وآسان ترجمہ کرتا ہوں اور پھر مفہوم اور مسائل آخر میں بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے آپ کو قرآن شریف دیا ہے جو بہت برحق کتاب ہے تاکہ آپ لوگوں کے لئے دیکھ بھال کے فیصلے کریں اور غلط لوگوں کے

کبھی بھی آلۂ کار نہ بنیں’’ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ‘‘ اور اس سلسلے میں غیر ارادی طور پر بھی کسی غلط آدمی کی آپ نے حمایت کی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں’’ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ‘‘ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم والا ہے۔ ظاہری خطاب تو نبی کو ہوتا ہے لیکن تعلیم پوری امت کو ہوتی ہے، قرآن شریف پوری امت کے لئے آیا ہے’’ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ‘‘ بالکل بحث نہ کریں ان لوگوں کی طرف سے جو خود خیانت گر ہیں’’ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ‘‘ اللہ تعالیٰ کسی بھی خیانت گر اور جرائم پیشہ کو پسند نہیں کرتا، جب اللہ ان کو پسند نہیں کرتا تو نبی یا امتی کو کیا حق ہے کہ ان کو چھڑانے کی کوشش کرے’’ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ ‘‘ وہ لوگوں سے ڈرتے ہیں اور بچتے ہیں’’ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ ‘‘ نہ خدا سے بچ سکتے ہیں اور نہ ڈرتے ہیں، حالانکہ اللہ ان کے ساتھ ہے’’ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَالَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ‘‘ جب رات بھر یہ میٹنگیں کرتے ہیں ناپسندیدہ باتوں کی شریعت کے خلاف مسلمانوں کے خلاف دین کے خلاف علم کے خلاف’’ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ‘‘ اللہ تعالیٰ ان کے اعمالوں کو گھیرے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے داؤ پیچ سے اور حکمت اور پکڑ سے یہ بچ نہیں سکتے ہیں،’’ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ ‘‘ ہاں تم وہ لوگ ہو’’ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ‘‘ کہ تم بحث کرتے ہو اور جنگ وجدال کرتے ہو ان ناکارہ لوگوں کی طرف سے اس دنیا کی زندگی میں’’ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ‘‘ قیامت کے روز کون ان کی طرف سے اللہ کو جواب دے گا؟’’ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ‘‘ یا کون

ان کی طرف سے ذمہ دار ہے گا'' وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ''جو کوئی عمل کرے گناہ کا یا اپنے حق میں ظلم کرے'' ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ''پھر دل سے معافی مانگے اللہ تعالیٰ سے'' يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ''تو اللہ پاک کو بخشنے والا رحم والا پائے گا'' وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا ''اور جو گناہ کرے'' فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ''گناہ کا وبال اسی پر پڑے گا'' وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ''اللہ تعالیٰ علم وحکمت والے ہیں'' وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ''اور جو چھوٹا گناہ کرے یا بڑا'' ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا ''پھر کسی پاک آدمی (بے گناہ) پر تہمت لگائے'' فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ''تو اس نے اٹھالیا بہت بڑا بہتان اور صریح گناہ'' وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ ''اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر نہ ہوتا اور مہربانی'' لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ''ان میں سے کچھ لوگوں چاہتے تو آپ کو استقامت سے اور اعتدال کے راستے سے ہٹا لیتے'' وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ ''اور یہ نہیں ہٹا سکتے مگر خود تباہ ہو رہے ہیں'' وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ''آپ کا یہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے'' وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ''اور اتارا ہے آپ پر اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن شریف اور حکمت سنت اور فقہ'' وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ''اور سکھائے اللہ نے آپ کو وہ علوم جو آپ پہلے نہیں جانتے تھے'' وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ''اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔

قرآن کریم سے تعلق گہرا ہونا چاہئے ! چند امثلہ

یہ بڑا اہم مضمون ہے میں نے چاہا کہ قرآن مجید کے ترجمے کے ساتھ سامعین کو

پیش کروں، مشائخ کا کہنا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کو سمجھانا بہت ضروری ہے وہ بنیاد ہے تمام مسائل کی، مسلمانوں کو جو آج کل ہر جگہ دقت پیش آ رہی ہے اور حق مسائل سے بھی بے خبر رہتے ہیں اور ضروری احکام سے بھی ان کی ناواقفیت بڑھ رہی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کو قرآن شریف سمجھ نہیں آتا، یہ بہت بڑے دکھ کی بات ہے۔ قرآن شریف تو مؤمن کی روح کی طرح ہے اس کے رگ و ریشے میں، اس کے شعور اور معرفت میں، علم اور عمل میں بنیادی طور پر قرآن شریف موجود ہے۔

ہارون رشید اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ محو گفتگو تھے اور باہر برانڈے میں قاری صاحب ان کے دونوں بیٹوں امین اور مامون کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے، جب سورۃ صف کی یہ آیت آئی '' يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ '' اے ایمان والو وہ باتیں کیوں کرتے ہو جن کو پورا نہیں کرتے ہو تو قاری صاحب نے بچے کو کہا کہ ذرا اونچا پڑھو اور بار بار پڑھو، بچے استاد کے پابند ہوتے ہیں جیسے استاد کہے ایسا کرتے ہیں تو وہ بچے زور زور سے پڑھنے لگے۔

'' يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ '' (صف آیت ۲،۳)

یہ بہت ناگوار گزرتا ہے کہ ایک بات کہو پھر پورا نہ کرو، بچوں کی آوازیں جب اونچی ہوگئیں اور آیات بار بار پڑھی گئیں تو ہارون رشید نے اپنی اہلیہ زبیدہ بیگم صاحبہ سے کہا کہ ذرا صبر کرو آیات سنیں اور سننے کے بعد سیکرٹری کو بلایا جو کہ میر منشی کہلاتا تھا اور اس کو کہا کہ کیا ہم نے بچوں کے قاری صاحب سے کوئی وعدہ کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں گذشتہ مہینہ آپ

نے تنخواہ کے بڑھانے کا کہا تھا لیکن اس پر عمل نہیں ہوا، ہارون الرشید نے کہا کہ فوراً جب سے کہا ہے اس وقت سے تنخواہ بڑھا دو ایسا علم کا دور دورہ تھا کہ صرف آیات کے بار بار دہرانے سے بادشاہِ وقت سب کچھ سمجھ گیا، یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ قرآن کریم سے تعلق انتہائی درجہ کا ہو۔

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ فجر کی نماز مسجد کے صحن میں پڑھا رہے تھے اور جب انہوں نے سورۂ نمل کی آیت

''وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ''

پڑھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حاضری لی تو ہدہد پرندہ نہیں پایا گیا غیر حاضر تھا حضرت نے کہا کہ ہے نہیں یا میں نہیں دیکھ رہا ہوں یا صحیح معقول وجہ بیان کرے گا یا سخت سزا دوں گا، ہوسکتا ہے اس کو ذبح ہی کر لوں۔ اس آیت کے پڑھنے کے ساتھ ہی ایک ہدہد آیا اور سیدھا علامہ تقی الدین سبکی کے کندھے پر بیٹھ گیا کھلے کھلے فضا تھی درخت اور باغات تھے تمام لوگ پیچھے سمجھ گئے اس وقت انہوں نے نمل پڑھی ہے اور یہ آیت پڑھی

''وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ''

(نمل آیت ۲۰)

عقل ایک بہت بڑی نعمت ! حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کے موسم میں کچھ باتیں سنی جو صحیح نہیں تھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان باتوں کا جواب دے دیں آپ کو عبدالرحمٰن بن عوف

رضی اللہ عنہ نے کہا

''ان الموسم یجمع رعاء الناس وروعانهم''

موسم حج میں تو ہر طرح کے ناکارہ لوگ ہوتے ہیں آپ ایک بات کہیں گے وہ دوسری اڑا دیں گے

''اذاتصلت بالمدینة دار الهجرة، دار الایمان دار السنة ودار القرآن''

یہ باتیں اہل مدینہ سے کیا کرو جو مرکز ہے اسلام کا ایمان کا قرآن کا سنت کا۔ حضرت عمر بہت خوش ہوگئے کہا کیا زبردست مشورہ دیا ہے، جب مدینہ منورہ حج کے بعد سب لوگ پہنچ گئے ایک رات کو عشاء کی نماز کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرہے تھے اور بڑے خاص طریقے سے کپڑے پہنے ہوئے تھے سنت عمامہ سر مبارک پر تھا اور بڑے موڈ میں اور بڑے خاص انداز سے، عبدالرحمٰن ابن عوف نے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے خیال یہ ہے کہ وہی تقریر آج کر رہے ہیں، وہی تقریر ہوگئی، ایسے زبردست علوم تھے کہا مجھے خیال ہے کہ امیر المومنین کو جس تقریر سے میں نے منی میں منع کیا تھا وہی تقریر آج کر رہے ہیں، اور وہی تقریر ہوئی جس میں زبدست علوم تھے۔ افسوس یہ شکوہ اس بہتر زمانے میں بھی رہا ہے، اب بہت سارے احباب ہمیں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی باتیں نہیں سمجھتے ہیں تو میں کہتا ہوں یہ شکر کرو ابھی تک آپ انسان موجود ہیں اور جانور نہیں بنے ہیں آپ نے کام تو سارے وہ کئے ہیں کیونکہ اس نصاب کو سمجھنے کے لئے جو محنت تھی وہ کہیں اور لگادی، غریبوں کے لئے تکلیف دہ مرحلہ ہے اشارات اور کنایات مطلق نہیں سمجھتے ہیں اور ان کو چھوٹے بچے پرائمری کی طرح الف زبر آ، زبر با یہ پڑھانا پڑتا ہے اور پھر دباؤ دینا پڑتا ہے تب جا کے وہ

یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی ایک کے پیچھے چلیں تو دوسرے کو چھوڑ دیں ، تمام صحابہ کرام کے بارے میں اعتقاد رکھنا ایمانیات میں سے ہے کہ تمام صحابہ اعلیٰ درجے کے جنتی ہیں، بخشے بخشائے ہیں، ایمان کے ستون اور قلعے ہیں۔ لیکن کسی ایک صحابی کی احادیث اور روایات کی روشنی میں بھی چلے اور عمل کیا تو ہدایت نصیب ہوگی کیونکہ وہ ہدایت کے ستارے ہیں۔ اسی کے سائے میں آپ غور کریں کہ چار فقہ ہیں، چار مذاہب ہیں، چار ائمہ ہیں اور ہم اپنی مسجد، مدارس جہاں فقہ حنفی کی تعلیم دی جاتی ہے ہم یہاں بیٹھ کر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب برحق ہیں، چاروں فقہ درست ہیں اور چاروں وہ راستے جو ائمہ مجتہدین نے بتائے ہیں، خالص جنت کے ہیں اور ہدایت کے ہیں

دا سلور واڑا مذہبا سرا یو دی

ما او تا کی پیدا کڑو اختلاف

عبدالرحمان بابا فرماتے ہیں کہ چاروں مذاہب حق ہیں اگر انسان میں سمجھ ہو تو، یہ تو ہم اور آپ ہیں جنہوں نے درمیان میں اختلاف پیدا کیا ہے۔

ایک قول اور اس کی وضاحت

لیکن یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ قادیانیت کو مذہب کہنے لگیں ، پرویزیت کو مذہب کہیں، شرک اور بدعت کو مذہب کہیں، فقہ اور تقلید کے منکر کو مذہب کہیں، قبر کے پجاریوں کو مذہب کہیں ، یہ تو گمراہان اور بے دین، اسلام کے باغی اور سرکش ہیں۔

ہمارے ایک ساتھی ہیں وہ سرکار کے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اپنے مذہب کو چھوڑو نہیں اور دوسرے مذاہب کو چھیڑو نہیں، ضیاء الحق کے زمانے میں یہ نکتہ تھیلی سے باہر نکالا گیا۔ پہلی بات تو اس سے میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ مولانا اشرف علی نے کہاں کہا ہے، کس کتاب میں لکھا ہے، کس وعظ میں سے یہ بات لی گئی ہے؟ آج تک جواب نہیں دیا، سترہ، اٹھارہ سال ہوگئے۔ دوسری بات میں نے اس کو یہ سمجھائی کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ بات حضرت حکیم الامت نے کہی ہے تو یاد رہے کہ مذاہب تو چار ہیں علی التحقیق اہل الحدیث بھی مذہب نہیں ہے حدیث کے نام پر مغالطہ ہے انحراف اور بغاوت و سرکشی ہے۔ پورے عالم کے مسلمان چار فقہوں میں سے کسی ایک کی پابندی کرتے ہیں اور الحمدللہ سب ہدایت پر ہیں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے تو حنفی مسلمان کو حنفی فقہ کی حمایت کرتے ہوئے مالکی فقہ کو نہ چھیڑنے کا حکم ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کی فقہ کو چھیڑنا عقل نہیں امام احمد بن حنبل کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں وہ برحق ہیں۔ ہمارے یہاں سری لنکا کے، برما کے اور رنگون کے مختلف امریکہ اور فلاں ملکوں کے طلبا پڑھتے تھے وہ شوافع ہوتے تھے مختلف مذاہب کے ہوتے تھے آٹھ دس سال پڑھ کر ٹھیک ٹھاک ان پر محنت ہو جاتی جب ہم ان کو رخصت کرتے تو ہم ان کو کہتے کہ وہاں جا کے شرارت نہ کرنا تو ہم ان کو کہتے کہ وہاں سارے مسلمان شوافع ہیں تو شوافع طرز کی نماز پڑھاؤ اور شافعی فقہ کے جوابات دو۔ اگر وہاں شرارت کی جائے تو جو نکاح ہو رہے ہیں، طلاق ہو رہی ہیں، نماز پڑھی جا رہی، حلال و حرام کے معاملات ہو رہے ہیں، اس فقہ کے مطابق ان سب میں شک شبہ پڑ جائے گا حالانکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ مذاہب بھی کسی نہ کسی آیت اور

حدیث کے مطابق ہیں اور انہوں نے بھی دین کو زندہ کیا ہے اس واسطے اگر یہ بات کسی بزرگ نے کہی ہے کہ اپنے مذہب کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کے مذہب کو چھیڑو نہیں تو اس سے وہ مذاہب مراد ہیں جو حق مذاہب ہیں یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی، یہودیت کو چھیڑنا نصرانیت کو ہندومت کو گوتڑوں کو مرزائیوں کو پرویزیوں کو شرک اور بدعت کے پجاریوں کو یہ حق نہیں ہیں تو ان کو مذہب میں شامل کرنا اسلام کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔

کسی کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے

جھوٹ تو خود بولنا بھی بہت بڑا گناہ ہے اور پھر ایسا جھوٹ جس کی نسبت کسی دوسرے عام آدمی کی طرف کی جائے وہ اور بڑا گناہ ہے اور جب یہی جھوٹ کی نسبت کسی عالم دین یا کسی بڑے بزرگ کی طرف کی جائے تو گناہ اور بڑھ گیا، قرآن کریم میں اس کے شواہد موجود ہیں کہ یہودیوں نے اور کفار نے انبیاء اور اولیاء پر جھوٹ بھی بولا اور ان پر تہمتیں بھی لگائی گئیں۔

"فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا" (نساء آیت ۱۱۲)

اس آدمی نے بہت بڑا بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے احتیاط بہت ضروری ہے، یہ بے احتیاطی خدا کے بارے میں بھی ہونے لگی قرآن شریف سورۃ اعراف میں ہے کہ مشرکین نے کہا کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کر رہے ہیں حق تعالیٰ نے کہا

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ" (اعراف آیت ۲۸)

اللہ تعالیٰ کبھی بھی بے حیائی کا حکم کسی کو نہیں دیتا ہے، بے حیاء اور بے شرم لوگ غلط کام کر کے اس کو خدا تعالیٰ کے ذمہ لگاتے ہیں اور کبھی وہ کہتے تھے کہ ہمیں انبیاء صادقین نے تاکید کی ہے کہ بس یہودیت پر رہو، نصرانیت پر رہو کوئی نبی آئے یا آکر چلا جائے چاہے وہ نبی آخرزمان بھی ہو تو ماننا نہیں قرآن کریم نے اس موقع پر کہا" اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ " کیا تم اس وقت موجود تھے" اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ " (بقرہ آیت ۱۳۳) حضرت یعقوب علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور بنی اسرائیل کہلاتے ہی یعقوب علیہ السلام کی وجہ سے تھے کیونکہ حضرت کا نام اسرائیل تھا اس لئے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں، ان کے بارہ بیٹے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین کے علاوہ دس اور، بارہ فرقے اسرائیلیوں کے اس وجہ سے بنے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات کے وقت اللہ تعالیٰ کی توحید کی تاکید کی تھی اور نبی آخرزمان پر ایمان لانے کی تاکید بھی کی تھی، تم یہ غلط بیانی کیوں کرتے ہو، غلط بیانیاں کرنا کفار، یہود و نصاریٰ کی پرانی عادت ہے" اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى " تم کہتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام ان کی نسل اور اولاد میں انبیاء یہ یہود تھے یا عیسائی تھے؟ قرآن پاک پھر کہتا ہے کہ یہ بالکل غلط بیانی کر رہے ہو "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ " وہ بڑا ظالم ہے جو غلط بات کرتا ہے اور حق چھپاتا ہے" وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ " (بقرہ آیت ۱۴۰) اللہ تمہارے

اعمال سے بے خبر تو نہیں ہے۔ یہ جو تم فضول باتیں کرتے ہو اور انبیاء اور مرسلین پر تہمتیں لگاتے ہو۔

ایک اور موقع پر قرآن شریف کہتا ہے "وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا" (نساء آیت ۱۵۶) یہ کفر اس لئے ہیں کہ انہوں نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر بھی بہتان لگایا تھا، یہود نے کہا تھا کہ ایک لڑکا تھا یوسف نجار اور وہ کبھی کبھی مریم کو چھیڑتا تھا ممکن ہے عیسیٰ (علیہ السلام) اس سے پیدا ہوئے ہوں تہمت دیکھو ذرا اللہ نے کہا "وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ" یہ قول ان کا کفر کا ہے "عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا" بی بی مریم پر اتنا سخت بہتان لگا رہے ہیں اور قرآن پاک کو کہنا پڑا "وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ" (مائدہ ،۷۵) عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تو بڑی پاکدامن تھیں صدق وعفت کی پیکر تھی اور کبھی اللہ رب العالمین فرماتے ہیں یہ تو وہی لوگ ہیں جو اللہ پر بھی تہمت لگاتے ہیں کہ مریم بی بی خدا کی بیوی ہے اور عیسیٰ مسیح اس سے پیدا ہوا ہے "مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا" (جن آیت ۳) اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ اولاد اس کی شان کے لائق ہے "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" کیسی کیسی تہمتیں لگتی ہیں، سورت مریم کے آخر میں کہا یہ جو تم کہتے ہو کہ خدا کی بھی اولاد ہے "تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ" قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے "وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ" اور زمین پھٹ جائے "وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا" (مریم ۹۰، ۹۱) اور پہاڑ گر کر ریزہ ریزہ سفوف کی طرح ہو جائے "اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا" یہ جو اللہ رحمان پر دھبہ لگا رہے ہیں "وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ" (مومنون آیت ۷۱) ان کی غلط باتیں خواہشات سے بھری ہوئی جھوٹ کے پلندے تہمت تراشیاں اگر یہ ان باتوں کی تصدیق ہونے لگے اور کوئی ان کا ساتھ دینے لگے تو یہ اتنا بڑا حادثہ ہے کہ آسمان ٹوٹے، زمین پھٹے اور اس کے درمیان میں جو کچھ ہے سارا ہلاک ہو جائے۔

جھوٹ پر جناب نبی کریم ﷺ کی ناراضگی

اس قسم کے جھوٹ اور تہمت تراشیوں کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "من كذب علی متعمدا" جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اور دوسری روایت ضیاء الدین مقدسی نے مختارات میں نقل کی ہے اور مسلم میں بھی ہے وہ یہ ہے کہ "ان كذبا علىٰ ليس ككذب علىٰ احد" تم میں سے کسی کا مجھ پہ جھوٹ بولنا ایک دوسرے پر جھوٹ بولنے کی طرح عام سی بات نہیں ہے "فمن كذب علی متعمدا" جو میرے بارے میں جھوٹ بولے "ما لم اقله" جو بات میں نے نہیں کہی ہے اور میری نسبت سے مشہور کر رہے ہیں "فليتبوأ مقعده من النار" (مسلم شریف ج ۱ ص ۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۱۴) وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں متعین کر لے، اس کا انجام جہنم اور دوزخ ہے۔ پیغمبر کو معاف نہیں کیا اللہ جل جلالہ عم نوالہ لم یلد ولم یولد احدیت اور صمدیت کے ساتھ ان کی الوہیت پر قسم قسم کے الزامات لگائے گئے، نازیبا اور نامناسب کلمات کہے گئے، مریم بی بی جیسے پیغمبر کی ماں خاص خدائی نظر اور خدائی نیک بندوں کی دعاؤں میں توجہات سے صالحین کے گھر میں پیدا ہوئی ان کو بھی نہیں بخشا گیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ''واقعہ افک'' کے زمانے میں غزوۂ بنومصطلق سے واپسی پر کتنا خطرناک الزام لگایا گیا اور اس میں بعض دو تین اچھے بھلے افراد بھی ملوث تھے جن کے خلاف صحابہ نے ایکشن لیا تو حق تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان سے غلطی ہوئی ہے، ان کو معاف کردو، درگذر کرو یعنی بحکم قرآن صحابہ کے خلاف ایکشن لینا خود صحابہ کے لئے بھی جائز نہیں کیا گیا، وہ ایسے پاک لوگ ہیں، لیکن ایسے پاکان زمانہ بھی واقعہ افک میں مبتلاء ہوگئے تھے اور قرآن کریم نے اس موقع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جب یہ ناموزون باتیں سننے میں آئیں تو ان کی پاکی بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''سُبْحٰنَکَ'' خدایا دامن الوہیت تو تیرا پاک ہے لیکن یہ بی بی بھی پاکی کا مظہر ہے ''هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' (نور آیت ۱۶) یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

ایک بہتان اور اس کی وضاحت

بہتان تراشیاں لوگ کرتے ہیں، موبائل کھولتے ہیں ایک دوسرے کو پیغامات دیتے ہیں بعض بزرگوں کو دینی خادموں کو بھی بدنام کرنے کے لئے کہ جی انہوں نے فلاں تنظیم اور تحریک کے ذمہ دار کو ایسا کہا جھوٹ، کذب، دروغ، کذاب، مفتری پر نہ ختم ہونے والی لعنت کبھی بھی ہمارے بزرگوں کا ہمارے مشائخ کا اور ہم فقیروں کا یہ انداز نہیں ہے، اول تو ہم سیاسی گتھیوں سے بہت پیچھے ہیں ہمارا وہ میدان نہیں ہے اور جو ہمارے سیاسی حضرات ہیں وہ بھی محتاط ہیں۔

لیکن کسی بھی تنظیم کے ذمہ دار اور کسی بھی تحریک کے ذمہ دار کے خلاف مجھ جیسے گناہ گار تو کسی شمار میں نہیں ہے، کسی بھی عالم، خادم، راہنما کی طرف سے غلط بیان شائع کرنا یہ اہل ایمان، اہل علم اور اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔ اختلاف دلیل سے ہوتا ہے، برہان سے ہوتا ہے اختلاف تو قطعی قوت دلیل سے رہتا ہے اور وہ ایک عالم یا ایک سیاسی لیڈر یا ایک دینی راہنما اس کا حق ہے، لیکن ان کی طرف سے کسی ذمہ دار کو کسی بڑے کو ایسی بات کہنا جو ہماری شان کے لائق نہیں اس کی اشاعت سے دکھ اور افسوس ہے اور اس شخص کو ہم اپنا علم کا، دین کا، بدترین بدخواہ اور بدنصیب سمجھتے ہیں جو ذمہ دار لوگوں کے خلاف ایسی لب کشائی کرتے ہیں اور پھر وہ ان باتوں کو ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ میں نے جمعہ کے اس مقدس ماحول میں اس کی وضاحت اس لئے کی تاکہ ایسے دوستوں کو یہ پیغام ملے تو وہ اس بات کے گواہ رہیں اور اعلان کریں کہ اس عاجز نے جمعہ کی گفتگو میں پوری تقریر کے آخر میں اس سے برأت کا اعلان کیا ہے وہ کسی کذاب مفتری اور جھوٹے کا شائع کردہ ہے، اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے کبھی بھی کسی بھی تنظیم کے ذمہ دار کو ناشائستہ اور ناموزون کلمات سے یاد کیا اور نہ یہ ہمارا مزاج ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری زندگی احتیاط اور پرہیز اور بولنے میں لکھنے میں آگے بڑھانے میں خصوصی منہج اعتدال نصیب فرمائے، مجھے یاد ہے حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی اعظم مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر جاری تھی اس وقت کے وزیر اعظم کے خلاف اور بڑے دلائل سے اس کی پالیسیوں کو رد کر رہے تھے اتنے میں ایک آدمی نے ایک نعرہ لگایا جو کہ بہت نامناسب تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کو دیکھا اور کہا کہ تم میرے آدمی نہیں ہو کیونکہ یہ زبان

ہماری نہیں ہے اور پھر فرمایا کہ اس وقت وہ یہاں موجود نہیں ہے اور ان کے بارے میں یہ نعرہ تم نے میرے سامنے لگایا ہے، یہ سمجھ لو کہ یہ گالی تم نے انہیں نہیں بلکہ مجھے دی ہے۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلهم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

یہ ہمارے آباواجداد کے علوم تھے اور ان کا عالی کردار تھا، ہماری کوشش رہتی ہے کہ ہم ان کے دامن کے سائے میں رہیں اور اسی میں احتیاط اور حفاظت ہے۔ اسی میں دین کا فائدہ اور مسلک اور نظریئے کی سربلندی ہے۔ اللہ تعالیٰ منہج اعتدال پر اور حق پر استقامت کا جو اصل شرف ہے اہل دین اور اہل دنیا کو نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۴۷

الحمدلله نحمده ونستعینه ونستغفره ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یهده الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له ونشهد ان سیدنا ونبینا محمداً عبده ورسوله ارسله الله تعالیٰ الیٰ کافة الخلق بین یدی الساعة بشیراً ونذیراً وداعیا الی الله باذنه وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" (آل عمران آیت ۱۶۴)

قال الله تعالیٰ "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا

غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ" (آل عمران آیت ۱۵۹)

وقال تعالی " وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ " (انبیاء آیت ۱۰۷)

وقال اللہ تعالی " لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا" (احزاب آیت ۲۱)

جناب نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارک

رسول یا پیغمبر قیامت تک کے لئے مبعوث ہوتے ہیں اور جن کا زمانہ تا قیامت ہے وہ محمد عربی نبی آخر زمان ﷺ ہیں بخاری اور مسلم کی حدیث میں آپ نے کہا مجھ سے پہلے انبیاء اپنے قوم قبیلے کے ہوتے تھے" وبعثت الی الناس کافة " اور مجھے تو سارے جہانوں کے لئے قیامت تک کے لئے مبعوث فرمایا گیا" يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا " (اعراف آیت ۱۵۸) اے لوگو میں تم سب کے لئے پیغمبر بنا کے بھیجا گیا ہوں اس لئے پیغمبر کا تعلق کسی خاص دن یا خاص ہفتے یا مہینے یا سال سے نہیں ہے، جس طرح پیغمبر کا تعلق کسی خاص زبان یا علاقے تک محدود نہیں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی وجہ سے عربی اور عربی اقوام کو اور اس سرزمین کو فضیلت عطا فرمائی ہے" احبوا العرب لثلاث " عربوں سے تین وجہوں سے محبت کرو" لانی عربی " میں عربی ہوں" والقرآن عربی " اور قرآن بھی عربی میں ہے" وکلام اهل الجنة عربی " (روح المعانی پارہ ۱۲ ص ۵۰۳ سورۂ یوسف ذیل الآیت نمبر ۲) جنت میں بھی عربی بولی جائے گی" من احب العرب فقد احبنی ومن ابغض العرب فقد ابغضنی " جس نے مجھ سے محبت کی اس نے عربوں سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا" حب

العرب ایمان وبغضه نفاق " ان کی محبت سے ایمان ترقی کرتا ہے اور خود مخواہ ان کو نشانہ بنانا اور ان میں عیب جوئیاں کرنا اور ان کا گوشت کھانا اور خون پینا اس سے اندیشہ ہے کہ دل و دماغ میں نفاق اثر انداز نہ ہو جائے، ان تمام باتوں کا تعلق ایک قوم، قبیلے اور علاقے اور زبان سے کسی کی وجہ سے محبت ہے اور یہ ایک فطری چیز ہے۔

قوم اور قبیلے سے محبت اور اس کے حدود

آپ ﷺ نے جب عصبیت کی سخت مذمت کی تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہمیں اپنی قوم اور برادری سے محبت ہوتی ہے آپ ﷺ نے کہا کہ یہ عصبیت نہیں ہے، اپنی قوم، برادری، خاندان، علاقے اور وہاں کے مکینوں سے محبت تو ہونا چاہیے اور فرمایا عصبیت جس کی نفی کے لئے میں مبعوث ہوا ہوں

"ان تعین قومک علی الظلم"

(ابوداؤد ج ۲ ص ۶۹۸، مزید تفصیل الادب المفرد ص ۳۲۴)

ایک شخص سے آپ صرف اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ آپ کے قوم قبیلے کا ہے اور زبان کا ہے اگرچہ پرلے درجے کا ظالم، دہشت گرد، درندہ صفت دو ٹانگی بھیڑیا قاتل وسفاک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح عصبیت کا مرتکب میرا امتی نہیں ہوگا، (حوالہ بالا) اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت نہیں کروں گا نہ ہی وہ جنت جا سکے گا باقی قوم قبیلے علاقے سے محبت یہ ضروری ہے اس پر اسلام میں کوئی پابندی نہیں اسلام اس کا احترام کرتا ہے اسی لئے نکاح کے مسئلے میں فقہاء اور محدثین نے ایک باب قائم کیا ہے باب

الاولیاء ولااتباع؟؟) اس کا حاصل یہی ہے کہ عزیز و اقارب میں گنجائش ہو اور عزیز و اقارب کی لڑکی آپ کے گھر آئے اور آپ کی بچی بہن ان کے گھر جائے آسانی ہوگی۔

کہتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جب سن بلوغ کو پہنچی اور وقت آگیا کہ ان کا عقد اور نکاح ہوجائے تو کئی خاندانوں نے کئی برادریوں نے خاتون جنت کے لئے رشتہ بھیجا تھا لیکن حضرت علی کو آپ ﷺ نے کہا کہ تم رشتہ بھیجو اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رشتہ بھیجا تو آپ ﷺ نے قبول فرمایا

ابوالاسود الدؤلی مشہور شاعر ہے وہ کہتا ہے

یقول الارذلون بنو قشیر
طوال الدهر لا تنسیٰ علیّا

بنوقشیر کے رذیل لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں زمانہ گزر گیا اور علی سے محبت ختم نہیں ہورہی ہے

بنی عم النبی وأقربیه
أحب الناس كلهم الیا

پیغمبر کا چچازاد بھائی ہے اور حمزہ سب ہیں اور داماد ہیں اور مجھے بہت پسند ہے

فان یک حبهم رشدا أصبه
ولست بمخطئ ان كان غيا

اگر یہ میری محبت حدود میں ہو تو میں کامیاب ہوں اور مجھ سے اگر کمی زیادتی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ (کتاب الاغانی ج ۱۲ ص ۳۲۱)

محبت میں اعتدال کی ضرورت ہے

محبتوں میں اعتدال رکھنا بہت مشکل کام ہے، محبت تو بھرا ہوا جام چاہتی ہے جس سے چھلک رہی ہو تین چیزوں میں اعتدال نہیں ہے ایک عمر میں، زندگی میں، ایک شخص کیا یہ کہتا ہے کہ میری عمر نوے (۹۰) سال ہوگئی مجھے اور نہیں چاہیے نہیں نہیں وہ کہے گا کوئی بات نہیں دس سال اور ہوجائے جب ایک سو چار سال کا ہوجائے گا تو پھر کہے گا کہ کوئی بات نہیں ایک سو بیس تک ہوجائے۔

پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ میں ایک شخص سے ملنے گیا اس کی عمر دو سو دس سال تھی اس کو پتہ چلا کہ شیخ عبد القادر ملنے آئے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے تو اس نے حضرت سے کہا کہ میری عمر بہت تھوڑی ہے ذرا دعا فرمائیں کہ تھوڑی اور بڑھ جائے۔

دوسری چیز محبت ہے، محبت کبھی بھی اعتدال میں نہیں رہتی وہ آگے بڑھتی ہے اور عجیب بات ہے کہ جب مزاج سے برعکس ہوجاتی ہے تو دشمنی بن جاتی ہے دیکھو زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے کتنی چالبازیاں لڑیں اور حضرت یوسف کا دامن پھاڑ دیا، الزام لگا دیا، جیل میں بند کرایا صرف حضرت یوسف کا حسن جو تھا وہ سبب بن رہا تھا تمام تکلیفوں کے لئے تفسیر قرطبی میں ہے کہ والد محبت کرتے تھے تو بھائی حسد میں اتر آئے پھوپھی محبت کرتی تھی تو چوری کا الزام لگا دیا، عزیز مصر کی بیوی فریفتہ ہوئی تو جیل میں بند کرایا پیچھے سے قمیص پھاڑ دی اور فرمایا مجھے محبت سے ہمیشہ تکلیفیں پہنچی، محبت میں اعتدال

کہاں ہے۔

تیسری چیز سوال کرنا ہے، بھیک مانگنا، جتنا بھی کوئی مانگے گا مخلوق سے اتنا ہی بھوک بڑھے گی امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں لکھا ہے کہ ایک حاجت جب بندے کے سامنے رکھی جائے تو ستر ہزار دروازے کھل جائیں گے ہر طرف سے سوراخ سوراخ ہوگا اور مخلوق کہاں اتنا کسی کو دے سکتی ہے مخلوق کے پاس کیا رکھا ہے جس کو شعور ہے عقل ہے بصیرت ہے انسانیت کا شرف ہے اس کو سوائے اللہ کے کسی کی ضرورت نہیں ہے، باقی مخلوق تو عاجز ہے آپ جس کو بھی پکڑ لیں اور اس سے پوچھیں کہ زیادہ غمگین کون ہے وہ کہے گا کہ میں ہوں، صدر مملکت، صوبے کا ذمہ دار، ملک کا بڑا، سب کا یہی حال ہے، جس قدر کسی کا منصب دنیا میں بڑا ہوتا ہے اتنا ہی وہ غموں میں ڈوبا رہتا ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک خواہش اور اس کی حکمت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے مجبور کیا خلافت کے لئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بڑی ذمہ داری میرے اوپر نہ ڈالی جاتی تو میں اذان دیتا اور اللہ تعالیٰ مجھے اس کے بدلے خلافت ہی کا اجر دیتے، اذان دینا کیسی عجیب بات ہے، جناب نبی کریم ﷺ کا اس سلسلے میں ارشاد گرامی ہے کہ ایک مؤذن

جو صحیح طرح وقت پر ثواب کی نیت سے اذان دے تو جہاں جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے وہ تمام مخلوقات قیامت کے دن اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دے گی، جن، انس، چرند، پرند، حجر، شجر جتنی بھی کائنات سن رہی ہے ہم اور آپ کہاں گن سکتے ہیں، قیامت کے دن حدیث شریف میں ہے کہ ''شاهت الوجوه'' اس روز سب گردنیں جھک جائیں گی ''وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا'' (طٰہ آیت۱۱۱) لیکن مؤذنین کے بارے میں ہے ''المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیمة'' (سنن ابن ماجہ ص۵۳) ان کی گردنیں سب سے اونچی ہوں گی، حق تعالیٰ ملائک کو کہیں گے انہوں نے میرا نام بلند کرنے کے لئے زور لگایا ہے اس لئے ان کی گردنیں جھکنے نہ دیں۔

اذان کے چند اہم آداب

جب مکہ فتح ہوا ابتداء بہت تکلیف دہ تھی اور غموں کا ماحول تھا، اس موقع پر آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ جو خود معافی مانگ لے وہ معاف ہے، جو گھر کا کواڑ بند کر لے اسے کوئی اندر جا کے نہ مارے وہ معاف ہے، جو اپنی تلوار خود جمع کرا دے وہ معاف ہے، جو ام ہانی کی پناہ میں آیا وہ بھی معاف ہے، جن کو میرے صحابہ نے معافی دی وہ بھی معاف ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کعبہ شریف کے سائے میں پوری دوپہر بیٹھے رہے، جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا کہ کعبہ کی دیوار پہ چڑھ جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ سامنے جو پہاڑ ہے جبل ابی قبیس وہاں چڑھ جاؤ، آپ ﷺ نے کہا اختیار ہے تجھے وہاں

پر چڑھ جاؤیا کعبے کی دیوار پر چڑھ جاؤاور زور سے آذان دو بلال تم نے اس اذان کے لئے بڑی ماریں کھائی ہیں، ایک آنکھ کے جھپکنے میں بلال اوپر تک گئے آپ ﷺ آرام سے تشریف فرما تھے، ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن جیسے ہی اذان شروع ہوئی تو آپ ﷺ اذان کے ادب میں اُٹھ کر بیٹھ گئے، ہمارے لوگ جب سرکاری پریڈ ہوتی ہے یا کسی ملک کا جھنڈا چڑھایا جاتا ہے تو باادب بیٹھتے ہیں ان کی نظر میں اذان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

جب اذان ہوتی ہے تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کھانا کھا رہے ہیں تو رُک جائیں اذان کا جواب تفصیل سے دیں، پانی پی رہے ہیں صبر کرلیں، اب تو یہ آداب صرف کتابوں میں ہی رہ گئے ہیں، کچھ مسائل دبائے گئے ہیں، چھپائے گئے ہیں، ان میں یہ اذان کے آداب کے مسائل بھی ہیں۔

ہمارے ملک میں ایک عجیب ناکارہ دستور ہے کہ اذان شروع ہوجاتی ہے تو لوگ بیت الخلاء میں چلے جاتے ہیں یہ اذان اس کام کے لئے ہے کہ آپ اندر چلے جائیں، پہلے اذان آرام سے سن لیں اب تک قضاءِ حاجت نہیں ہوئی تو اب بھی نہیں ہوگی، اذان سے پہلے چلے جاتے، یہ تو اذان کی بہت بڑی اہانت ہے، نامِ الٰہی سن کے آپ بشری طہارت کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں یہ تو تباہی ہے۔ جب اذان ختم ہوجائے اور اس کا جواب ہوجائے، اس کے بعد جو ضروری شغل ہے، جو جماعت کے لئے مفید ہے وہ کام انجام دیں، اذان کے ساتھ اذان کے کلمات دہرائے جائیں حی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ او ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن'' پڑھئیں۔ فجر کی اذان میں جب الصلوۃ خیر من النوم مؤذن کہے تو آپ جواب میں کہیں'' صدقت

وبررت'' آپ نے بہت صحیح کہا ہے اور نیکی پاگئے ہیں کہ واقعی نماز بہتر ہے نیند کیا چیز ہے،

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

پانچ وقت کی اذان ایک مؤکد عمل

پانچ وقت کی اذان مؤکد ہے، امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ جمع ہوجائیں اور وہ کہیں کہ ایک وقت کی اذان نہیں دیتے آج کل وہ ابوظبی کا جو خلیفہ ہے اس پر کوئی خدا کا قہر نازل ہوا ہے اور اس ظالم نے یہ قانون پاس کیا ہے کہ بس شاہی مسجد میں اذان ہوتی ہے باقی مسجدوں میں آواز آتی ہے مؤذن اذان نہیں دیگا میں نے وہاں کے مولویوں کو کہا کہ تم بھی اس مسجد میں نماز پڑھاتے ہوئے کہتے ہو کہ ہم پیغمبر کے لوگ ہیں تم درہم و دینار کے لئے ٹھہرے ہو، تمہارے لئے تو یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے، آج یہ کہا ہے کل تمہیں کہیں گے کہ تمہاری امامت کی بھی ضرورت نہیں ہے شاہی مسجد میں جماعت ہورہی ہے صفیں بناؤ اور تم امامتی کو ختم کرو، اس طرح کے امور تو ٹیسٹ کے طور پر کیئے جاتے ہیں۔

پیغمبر کے زمانے میں ''وفاء الوفاء'' میں علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے اور شرح ترمذی میں استاذ گرامی قدر حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہی مسجد نبوی کے علاوہ گیارہ مساجد بن چکی تھیں اور سب میں امام مؤذن مقرر تھے اور آج بھی جو حرمین شریفین (زادھم اللہ حفظا وسلاما ورزقنا اللہ حضور فیھما اما للحج والعمرۃ او الزیارۃ) اللہ تعالیٰ وہاں کی مؤحد حاکم حکومت کو پورے

آدمی کو ان پر بھی شبہ ہے کہ ان کی شکلیں مرد کی ہیں لیکن مرد نہیں ہیں اور یہ عورت شکل سے تو عورت ہے لیکن حقیقت میں کوئی اور چیز بنی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر کسی قسم کی کوئی بھی تبلیغ کوئی بھی درس اثر نہیں کرتا صرف اپنے نفس اور اہواء یعنی خواہش کو ہی یہ سب کچھ سمجھتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی تبلیغ

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی اصلاح فرمائے یہ ہدایت کے جو سرچشمے ہیں سب اللہ رب العالمین کے پاس ہیں، حضرت نوح علیہ السلام نے کتنی محنت فرمائی ''سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ '' اللہ فرماتے ہیں نوح علیہ السلام پر قیامت تک سلام ہو اتنے بڑے پیغمبر ہیں'' وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ''' حضرت نوح نے ہمیں آواز دی مدد کے لئے پکارا ''فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ '' ہم کیا زبردست [illegible] دینے والے ہیں'' وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ '' ہم نے ان کو اور ان کے ماننے والوں کو بڑی تکلیف سے بچایا ''وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ '' اور ان کے بیٹوں سے ہم نے دنیا چلائی'' اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (صافات آیت ۷۵ تا ۸۱) ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ '' (شعراء) اور نوح علیہ السلام اپنے زمانے میں واحد پیغمبر تھے ان کی موجودگی میں کوئی اور پیغمبر موجود نہیں تھا، لیکن ان کا بیٹا تھا کنعان وہ سیدھا نہیں ہوا کافر رہا اور طوفان نوح میں ڈوب گیا۔ حضرت نوح کے اس بیٹے کنعان کا ایک بیٹا تھا اس کا نام تھا 'خوش رنگ' وہ مسلمان تھا پوتا مسلمان ہے اور بیٹا جو نبی کی پشت سے تھا وہ کافر اس کے لئے اللہ تعالیٰ

نے کہا کہ'' اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ '' اس کو آج کے بعد بیٹا نہ کہیں یہ نااہل ہے'' اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ '' (ھود آیت ۴۶) اس کے اعمال گندے ہیں آپ کی شان کے لائق نہیں ہے تو ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت نوح کے اسی پوتے خوش رنگ یا خوشنگ کے پھر دو بیٹے ہوئے ہیں ایک کا نام 'ہند' تھا اور دوسرے کا 'سندھ' ہے۔ سندھ کے پھر تقریباً ساٹھ بیٹے ہیں ان میں 'ملتان' ہے 'دیبل' ہے اور 'زابل' ہے 'کابل' ہے 'کاشغر' ہے 'پشاور' سب اسی سندھ کے بیٹے ہیں اس کے آگے ہند ہے، یہ سب تاریخی باتیں ہیں، ہمارے زمانے کے لوگ تاریخ سے کم واقف ہوئے ہیں، ان کو تاریخ دنیا سے تاریخ عالم سے کوئی دلچسپی نہیں رہی کوئی نئی بات ان کو بتائی جائے تو یہ بالکل حیران و پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ کیا بات ہوگئی۔

علم کے لئے انتہاء تک جانا ضروری ہے

میرے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا آپ کے پاس ہندوستان کی کونسی تاریخ ہے میں نے کہا مختصر تاریخ ''تاریخ فرشتہ'' ہے تو اس نے کہا تفصیلی کونسی ہے میں نے کہا'' گلزارستان فی تاریخ ہندوستان'' اس نے کہا کہ کتنی جلدوں میں ہے میں نے کہا چھبیس جلدوں میں، کہا کتنے کی آئے گی میرے سامنے اتفاق سے دو لاکھ روپے رکھے تھے میں نے کہا یہ رکھ لیں اور کہیں سے لے آئیں، علم، مکمل علم اس کے لئے بھی طویل و عریض دولت درکار ہے لیکن یہ ان کے لئے جن کو طلب ہو ورنہ ایسا کوئی اینٹ ڈالے اور گھر میں ڈالے تو فائدہ کیا ہے زندگی کا رخ تبدیل ہو گیا، میں ابھی دبئی گیا تھا آپ یہ سن کر حیرت کریں گے

کہ دبئی میں، ابوظہبی میں شارجہ میں کوئی دینی کتب خانہ نہیں ہے، یہ بھی خود کو اسلامی ملک کہتے ہیں، اگر شرم کسی بازار میں بکتی تو ان کے لئے خرید کر بھیج دیتے۔

دبئی، ابوظہبی اور شارجہ کا تو یہ حال ہے کہ وہاں پر لوگ جو سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں سب کے سب انگریز، ننگی عورتوں کے ساتھ گھومتے پھرتے ہیں ان کو پیسے دیں گے صرف تھوڑے پیسوں کے لئے اپنا اسلامی تشخص کھو دیا، اس پیسے کا کرو گے کیا؟ کوئی اس ظالم انسان سے یہ پوچھے کہ اس دنیا میں کب تک رہو گے آخر کار جانا تو اسی چھوٹی قبر میں ہے جہاں تیرے سوا کوئی نہ ہوگا۔

جائے گا جب یہاں سے کچھ بھی نہ پاس ہوگا
چند گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا

یہ تو ان لوگوں کو زیب دیتا ہے جو آخرت کے منکر ہو چکے ہیں، ان کا خیال ہے کہ بس یہی ہماری زندگی ہے خود ہم پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں جو آخرت پر یقین کرتا ہے وہ اس دنیا پر کبھی بھی پورا سہارا نہیں کرتا وہ صبح اور شام اسی انتظار میں ہوتا ہے کہ کب خدا تعالیٰ کا امر آئے گا اور مجھ میں ایمان ہوگا اللہ مجھے یہاں سے بہتر زندگی عطا کرے گا۔

اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے

اللہ تعالیٰ پیغمبر کو کہتا ہے "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" (ضحیٰ آیت ۴) کہ اس دنیا کی زندگی سے بہت بہتر آخرت ہے۔ "وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى" (اعلیٰ آیت ۱۷) آخرت بہتر ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ پیغمبر سے بڑھ کر کسی کی زندگی

نہیں ہو سکتی پوری دنیا کے لئے نمونہ عمل پیغمبر کی زندگی ہے" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ " "بہترین نمونہ پیغمبر کی سیرت و صورت میں ہے" لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ "جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو" وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا " (احزاب آیت ۲۱) " فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ " (آل عمران آیت ۱۵۹) اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانیوں میں سے نبی کریم ﷺ کا رحیم کریم ہونا ہے" وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ " (انبیاء آیت ۱۰۷) ہم نے خالص رحمتوں کا پیکر بنا کر رحمتوں کا گنجینہ اور خزینہ بنا کر مبعوث کیا ہے کائنات کے لئے" لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ "اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے مسلمانوں پر" اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ "جب پیغمبر انہی میں سے مبعوث فرمایا انسان بشر عبداللہ اور آمنہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا عربی النسل قرشی ہاشمی خاندانی تاریخ حسب نسب سب کچھ معلوم واضح کھلی کتاب کی طرح" يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ "جو قرآن کے احکامات اللہ تعالیٰ کی وحی کی روشنی میں امت کے سامنے پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں" وَيُزَكِّيْهِمْ "اور اس طرح لوگوں کو غلطیوں سے اور گناہوں سے دنیا کی لالچ و حرص سے آخرت کے انکار سے پاک کرتے ہیں،" وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ " (آل عمران آیت ۱۶۴) اور قرآن و سنت کی تعلیم دیتے ہیں حکمت سنت کے لئے بھی آیا ہے۔ قرآن شریف میں حکمت فقہ کے لئے بھی ہے "يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا " (بقرہ آیت ۲۶۹) قال ابن عباس هي الفقه عبداللہ ابن عباس صحابہ میں قرآن کے سب سے

بڑے ماہر ہیں وہ فرماتے ہیں اس جگہ حکمت سے مراد فقہ ہے اصل علم جو قرآن کریم کا، اس کے احکامات کا عمل میں لانا ضروری ہے اور جو لوگوں کی زندگی ہے وہ نبی کی زندگی کے مطابق ہونی چاہیے اس کو اصل میں فقہ کہتے ہیں، فقہ کے معنی ہیں قرآن وسنت کا وہ حصہ جو کہ قابل عمل ہو۔

فقہ قرآن وسنت کا نچوڑ ہے

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے فرعون کے ساتھ مقابلہ ہے یہ مقصود نہیں ہے، اس کا اصل مقصود حق پر ڈٹنا اور باطل سے نہ ڈرنا ہے، یہ مقصود ہے یہ فقہ ہے فقہ الآیۃ، فقہ القصص اس کو کہتے ہیں۔

فقہ اور اس کے جاننے والے فقہاء حقیقت میں دین کا اصل سرمایہ ہیں، باقی محدثین اور مفسرین یہ اس کے اطفال ہیں یہ رجال ہیں اور وہ ان کے اطفال ہیں وہ بحور ہیں یہ ان کے سامنے رشاش ہیں قطرات ذرات ہیں۔

''فقیہ (ای واحد) اشد علی الشیطان من الف عابد'' (ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۳)

ایک فقہ کا ماہر عالم شیطان کے مقابلے میں اتنا مضبوط رہتا ہے کہ اتنا ایک ہزار عبادت گزار نہیں ٹھہر سکتے عبادت گزاروں کا یہ حال ہے۔ ایک مولوی صاحب مجھے ابوظہبی میں کہتا ہے اذان ہوتی ہے لیکن ایک جگہ ہوتی ہے میں نے کہا ایسا مت کہو غلط بیانی نہ کرو کہو اذان نہیں ہوتی اذان کی آواز آتی ہے اگر ہماری اس مسجد کی آواز کہیں اور جانے لگے تو کیا وہاں اذان ختم کی جائے گی؟ فقہ سے بے بہرہ لوگ علوم سے بے خبر لوگ تمام وہی مسائل

کمزور آگے بڑھاتے ہیں۔ پیغمبر نے اس لئے کہا ''من یرد اللہ بہ خیرا '' جس کے ساتھ اللہ بہترین ارادہ فرمائے اور بہت بہتری دینا چاہے ''یفقھہ فی الدین'' (بخاری ج ۱ ص ۱۶) اس کو دین کی فقہ دے دیتا ہے '' ومن یرد بہ شرا '' اور جس کو تباہ کرنا چاہے ''یعطیہ مالا '' اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ مال دیتا ہے اتنا مال کے اس سے سنبھلتا نہیں ہے، اعتدال نہیں رہتا، آداب نہیں ہوتے، حلال وحرام کا فرق نہیں رہتا، مال اس کے بغیر بڑھتا ہی نہیں ہے، مال میں جب آپ نے احتیاط شروع کرلی، حلال وحرام شروع کردیا کئی قسم کی آزمائشیں آجائیں گی یہ دیکھنے کے لئے کہ ایمان ہے یا نہیں۔

اسلامی بینک، اسلام کے نام پر بہت بڑا دھوکہ

ایک تو فیشن کے طور پر ہے کہ میں نے بینک چھوڑ دیا، بڑی اچھی بات ہے، پھر یہ اسلامی بینکاری میں چلا گیا، کیا زبردست بات ہے، کیا بینک بھی کبھی اسلامی ہوتا ہے، پھر تو پاخانہ بھی پاک ہوجائے گا، بینک تو سود کا گنجینہ ہے بینک تو عالمی سود خوروں کا مجموعہ ہے بینک کبھی بھی اسلامی نہیں ہوسکتا الا یہ کہ آپ ایسا بینک بنائیں جس میں آپ کی اپنی مضاربت ہو مشارکت ہو یہ تو اصول ہی ناموں کے نیچے لکھا ہے مضاربہ ومشارکہ صرف لوگوں کے مال بٹورنے کے لئے ہے حقیقت یہ ہے کہ پورے عالم میں مسلمانوں کی بے ہمتی کی وجہ سے ایک جگہ بھی اسلامی بینک نہیں ہے، خالص مکر دھوکہ غلط بیانی ہے، زیادہ لائق سمجھدار علماء کا کہنا یہ ہے کہ اس سے پہلے والے بینک بہتر ہیں، کیونکہ ان میں لوگ گناہ سمجھ کے جاتے تھے، لیکن ان اسلامی بینکوں میں تو لوگ ثواب سمجھ کے جاتے ہیں، تو جب کسی گناہ

یا بدعت اور حرام کام کو ثواب سمجھ کر کیا جائے گا تو اس سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، اس سے تو کوئی کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔ اس کے برعکس گناہ کے مقامات پر جاتے ہوئے مؤمن شرماتا ہے کہ سب سے بڑی حرمت سود کی ہے اور میں مجبوراً بینک سے سود لے رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہمارا یہ گناہ معاف فرمائے، لیکن اس کو اسلامی بینک کہنا۔ سعودی عرب میں علماء نے فہد کو کہا کہ یہاں لکھا ہوا ہے جگہ جگہ اسلامی فیصل بینک اسلام کدھر ہے اسلام ہٹا دیا صرف فیصل بینک اب پورے بلاد عرب میں کہیں بھی اسلامی کا لفظ نہیں ہے سب ہٹا دیئے گئے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس میں کچھ بھی اسلام کا نہیں ہے۔ اسلام کے ذریعہ بلاوجہ مال بڑھتا ہے وہی لوگ ڈونر بنے ہوئے ہیں پیسے جمع کرتے ہیں اور ادھر سے چھ فی صد اور ساڑھے چھ فی صد سود لگتا ہے دو ڈھائی فی صد ان کو دیتے ہیں باقی تلبیس کرنے والے وہ بانٹتے ہیں کہ یہ اسلامی بینک ہے۔ اللہ تعالیٰ سچا اسلامی نظام نافذ فرمائے اور اسلامی احکامات کو مکمل طور پر نافذ فرمائے۔

تو پھر یہ تماشے نہیں ہوں گے جواب ہم دیکھ رہے ہیں، ملک نے دارالخلافے کو یرغمال بنا لیا ہے، اسلام آباد میں تماشا ہو رہا ہے، اپنی طرف سے داڑھی جتنی بنے کاٹتا چلا جا رہا ہے کاٹتا چلا جا رہا ہے، شیخ الاسلام، شیخ الاسلام! لوگ نعرہ لگا رہے ہیں، ایک بکرے کی بہت بڑی بڑی داڑھی تھی اچانک کسی نے کاٹ دی تو اس کو کسی نے کہا کہ شیخ الاسلام بنا دیا کر دیا۔

یہ اسلامی القابات، اسلامی عہدے، اسلامی اعزازات ان کا بر سر عام مذاق اڑاتا ہے، حالانکہ داڑھی محترم اور اسلامی شعار میں سے ہے، تمام انبیاء اور مرسلین داڑھیوں

والے تھے انبیاء اور مرسلین کے تمام جانشین ہر دور اور ہر زمانے میں بہترین اور خوبصورت داڑھیوں والے تھے آدمی جنہیں خوف خدا حاصل ہے اور اپنے پیغمبر کو قاعد الخیر کلہ اور قیامت کے دن شافع اور مشفع مانتے ہیں ان کے لئے داڑھی رکھنا آسان ہو چکا ہے، اور جو اس سے دور ہیں وہ داڑھی کو بھی فیشن کی نظر کر چکے ہیں،

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الااللہ

اسلامی شعائر کی عزت میں ہی انسان کی عزت ہے

ایسے واقعات ہیں کہ میں بیان کروں تو آپ لوگ حیران ہو جائیں گے کہ بچوں میں، نوجوانوں میں، کالج کے اسٹوڈنٹس نے، یونیورسٹیز میں کیسے کیسے مضبوط عزم کے ہمارے بچے آگے بڑھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کوئی آئے اور ہماری داڑھی منڈا کے دکھائے، تعلیم چھوڑ دیں گے انجینئرنگ اور ڈاکٹری نہیں چاہیے میں نے کہا ایشیاء کے بڑے بڑے ڈاکٹر الحمد للہ ان کی بڑی بڑی داڑھیاں ہیں، کرتہ شلوار میں مزین سر جھکے ہوئے ہیں۔ ہمت آپ پیدا کریں پھر اللہ کی مدد دیکھیں، ہمارے ایک ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ میں امریکہ میں ڈاکٹروں کی میٹنگ میں شریک ہوا انہوں نے کہا پینٹ پتلون اور ٹائی ہونا چاہیے، میں نے کہا سر پہ ٹوپی ہوگی اور کرتہ شلوار یہ میرا مذہبی لباس ہے اور میں نے اس میٹنگ کا بائیکاٹ کیا، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ میٹنگ ہی ڈس مس ہوگئی۔ ساری میٹنگ ان پر ہی منحصر تھی، انہوں نے کہا کہ میں نے پھر یہ شرط لگائی کہ یہ جتنے غیر مسلم ڈاکٹر ہیں یہ

بھی کرتہ شلوار سلوالیں اور سروں پہ ٹوپیاں رکھیں تب میٹنگ ہوگی، وہاں کے ہیڈ نے مجھے کہا کہ رہنے دو یہ غیر مسلم ہیں میں نے کہا نہیں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں اس لباس اور اس داڑھی میں کتنی قوت ہے۔

اللہ رب العالمین سچائی نصیب فرمائے صداقت وطہارت نصیب فرمائے، پیغمبر ﷺ جو تشریف لائے اللہ فرماتے ہیں میں نے زبردست احسان کیا کہ تمہی میں سے ایک بشر انسان بنی نوع آدم کا ایک فردِ فرید کامل و اکمل محمد رسول اللہ ﷺ کو نبوت اور رسالت سے مالا مال کیا، آپ ﷺ کی زندگی آپ ﷺ کی وفات، آپ ﷺ کی حیات، آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کی صورت رحمتوں سے لبریز ہے ہر ادا میں اللہ کی رضا ہے اور خوشنودی ہے ہر قدم پر اجر وثواب کی پونجیاں ہیں، اللہ جل جلالہ عم نوالہ مسلمانوں کو قدردانی اور شکرانے بجالانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۷۵

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم — بسْمِ اللہ الرحمٰن الرحیم

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" (آل عمران آیت ۱۹)

"اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" (بقرہ آیت ۱۳۲)

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" (آل عمران آیت ۱۰۲)

واخرج احمد رحمه الله فی مسنده و کثیر من المحدثین الثقات فی جوامعهم ومسانید هم عن سلمان الفارسی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ "من مات علی دین عیسی علیه السلام قبل ان یسمع بی فهو علی خیر ومن سمع ولم یؤمن بی فقد هلک"

(روح المعانی ج ۱ص ۳۷۹، ابن کثیر ج ۳ص ۱۱۱)

اللهم صل وسلم علی عبدک و نبیک و رسولک محمد احمد وعلی اٰله و اصحابه و بارک و صل وسلم علیه

هو الحبیب الذی ترجع شفاعته
لکل هول من الاحوال مقتحم
فمبلغ العلم فیه انه بشر
و انه خیر خلق الله کلهم
وکل ای اتی الرسل الکرام بها
فانما اتصلت من نوره بهم
مولای صل و سلم دائما تتری
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے

اللہ تعالیٰ نے بڑے مختصر وقت کے لئے اس دنیا کو آباد کیا اور اس آبادی کا غرض اور مقصد یہاں کے مکینوں سے جس کے بڑے صنف دو ہیں جن اور انس، ان سے اپنی

عبادت کرانی ہے

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" (ذاریات آیت ۵۶)

جیسے ایک بہت بڑی عمارت تعمیر کرائی جائے اور اس میں ہر طرح کی نہریں چشمے پھول پھل اور مخلوقات آباد ہوں عمارت جس کے حکم پر بنی ہے وہ صرف یہ کہے کہ میں نے تمہیں اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے اپنے رب، خالق کو جاننے کے لئے یہ عمارت دکھائی اور کسی دن بھی میں اس کو ڈھا دوں گا، گرا دوں گا دنیا کی مثال ایسی ہے، شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ نے جن کے بارے میں مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فریدالدین عطار تو ولایت کے ساتوں کوچوں کے بادشاہ ہیں اور میں ان میں سے ایک کوچے میں سرگردان پھر رہا ہوں شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں

اوست سلطان ہر کہ خواہد آں کند
عالمے را در دمے ویراں کند

وہ مالک الملک زمین وآسمان کے پیدا کرنے والا وہ اتنا بڑا سلطان ہے کہ اس کا اختیار ہے جو چاہے کرلے سارے عالم کو ایک لمحے میں تہہ وبالا کرسکتا ہے

"وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ" (نحل آیت ۷۷)

قیامت کا قائم کرنا میری قدرت کے سامنے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی کم وقت میں ہے

"اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا" (معارج آیت ۶،۷)

یہ سمجھ رہے ہیں کہ قیامت بہت دور ہیں وہ بالکل نزدیک ہے

"اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ" (انبیاء)

لوگوں کے ساتھ حساب وکتاب کی گھڑی سر پر آگئی اور وہ ابھی تک غفلت میں سرگرداں ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس کو اور شان سے بیان کیا ہے

ہر دم از عمر می رود نفسے
چوں نگاہ می کنم نماند بسے

ہر سانس کے ساتھ زندگی کی ایک سانس کم ہو رہی ہے جتنی سانسیں مقرر ہیں ان میں سے جتنی دیر سے یہ باتیں شروع ہیں اور ہم سانس لے رہے ہیں اتنی کم ہو گئیں فرمایا یوں میں نے حساب لگایا تو کچھ بھی باقی نہیں رہا

اے کہ پنجاہ رفت در خوابے
مگر ایں پنج روز دریابے

اے وہ غافل انسان جس کے پچاس سال غفلت میں گزر گئے یہ پانچ منٹ پانچ گھنٹے پانچ دن پانچ سال پانچ لمحے غنیمت جانو، دنیا کہاں پوری ہوتی ہے اور دنیا سے کون سیر ہو سکتا ہے

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت
رفت و منزل بدیگرے پرداخت

جو یہاں آیا اس نے ایک عمارت کی بنیاد رکھی، خود جانے لگا اس کو دوسرے کے حوالہ کر کے

واں دگر پختہ ہمچنیں ہوسے
ایں عمارت بسر نبرد کسے

وہ دوسرا پہلے سے بھی زیادہ سرگرم رہا لیکن پھر بھی ادھوری رہ گئی،

دنیا کی یہ عمارت کبھی بھی کسی سے پوری نہیں ہوئی ہے۔

سب سے پہلے اپنے عیال کو عبادت کی تاکید ضروری ہے

اس لئے شریعت مقدسہ میں قانون ذکر کیا "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" (طٰہٰ آیت ۱۳۲) اپنے ماننے والوں کو دین کی پابندی کرائیں جس کا سب سے بڑا رکن نماز ہے اپنے ماننے والوں کو نماز کا کہا کریں "وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" اس پر جم کے رہیں، جم کے رہنے کے دو مطلب ہیں کہ خود بھی پڑھ کر دکھائیں اور بڑی استقامت دکھائیں اور جم کر رہنے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ کہنا کافی نہیں ہے ہمیشہ کہتے رہا کریں جب تک کہنے کی ضرورت ہے تو کہا کریں اور یہ کبھی نہ سوچیں کہ کہنے کا فائدہ نہیں یہ قرآن کے خلاف ہے قرآن کہتا ہے "وَذَكِّرْ" آپ ضرور سمجھایا کریں "وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (ذاریات آیت ۵۵) سمجھانے سے مسلمانوں کو ضرور فائدہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ یہود اور نصاری جب کافر ہو رہے تھے تو اس سے پہلے ان پر یہ بلا آگئی تھی کہ وہ نصیحت نہیں سمجھتے تھے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی تعلیمات کو نظر انداز کرتے تھے، وحی کے زریں اقوال کو ٹھکرا دیتے تھے اور قسم قسم کی بے اعتنائیاں اور لاپرواہیاں برتتے تھے "وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ" جس وقت بھول بیٹھے نظر انداز کر نے لگے ان نصیحتوں کو جو ان کو کی گئی تھیں "اخذناھم" پھر ہم نے ان کو پکڑا۔

"وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ" (مائدہ آیت ۱۳) یہی وجہ تھی جب پیغمبرانہ اخلاق جلیل القدر تعلیمات وحی کی برکات اٹل اور دوٹوک قسم کی ہدایات ہر طرح مکمل ہو گئی

اور ایک قوم ٹس سے مس نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ '' اب مہریں لگا دیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر ''وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ '' اور آنکھوں پر پردے ڈال دئے ''وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ '' (بقرہ آیت ۷) اور ان کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہوگا، مسلمان کا فرض ہے کہ دوسرے مسلمان کی عاقبت کی فکر کرے ''وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ '' اپنے لوگوں کو نماز کا کہا کریں، استاد شاگرد پر نظر رکھے، باپ بیٹے کا خیال رکھے، ماں بیٹی کی نگرانی کرے، افسر صاحب اپنے ماتحتوں کی نماز کے لئے بھی حاضری لیں جس طرح ان کی دیگر کاموں میں حاضری لیتے ہیں ''وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ '' اپنے ماننے والوں اور ماتحتوں کو کہا کریں ''وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا '' اور جم کے رہیں اور اس کو مضبوطی سے تاکید کرتے رہا کریں ''وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا '' کسی بھی کام کا اہم رکن یہ ہوتا ہے کہ اس کو پہلے خود عمل میں لائیں یعنی خود کرنا خود کرنے سے دل جلدی متاثر ہوتا ہے اور خود عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد فرماتے ہیں۔

تواضع اور انکساری کمال کو پہنچنے کی علامت ہے

امام العصر المحدث الکبیر الفقیہ علی الاطلاق حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ آخر عمر میں بیمار تھے اور بستر پر لیٹے رہتے تھے اگر کوئی شخص آ جاتا تھا حضرت سے دم کروانے کے لئے یا تعویذ لینے کے لئے تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنے شاگردوں سے کہہ دیتے کہ تم لکھ دو، دم کر دو استاد گرامی قدر حضرت مولانا ادریس صاحب

میرٹھی رحمہ اللہ آخری لمحوں میں ساتھ تھے تو ایک دن حضرت شاہ صاحب سے کہا کہ حضرت جی لوگ آپ سے دم کرانے آتے ہیں ہم کون ہیں اور ہمیں کون گھاس ڈالے گا، حضرت شاہ صاحب رونے لگے اور فرمایا آج کل میری نماز بستر پر ہو رہی ہے نیچے نہیں اتر سکتا اور اعمال جب کم ہو جاتے ہیں تو ان کی وجاہت بھی کم ہو جاتی ہے آپ کھڑے ہو کر باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں آپ کے اعمال کا وزن اور طاقت زیادہ ہے۔

فروتنیست دلیل رسیدگان کمال
کہ چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود

جو لوگ کمال کو پہنچ چکے ہوتے ہیں ان میں تواضع بہت زیادہ ہوتی ہے، شاہسوار جب منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے تو گھوڑے سے اتر جاتا ہے۔

وہ نیچے اس لئے اتر جاتے ہیں کہ مقصود کو پہنچ چکے ہوتے ہیں، بخاری شریف میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے جب آپ زخمی تھے تو اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ میری بڑی آرزو اور خواہش ہے کہ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں دفن ہو جاؤں مگر وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا کمرہ ہے اور ان کی اجازت ضروری ہے اور بیٹے کو کہا کہ آپ جا کے ام المؤمنین کو سلام کہیں اور اس کے بعد میری خواہش ظاہر کریں ''ولا تقل امیر المؤمنین '' اور ان کو یہ نہ کہیں کہ امیر المؤمنین نے کہا ہے آج میں زخمی ہوں مسلمانوں کا کوئی کام نہیں کر سکتا کس بات کا امیر المؤمنین ہوں ''فانی لست الیوم للمؤمنین امیر '' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تواضع اور عبدیت کی شان ذرا دیکھیں۔ (بخاری شریف ج۱ ص۵۲۴)

انسان کی زندگی کا اصل مقصود

اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے اور احسانات میں سے ہے کہ انسان کو اس کی زندگی کا مقصد پتہ چلے کہ انہیں اس دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے، اس سے پریشانیاں کم ہوجائیں گی، مشکلات سے گھبرائے گا نہیں، ہر کام کے پیچھے دیوانہ اور سرگرداں نہیں ہوگا کیونکہ اس کے سامنے اس کا مقصد تو بالکل واضح ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی شناسائی اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت اور اس کو پہچاننا ہے اور اس کا اصل طریق عبادت ہے ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' (ذاریات آیت ۵۶) اور عبادت کا ایک بڑا عنصر، رکن نماز ہے جس کے لئے طہارت شرط ہے اور طہارت بھی اس طرح شرط ہے کہ خود بھی آدمی پاک رہے، کپڑا بھی پاک رکھے، جگہ بھی پاک رکھے تو جب آدمی کپڑا بھی پاک ڈھونڈتا ہے تو معاملات بھی صاف رکھے گا جب پانی بھی پاک ڈھونڈ رہا ہے تو حلال اور حرام کا بھی فرق کرے گا اور وہ جب جگہ بھی پاک ڈھونڈ رہا ہے تو یہ سمجھ لے گا کہ کبھی میرے لئے کسی کا گھر چھیننا چھوٹی بڑی چیز پر قبضہ جمانا یہ جائز نہیں ہے، علماء لکھتے ہیں جس نے کسی کی کوئی چیز قبضہ کی اور جب تک اس کو واپس نہیں کیا اور اسے معاف نہیں کرایا اس وقت تک نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل قبول ہوگی اور قرآن کریم میں یہ سزا کافر کو دی گئی ہے کہ ''حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ'' (آل عمران آیت ۲۲) وہ عمل کریں گے نتیجہ کچھ نہیں ہوگا ''عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ'' (غاشیہ آیت ۳) سوائے تھکاوٹ کے کچھ حاصل نہیں ہوگا مومن کے اعمال کا تو بڑا احترام ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح ظلم اور زیادتی کرنے والوں کا ایمان بھی خطرے میں

ہے کہ انجام کے اعتبار سے عاقبت کے اعتبار سے کہیں وہ غیر مسلم نہ ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے ''ولا ینتحم النحبة'' جب وہ لوگوں کا مال چھیننے لگتا ہے ظلم کرنے لگتا ہے اور لوگ دیکھتے رہ جاتے ہیں اس وقت ایمان نکل جاتا ہے اور سر کے اوپر چھتری کی طرح کھڑا رہتا ہے اگر اس نے توبہ کی صدق دل سے تو واپس آجائے گا، توبہ شریعت کے اندر کان پکڑ کے توبہ توبہ سے نہیں ہوتا ''قطب الارشاد'' میں ہے کہ یہ کذابین کی توبہ ہے کہ زبان سے توبہ کر رہے ہیں اور دل اسی طرح گدلا ہے اعمال گندے ہیں، ہر عمل کی توبہ اس کی مناسبت سے ہے بے نمازی کی توبہ نماز پڑھنے سے ہے، زکوۃ چور کی توبہ زکوۃ کی ادائیگی سے ہے، روزہ خور کی توبہ روزے کی ادائیگی کو مضبوطی سے پورے کرنے سے ہے، حج نہ کرنے کا جرم اور گناہ اور اس کی توبہ حج بروقت اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ادا کرنے سے۔ توبہ ہوجائے گی کسی بھی بدفعلی اور بدعملی سے توبہ اس وقت ہے جب وہ گناہ ترک کردیا جائے، امام غزالی رحمہ اللہ اور دیگر بزرگوں نے لکھا ہے کہ توبہ کے چند ارکان ہیں مثلاً ''ان یلقع عن المعصية'' اس گناہ کو فوراً ترک کردیا جائے ''ان یندم علیٰ فعلها'' گزرے ہوئے پر افسوس ندامت شرمندگی استغفار کی جائے ''ان یعزم عزما جازما ان ال یعود الی مثلها ابدا'' آئندہ نہ کرنے کا عزم مصمم کیا جائے۔

(شرح مسلم امام نووی ج ۱۷ ص ۲۵ تفسیر روح المعانی جز ۲۸ ص ۴۸۸)

سچی توبہ اعمال کی قبولیت کی دلیل ہے

عمل میں گرفتار ہے اور توبہ کر رہا ہے اس کی مثال ایسی ہے جس طرح کپڑے کے

اندر آپ نے انسانی غلاظت ڈالی ہوئی ہے کپڑے کے اندر نجاست بند ہے اور آپ اوپر سے پانی سرف گرم پانی صابن سب رگڑ رہے ہیں یہ بچوں کی حرکتیں ہیں نازیبا حرکتیں، کوئی بھی شخص جو رزق کھاتا ہے گھاس نہیں کھاتا وہ کہے گا اس تکلف کی حاجت نہیں نجاست پہلے ہٹاؤ پھر صرف پانی تین دفعہ اوپر چھوڑو اور ہر دفعہ نچوڑ لو کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر نجاست رکھی ہوئی ہے تو صبح سے شام تک اور ایک ہفتے اور مہینے تک آپ اس پر نہر بہائے جب تک کہ وہ نجاست ہٹی نہیں ہے اس وقت تک وہ جگہ پاک نہیں ہوگی وہ کپڑا پاک نہیں ہوگا اسی طرح جب تک اس گناہ کو چھوڑ نہ دے اس وقت تک توبہ نہیں ہو سکتی ہے اس لئے دو طرح کی توبہ ہے، ایک توبہ ایسی ہے تائب پر رد ہو جاتی ہے" وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ "(نساء آیت ۱۷) قرآن کریم نے کہا یہ کوئی توبہ ہے ہی نہیں اور دوسری توبہ" اِنَّمَا التَّوْبَةُ "(نساء آیت ۱۸) بے شک سچی توبہ ان لوگوں کی ہے جنہوں نے نادانی میں عمل کیا جیسے ہی انہیں پتہ چلا فوراً اس سے باز آگئے، صلاۃ کا ذکر اس لئے ہوا کہ نماز کے ذریعے امت کو زندہ رکھا جا رہا ہے اس نماز کے ذریعے امت زندہ ہے، جن امتوں میں نمازیں نہیں تھیں ان کا وجود ختم ہو گیا۔ ہندو سے پتہ کریں کہ آپ کا مذہب کیا ہے وہ کہے گا گائے کا پیشاب پیو، مندر کا سجدہ کرو اور مردے کو جلاؤ بس ختم ہو گیا، پھر خدا سے دشمنی کے مظاہرے دیکھو کہ اپنے ہاتھ کے تراشیدہ بت کا سجدہ کرتے ہیں اور دنیا کے سارے کافروں کو مرنے کے بعد آگ کی سزا ہوگی، ہندو اور سکھوں کو یہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہے، ان کی لاش کو ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب جلا دیتے ہیں یہ دو قسم کے ہو گئے ایک وہ جنہیں مرنے کے بعد اس عالم میں آگ میں جلایا جائے گا اور دوسرا وہ کہ جن کی لاشوں کو روح نکلنے

کے ساتھ ہی اس دنیا میں آگ میں جلایا جاتا ہے اور ایک تیسری قسم ہے وہ ان سے بھی بڑھ کر ہے، وہ زندہ تابندہ اپنے ہاتھ سے خود آتشی ماتم کرتے ہیں آگ میں چلے جاتے ہیں زندہ ابھی روح نکلی نہیں ہے اور شروع ہو گیا آگ میں جانا اور آگ سے کھیلنا اور آگ سے اپنے آپ کو جلانا یہ ان کے بداعمالی کی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں انہی کے ہاتھوں سے دے رہا ہے۔

حکومت کی نااہلی اور نام نہاد مولویوں کی چاپلوسی

کتنی عجیب بات ہے کہ ایک طرف حکومت کا یہ کہنا ہے اور حکومت نواز مولوی دربار اکبری کے ارکان اکبر کو الہ اور پیغمبر بنانے والوں کی نسل اور اولاد یہی ان کے بڑوں نے اکبر کو کہا تھا تو خدا بھی ہے تو رسول بھی ہے تو ابوحنیفہ اور شافعی سے بڑھ کر ہے جو آپ کہیں وہ شریعت جس سے آپ ناراض ہو وہ شریعت نہیں ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسجد کا جو لاؤڈ سپیکر ہے اس کی آواز مسجد میں ہی رہنا چاہیے باہر نہ جائے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ کربلائی اور ماتمیوں نے ان کے گھروں کے سامنے لاؤڈ سپیکر لگائے ہیں لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کی وہ جگہ ہے کہاں؟ رخ کا پتہ بھی نہیں ہوتا، اس وقت یہ فتویٰ دینے والا کہاں ہیں یہ اکبر بادشاہ کے دربار کے راشن خور اور یہ اکبر بادشاہ کو ایمان سے محروم کرنے والے کاسہ لیس کی نسل، اسلام آبادی جعلی ایمان والے اس وقت یہ کلمہ کیوں نہیں پڑھتے کہ اسلامی شریعت کے مطابق آواز محدود ہو لیکن حق کی آواز جاری اور ساری رہے باطل کی آواز محدود ہو، یہ جو اسلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی آواز دور تک نہ جائے ان سے

ہمیں اور خطرہ لگ رہا ہے کیونکہ وہ لوگ جب اپنی آواز ہر جگہ نشر کرتے ہیں اس وقت یہ اسے روک نہیں سکتے ہیں بلکہ روکنے کا ایک جملہ بھی کسی اخبار و رسالہ میں کوئی دکھا دے نہیں ہوسکتا، جو لوگ حق کا مقابلہ کرتے ہیں وہ باطل کے سامنے ہمیشہ خاموش رہتے ہیں اور جو حق پر ڈٹے رہتے ہیں وہ ہر آن ہر گھڑی ہر فضا ہر موسم میں باطل کے سر پر ہتھوڑا مارنے والے ہوتے ہیں۔ یہ دو میدان علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کے افراد اللہ نے علیحدہ علیحدہ فرمائے ہیں، شیخ سعدی رحمہ اللہ نے گلستان میں ایک عجیب مثال دی ہے،

شیخ سعدی کو فارسیان کہتے ہیں کہ ''شیخ سعدی استاد فن است'' وہ عقل کا بادشاہ ہے یہ مقام نہ مولانا روم کو حاصل ہے نہ حافظ شیرازی کو نہ کسی اور کو صرف شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو حاصل ہے، تو انہوں نے ایک جگہ مثال دی ہے بڑی عجیب! انہوں نے لکھا ہے کہ میں ایک شہر میں گیا کہ جہاں پتھر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور بھونکنے والے کتوں کو کھلا چھوڑ دیا تھا فرمایا کہ میں حیران رہ گیا کہ پتھر جو مارنے کے لئے ہوتے ہیں وہ تو رسیوں سے، زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں اور بھونکنے والے کتوں کو کھلا چھوڑا ہے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے دین کی حفاظت فرماتے ہیں اگر ایک شہر میں ایک جگہ لوگ حق کی حمایت نہ کریں اللہ دور دراز کے علاقوں میں غیرتی مسلمانوں کو اٹھاتے ہیں اور وہ حق و باطل کا حساب کرکے رکھ دیتے ہیں ''فجزاھم اللہ عنا وعن ھذا الدین احسن الجزاء'' کبھی بھی ایک صحیح الدماغ انسان سلیم العقل اور سلیم الفطرت شخص دنگے اور فساد پر راضی نہیں ہوسکتا دنگہ اور فساد اپنے امن کو تہ و بالا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ اس لئے بنایا تھا کہ خون ریزی کو اور

دنگے فساد کو روک لیں تو جن میں آدمیت ہوگی اور آدم علیہ السلام کے صحیح اولاد ہوں وہ کبھی بھی دنگے اور فساد پر مار دھاڑ پر لوگوں کی عزت اور آبرو لینے پر اور لوگوں کی جان و مال متاثر کرنے پر رضامند نہیں ہوں گے مسلمان ہمیشہ پُر امن ہوتا ہے اور اس کا جنگ اہل باطل کے ساتھ مقاصد کے احیاء کے لئے ہوتا ہے۔

اسلام ایک امن پسند مذہب ہے

اسلام تو امن کا مذہب ہے اسلام میں جنگ میدان میں لڑی ہے اسلام نے جنگ دھوکہ دہی کے ساتھ نہیں کی ہے، اسلام نے جنگ کی اجازت اس وقت دی جب حجت کا اتمام ہوجاتا ہے اور شرائع کے جو آداب اور احترام ہیں وہ ہر طرف پامال ہوجائیں، پھر اسلام اپنے مکینوں کو اور ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ اب سر دھڑ اور عزت کی بازی لگاؤ اور دو قربانیاں اس کا ایک وقت ہوتا ہے۔

''وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا'' کہا کریں اپنے اہل و عیال کو نماز کا، نمازیو! صبح نماز کے لئے اٹھا کرو اور گھر کے افراد کو بھی اٹھایا کرو خدا قیامت کے دن پوچھے گا کہ آپ فجر کے لئے جو نہیں اٹھتے تھے، کیا عذر تھا آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی کمر جھک گئی تھی اور آپ سے بستر سے ہلا نہیں جا رہا تھا اس کا بھی طریقہ بتایا اس عذر کے بھی طریقے ہیں نماز چھوڑنے کی اجازت وہاں بھی نہیں ہے کیا زمانہ تھا کہ لوگ گھر سے نکل کر وضو اور استنجا کے لئے نہروں کے کنارے، سردیوں جاڑوں اور طوفانوں میں جاتے تھے یہ تصور کہاں تھا کہ گھروں کے اندر اتنی سہولت آرام و راحت سے سارا نظام ہوگا اس لئے میں کہتا

ہوں اگر اس وقت کے کسی بے نمازی کو ایک سزا ہو تو اس زمانے کے بے نمازی کو سو گنا بڑی سزا ہوگی۔ صرف نماز پڑھنی نہیں پڑھانی بھی ہے اہل خانہ کو بیوی کو بچوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن دربار میں بڑے خفا بیٹھے تھے سیکرٹری نے پوچھا امیر المؤمنین کی طبیعت بڑی ناساز ہے کیا بات ہے؟ فرمایا گھر والی کو بڑی سختی کے ساتھ کہا کہ نماز کیوں نہیں پڑھ رہی ہے اس نے کہا خدا کی طرف سے اجازت ہے نہ پڑھنے کی خدا کی طرف ایسے دن خاتون کو آتے ہیں جس پر نماز فرض ہی نہیں ہوتی اس قدر قانون کی بالادستی تھی کہ گھر کے ایک ایک فرد سے پتہ کیا جاتا تھا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں یا نہیں۔

دنیا کی عزت محدود ! اصل اعزاز آخرت کا ہے

اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو دین کے حصے بنائے اللہ ہمارے بزرگوں کو والدین کو عزیز و اقارب کو دین کے ارکان بنائے اور اللہ نئی نسل کو اپنے خاص فضل و احسان سے پاک صاف فرمائے اور ہر باطل اور فتنے سے اللہ ان کو محفوظ فرمائے۔ پھر دیکھیں دنیا کا ہر عہدہ ہر عزت وہ چند روزہ ہے کبھی ہمارا ایک لڑکا بہت اچھا قابل ڈاکٹر ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں شفاء رکھے، اللہ اس کو علاج کے لئے کام میں لائے ہمارا بھائی ہے سرمایہ ہے لیکن ایک وقت آجائے گا کہ وہ اپنا علاج بھی کسی اور سے کرائے گا ایک وقت ایسا آجاتا ہے تو پتہ چل گیا کہ یہ عہدہ بھی متاثر ہو رہا ہے ایک شخص بڑی دولت وجاہ و حشمت کا آدمی ہے آپ کے سامنے وہ جاہ و حشمت والے زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں کبھی ان کی زبانیں کٹ رہی ہیں کبھی کیا چیز کٹ رہی ہے، تو دنیا اور دنیا کے عہدے اور اعزاز یہ تو کمزور چیز ہے اور دین

کی عزت و ناموس دیرپا ہے وہ خوشگوار ہے اس میں دن بدن ترقی ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم گھر پر سونا پچاس کلو کا رکھ کے آنا، بہت بڑے پلاٹ جیسے بھی ہو چھین چھان کے میرے پاس آنا، کئی شہروں میں کوٹھیاں کئی ملکوں میں بینک بیلنس رکھ کے میرے پاس آنا نہیں بلکہ فرمایا ''وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ''(آل عمران آیت ۱۰۲) مرتے وقت مؤمن آنا ضروری ہے۔ خبردار کہ بغیر ایمان کے آپ آئے جیسے کسی ملک کے ائیر پورٹ پر بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے کوئی پکڑا جائے اور اس کی سخت بے عزتی ہوتی ہے بڑی تکلیف سے گزرنا ہوتا ہے یہ تو دنیا کا نظام ہے کوئی متبادل نکل آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے یہاں جو پکڑا گیا اس کے چھڑانے کا کوئی نظام نہیں ہوتا۔

''وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا '' نماز کا اپنے ماننے والوں کو کہا کریں نماز سے مراد صرف نماز نہیں، نماز جس دین کا حصہ ہے اس کی پابندی فرض ہے۔ نماز جس پیغمبر کے ذریعے فرض ہوئی اس کی سنت کی اتباع فرض ہے، نماز جس خدا کے لئے پڑھی جاتی ہے اس کی رضا اور خوشنودی کے احکام ماننا فرض ہے اور اس کو ناراض کرنے والے اعمال سے بچنا فرض ہے۔

آپ ایک بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے ایک تحفہ لے کے جاتے ہیں ایک گفٹ ایک بہترین سوغات تو آپ کہتے ہیں کپڑے بھی ایسے ہوں کہ اچھا لگوں وقت بھی ایسا ہو کہ وہ خوش ہو گفتگو بھی ایسی کرلوں کہ اس کو آرام ملے وہ میری عزت کرے کبھی بھی آپ اس ایک تحفے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے بہت سارے آداب کو بھی آپ سراہتے ہیں سجاتے ہیں اس سمیت وہ پیش ہوتا ہے تو عزت سمجھی جاتی ہے اور اگر کسی نے آپ کو ایسی کوئی

یز بھیجی جو بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ ہوتو آپ کہتے ہیں واپس کردہمیں ضرورت نہیں۔

''وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا'' قطعی طور پر نماز روزہ زکوۃ اور حج کی رضیت تو پندرہ سال پر ہے پندرہ سال مکمل ہوئے اور احکام جاری ہوگئے، بخاری شریف یں ہے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں احد میں آ کے پیش ہوا جنگ کے لئے جانا ہے بھرتیاں ہورہی تھیں میری عمر پندرہ سال نہیں تھی حضرت ﷺ نے واپس کردیا کہ نہیں بچوں کو نہیں لے جانا ہے یہ نہیں کہ جہاد کے نام پر چھوٹے چھوٹے بچوں کو دھوکہ دیا جائے

شرم تم کو مگر نہیں آتی

پھر فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق اس کے دوسال بعد تھی پھر میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا اور خندق کے موقع پر جب میں آ کے پیش ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب تو پندرہ سال کا ہو چکا ہے اجازت دے دی اور بہت خوش ہوئے ابن عمر کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں عید کی طرح خوشی تھی کہ مجھے جہاد میں جانے کی اجازت مل گئی ہے۔

(بخاری شریف ج ۲ص ۵۸۸، ترمذی ج اص ۳۰۰)

''وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا'' کہا کریں اپنے ماننے والوں کو نماز کا اور اس پر جم کے رہیں استقامت کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔

عبادات میں نماز کی اہمیت سب سے بڑھ کر ہے

غنیمت کے مال میں سے ایک صحابی کو دو میں سے ایک غلام مل رہا تھا، آنحضرت ﷺ نے ایک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لے جاؤ'' رأیتہ یصل ''میں نے اس کو نماز پڑھتے

ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت ﷺ کے اس جملے سے بے شمار مسائل نکل آئے ،مسائل بھی تو سمجھنا چاہیے ایک مارکیٹ میں بیس دکانیں ہیں چار پانچ دکانیں آپ جانتے ہیں کہ موحدین کی ہیں اللہ سے مانگنے والوں کی ہیں قبروں اور درگاہوں کو مشکل کشا اور حاجت روا پجاریوں کی دکانیں نہیں ہیں، آپ کو وہاں جانا چاہیے ،دس قسم کے کام ہور ہے ہیں ایک شخص متشرع ہے دین کا پابند نظر آرہا ہے آپ اس سے بات شروع کریں کوشش کریں کہ اس کے ساتھ سودا ہوجائے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا'' رأیتہ یصل ''میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

مقصد دین کا یہ ہے کہ مؤمن جہاں رہے وہ دین کا داعی رہے دین کا خادم رہے اس کے دماغ میں اور دل میں دینی فکر غالب رہے یہ مقاصد ہیں شریعت اسلامیہ کے، خادم کو بھی نماز کا کہیں، کنیز کو بھی کہیں، والدین اگر نمازی نہیں ہیں تو ان کو بھی ادب سے کہیں، اپنے عزیز واقارب کو بھی کہیں، شاگردوں سے بھی پڑھوائیں، آل واولاد کو بھی پابند کروائیں، اپنے دفتر کارخانہ اور فیکٹری میں بھی نظام صلوۃ قائم کریں اور ان سے کہیں، اول گزارش کریں، ترغیب دیں، انعامات دیں جب آپ کو پتہ چل جائے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کے دل پلید ہو چکے ہیں جن کا بدن پلید ہو یا کپڑا وہ پاک ہو کر شروع کرلیں گے جن کا دماغ اور دل پلید ہو چکا ہو وہ کبھی نہیں کریں گے ایسے پلیدوں کو باہر نکال دیں اور نیک لوگوں کو آگے لائیں تا کہ ان کو بھی اپنی غفلت کا احساس ہو۔

لوگوں میں غلط باتیں، جھوٹی روایات مشہور ہوگئی ہیں، ایک بڑے لینڈ لارڈ نے مجھے ایک دن کہا کہ میں تو جب خیرات کرتا ہوں تو سب کو کھلاتا ہوں، اچھے برے کی کوئی فکر

نہیں کرتا، میں نے کہا یہ تو خلاف شریعت ہے تو مجھے جواب میں کہتا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ نہیں ہے کہ جس میں انہوں نے ایک گناہ گار کو کھانا کھلایا، میں نے کہا "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو جھوٹ اور وہ بھی ابراہیم خلیل اللہ پر اور اللہ تعالی پر بولا جارہا ہے، جھوٹی روایت بکواس روایت، دین کو نقصان پہنچانے کا حربہ یہ ہے کہ بے سروپا باتیں آگے بڑھاؤ میں نے کہا یہ دین جن بنیادوں پر کھڑا ہے وہ اٹل ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ جناب نبی کریم ﷺ کی حدیث ابوداؤد اور ترمذی دونوں میں ہے "اکل طعامکم الابرار" (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۳۸ باب فی الدعاء لرب الطعام) آپ کی چیزیں نیک لوگ استعمال کریں، آپ کا کھانا نیک لوگ کھائیں کووں کو گوشت ڈال رہے ہیں کتوں اور بلوں کو ڈال رہے ہیں "مالِ حرام برائے حرام رفت" یہ اس وقت کریں جب نمازی مسلمان، نیکان زمانہ انکا پیٹ بھر جائے بچ جائے بے شک آپ ہر جگہ چاہے تو ڈالیں جب تک مسلمان مزدور موجود ہیں، غیر مسلم کو دینا غلط کام ہے، جب تک مطیعین و فرمانبردار مل رہے ہیں سرکش اور باغیوں کو نوازنا سرکشی اور بغاوت کی ایک قسم ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" نماز کا کہا کریں اپنے لوگوں کو اور جم کے رہا کریں اس پر "لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا" ہم آپ سے روٹی کپڑا مکان کا نہیں پوچھیں گے، "نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى" (طٰہٰ آیت ۱۳۲) وہ آخرکار صرف اللہ کے خوف والوں کو ملے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ نمبر ۷۶

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالیٰ الیٰ کافۃ الخلق بین یدی الساعۃ بشیراً و نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" (توبہ آیت ۱۱۹)

وقال اللہ تعالیٰ "مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" (آل عمران آیت ۶۷)

اللھم صل وسلم علی عبدک ونبیک ورسولک محمد احمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وصل وسلم علیہ

نبی کریم ﷺ کی بعثت ! اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان

بزرگو بھائیو اور معزز سامعین ! اللہ تعالیٰ نے جو سب سے بڑا احسان لوگوں پر فرمایا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے

" لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ "

اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا ہے علماء کہتے ہیں "لقد" میں معنی قسم کا ہے اللہ تعالیٰ قسمیہ فرماتے ہیں مسلمانوں کی طرف میں نے انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے

قرآن شریف میں یہ آیت چار جگہ ہے بقرہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے

" رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ "

(بقرہ آیت ۱۲۹)

اور دوبارہ دوسرے پارے میں ہے،

" كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ "

(بقرہ آیت ۱۵۱)

چوتھی جگہ سورت جمعہ میں ہے اور تیسری جو آل عمران میں میں نے پڑھی ہے اس میں پیغمبر کے چار مقامات بیان فرمائے ہیں، ایک تلاوت الآیات قرآن شریف پڑھنا

اور پڑھانا اور اس کے الفاظ اور اس کے حروف لب ولہجہ مخارج اور صفات تک سمجھانا۔ قرآن شریف عربی زبان میں ہے تمام زبانوں میں عربی زبان اشرف اللغات ہے، اظہار ما فی الضمیر کا ملکہ اس زبان میں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر کے لئے اس زبان کا انتخاب فرمایا ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور جب مسجود ملائک بنے اور داخل جنت ہوئے تو حضرت عربی بولتے تھے لیکن جب شجر ممنوعہ کا ارتکاب ہوا اور حضرت جب دنیا میں اتار دئے گئے دنیا تو غم وتکلیف، رنج صدمے، پریشانی کی جگہ ہے ان پریشانیوں میں حضرت آدم علیہ السلام عربی بھی بھول گئے تھے

" فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ " (بقرہ آیت ۳۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے چند کلمے پڑھے اور ان کی توبہ قبول ہوئی قبولیت توبہ کے ساتھ عربیت واپس کردی گئی اور پھر حضرت عربی پر قادر ہوئے۔

عربی زبان کی اہمیت اور فضیلت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب محدث سہارنپوری ثم مہاجر المدنی والمتوفی بہا نے ایک کتاب لکھی ہے "فضائل عربی" اس میں حضرت نے عربی کے فضائل اور برکات اور فوائد لکھے ہیں، ایک بات یہ بھی تھی کہ عربی سے جو لوگ دور ہوگئے تو وہ حقیقت میں دین سے دور ہوگئے، عربیت سے جو لوگ قریب تھے تو فہم زیادہ تھا، شعور بڑا تھا، علم پایا جاتا تھا، ایسا دور بھی تھا کہ جیسے ہی آیت پڑھی جاتی تھی لوگ سمجھ لیتے تھے کہ اس موقع اور مناسبت سے خطاب کیا ہوگا، اب تو دور ایسا آیا ہے کہ دوسری زبانوں پر فخر کیا جاتا ہے اور

اپنی زبان پر دوسری زبان کو سوار کیا جاتا ہے، عربی کو تو معاشرے کا جز لاینفک بنانا چاہئے لیکن اس کی طرف توجہ بالکل نہیں ہے، دینی مدارس علماء اور طلباء الحمد للہ وہ عربی کے بھی پاسدار ہیں، عربی عربی میں بھی فرق ہے آج کل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں اور وہاں رہنے بسنے والے ایک زبان بولتے ہیں اس کو دھاریجہ کہتے ہیں کچی عربی، قرآن شریف اور احادیث کی زبان سے بہت کم مناسبت معلوم ہوتی ہے یہ جو کام کاج کے لئے جاتے ہیں یہ اسے جلدی سیکھ لیتے ہیں اس میں کوئی اعراب نہیں ہوتے ہیں کوئی اتار چڑھاؤ نہیں ہوتا۔ سن ۲۵۵ھ میں عربی زبان کے امام جاحظ کی وفات ہوئی ہے، امام بخاری سے ایک سال پہلے امام بخاری ۲۵۶ ہجری میں فوت ہوئے ہیں اور امام جاحظ ۲۵۵ ہجری میں انہوں نے اپنی کتاب ''الحیوان'' میں لکھا ہے کہ میں مکہ گیا لوگ خیریت سے ہیں لیکن عربی بھول گئے ہیں ۲۵۵ھ سے یہ بلا نازل ہوئی تھی کہ اعراب عربی بھولنے لگے تھے تو ۱۴۳۴ ہجری میں کیا حال ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قرآن شریف رکھا ہے، پیغمبر ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں، دین کی کتابیں ہیں اور عربیت کا یہ ایک عظیم معجزہ ہے کہ امام کعبہ یا امام مدینہ جب منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیتے ہیں تو پھر قرآن کی زبان بولتے ہیں اس وقت وہ کچی زبان دھاریجہ نہیں چلتی وہ شرم کا باعث ہے، درس سبق دیتے ہیں کلاسز میں اور مختلف علوم پڑھاتے ہیں تو فصیح و بلیغ عربی بولتے ہیں ہمارے لوگ صرف یہ نہیں کہ عربی بھول گئے، سب کچھ بھول گئے ہیں، ہر چیز مسلط ہوگئی اتنے بیگانے ہوگئے کہ ایک شخص آیا اور انگریزی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے نبوت کا دعویٰ کیا، دس ہو یا بیس ہو ہزار ہو یا دس ہزار ہو لیکن بہر حال اس کے ماننے والے پیدا ہوگئے یہ عربیت سے ناواقفیت کی وجہ تھی مکہ

میں مدینہ میں کیوں کوئی دعویٰ نبوت نہیں کرتا آسان کام نہیں یہاں آسان ہے۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور اس کے نقصانات

برصغیر میں ایک تسلسل کے ساتھ اسلامی حکومت تھی جو سات سو سال تک ہندوستان میں رہی ہے آخری دور مغلیہ کا ہے وہ جب ختم ہوئی یا ختم کر دی گئی ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت میں انگریزوں نے آکے پیر جمانے شروع کئے تو اس کے لئے ان کو بڑے کام کرنا پڑے۔ کچھ لوگوں کو کہا کہ تم مجاہدین کی نماز پہ اعتراض کرو اور کہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے یہ رفع یدین نہیں کرتے اور ہاتھ بہت اوپر نہیں باندھتے ان کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ یہ اماموں کے مسئلے پہلے سے موجود تھے مذاہب میں، اس کے اٹھانے کی کوئی حاجت نہیں تھی لیکن شر فساد کرنے کے لئے مسئلے پیدا کئے جا رہے تھے کیونکہ وہ سات سو سال جو حکومت ہوئی تھی وہ سب احناف تھے کم قسم کے احناف تھے۔

تو یہ خوف تھا کہ اگر یہ اسی طرح مجتمع رہے تو پھر کہیں قابض ہو جائے گی تو دوسرا کام یہ کیا کہ ایسے لوگوں کو بھی اٹھایا گیا جنہوں نے مجاہدین کو اولیاء نہ ماننے والے کرامات نہ ماننے والے کہنا شروع کر دیا اور اس سلسلے میں کتب لکھی گئیں

عبدالرسول نے سیف الجبار نامی کتاب لکھی،

عبدالسمیع رام پوری نے ''الانوار الساطعہ فی اثبات المولود والفاتحہ'' لکھی،

بدعتیوں کے اعلیٰ حضرت نے ''اعلام الاعلام بان الھندوستان دار السلام'' ہندوستان بالکل اسلامی حکومت کی طرح ہے، لکھی۔

مجاہدین کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کے لئے تین فرقے پیدا کئے گئے ایک نبوت کے دعویدار دوسرا نمازوں کو غلط کہنے والے حنفی مذہب کے خلاف پروپیگنڈے کرنے والے اور تیسرے حنفیت کے باوجود شرک اور بدعت کے پجاری یہ تینوں سلسلے حقیقت میں آئندہ کے لئے اسلامی حکومت نہ بنانے کی ایک سازش تھی جو آج تک کامیاب ہے اب بھی انہی عناصر کی گرما گرمی ہے۔اس دن ایک ملک کے بادشاہ کا انٹرویو ہو رہا تھا اور وہ ایسے ملک کا بادشاہ ہے کہ جن سے بظاہر خیر کی توقع نہیں ہے لیکن عجیب بات ہے کہ کبھی خیر کی بات ایسے لوگوں کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے انہوں نے تقریر میں اس طرح کہا کہ دیکھو اللہ نے ہمیں مسلمان اس لئے کہا ہے

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ'' (آل عمران آیت ۱۰۲)

تو مسلم مرنا اور رہنا بہت ضروری ہے مختلف فرقوں کے نام لئے یہ تو نہیں کہا ہے اور اللہ نے فرقوں کو رد کیا ہے'' مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا '' نہ حضرت یہود تھے نہ عیسائی تھے'' وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا '' بلکہ وہ کٹر موحد مومن تھے'' وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ '' اور نہ وہ بدعتی اور مشرکین میں سے تھے، پیغمبر ﷺ اسلام لے کے آئے ہیں'' اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ'' اللہ نے دین تمہارے لئے منتخب کیا ہے'' فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ '' اس طرف لانا پڑے گا لوگوں کو اور چھوٹی چھوٹی چیزیں بیچ سے ہٹانا پڑے گا تب جا کر کے اب تین سو سال بعد شاید دوبارہ سو سال پہلا ... جھنڈا لہرایا جائے گا اور پاکستان سے یہ گندی پابندی جو چل رہی ہے یہ نکل جائے اور ایسے

لوگ میدان میں آجائیں جن میں اللہ کا خوف ہو ایمان ہو اسلام کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو'' یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً '' اے ایمان والو مسلمان ہو جاؤ پورے کے پورے'' وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ '' شیطان کی اتباع پر مت چلو'' اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ '' وہ خاص اور واضح قسم کا دشمن ہے تمہارا۔(بقرہ آیت ۲۰۸)

فقہ حنفی کی جامعیت اور افادیت

میں ایک بات عرض کرتا ہوں اس کو غور سے سنو اور گھبراؤ نہیں امام ابو حنیفہ ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے ہیں اور آپ کی زندگی میں آپ کی فقہ کی آپ کے شاگردوں نے تبلیغ فرمائی تھی اور وہ عراق میں مستقل فقہ کی حیثیت سے نافذ تھی اور اہل کوفہ کا اس پر عمل ہوتا تھا۔امام مالک رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے ان کی بھی فقہ چلتی تھی ، امام شافعی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں انتقال کر گئے اور احمد ابن حنبل رحمہ اللہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۰ یا ۲۴۴ میں فوت ہوئے یہ سب کے سب مذاہب پہلے سے موجود تھے لیکن عجیب بات ہے کہ تصادم نہیں تھا اور ایک دوسرے کے خلاف بھی نہیں تھے ، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ اختلافات نہیں تھے ، یہ تشریحات تھیں جیسے میں اپنے مسئلے کی وضاحت اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق کرتا ہوں ، آج ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی علماء کرام اپنے اپنے منبر پر آج کے دن اور مہینے کی مناسبت سے پیغمبر ﷺ کی جامع اور بہترین زندگی کی مناسبت سے اپنے حساب سے تشریحات کرتے ہیں ۔تشریح ہر شخص کی مختلف ہوتی ہے لیکن مسئلہ ایک ہوتا ہے اور دو سے

اللہ کا دین، اللہ کے رسول کا طریقہ، لوگوں میں ایمان پیدا ہونا، مضبوط ہونا، نشونما پانا، انہیں اعمال کی طرف راغب کرنا، شوق دلانا اور گناہوں سے ایمان کی خلافیات سے بچانا یہ ہر عالم کا فرضِ منصبی ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو یہ نقصان کی بات ہوگی درمیان درمیان میں بعض اختلافات ایسے ہیں کہ آپ سن بھی نہیں سکتے ہیں۔ ایک مثال دیتا ہوں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو امام کی اقتداء میں سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے اور وہ اس طرح احادیث پڑھتے ہیں کہ اس سے پتہ چلتا ہے اگر فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوگی اور امام اعظم ابوحنیفہ اور بقیہ ائمہ ثلاثہ وہ فرماتے ہیں کہ نہیں امام کا پڑھنا کافی ہے امام کی اقتدا میں مقتدی کے ذمہ قرآن کا کوئی حصہ پڑھنا نہیں ہے وہ ان احادیث کو پیش کرتے ہیں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بس امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے ''من کان له امام فقرأت الامام له قرات'' یا ''اذا قرا فانصتوا'' یا ''اذا کنت مع الامام فلا تقرا معه شئیا من القرآن'' (مسلم شریف، ابن ماجہ وغیرہ) دیکھو یہ بظاہر اختلاف تصادم کا اختلاف ہے پڑھو اور نہ پڑھو تو نفی اور اثبات ہیں، لیکن تصادم کبھی نہیں ہوا ہے شوافع کتب نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام میں بھی امام کے پیچھے نہ پڑھنے والے موجود تھے اور ان کی نماز صحیح تھی اور حنفی فقہ میں لکھا ہے کہ چاروں ائمہ اور فقہ برحق ہیں اگر کوئی شخص امام شافعی رحمہ اللہ پر اعتماد کر کے ان کی تقلید کرے اور ان احادیث پر عمل کرے جن سے حضرت نے استدلال کیا ہے تو وہ امام کے پیچھے قرأت کریں لیکن یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر، اپنے مرضی کے لئے ہاتھ ایسا رکھے اور یوں کرلیں جب باہر نکلے تو فتویٰ حنفی مفتی سے لے ایسا نہیں ہوگا یا پورا ادھر کا ہوگا یا ادھر کا، ایسا نہ ہو کہ درمیان میں گر

لائن میں گرجائے کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ خود تشریف لے گئے تھے بغداد اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسجد میں نماز پڑھی حنفی امام کے پیچھے ظاہر ہے امام صاحب کی مسجد میں جو امام تھا وہ حنفی فقہ کا پابند تھا تو کہتے ہیں امام شافعی نے بہت سارے اعمال جیسے ہاتھ ناف کے اوپر کے بجائے نیچے رکھ لیئے اور بار بار ہاتھ اٹھانا تھا نہیں اٹھایا بس پہلی مرتبہ اٹھایا اور والضالین کے بعد زور سے آمین کہنا تھا حضرت نے آہستہ کہا لوگ تو شرارت والے ہر جگہ ہوتے ہیں نماز کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ نے اپنا فقہی مذہب ترک کردیا، امام شافعی نے جو جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ امام ابوحنیفہ کی مسجد ہے حضرت یہاں مدفون بھی ہیں اور زندگی بھی یہیں گزاری ہے یہاں آکر تو ان کے فقہ کے خلاف نہیں کرنا ہے ''استحیا عن صاحب القبر'' خطیب نے تاریخ بغداد میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے سوال یہ ہے کہ یہ حیا اب لوگوں میں کیوں نہیں ہے، دین کی کمی ہے، ایمان کی کمی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے جب امام ابوحنیفہ کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ ایسا کہتے تھے اور ویسا کہتے ہیں اور آپ یہ کہتے ہیں تو آپ نے کہا کہ میرے سامنے جو ذخیرہ احادیث ہے وہ یہ کہتا ہے تا کہ اس شخص کے بارے میں میں برے الفاظ نہیں کہوں گا جو مجھ سے بہت پہلے جنت میں خیمہ لگاچکا ہے۔

دینی مسائل میں اختلافات کی نوعیت

علم تھا، علماء تھے، ماحولیات علم سے متاثر تھی تو اختلاف کے باوجود شر نہیں ہورہا تھا فسادات نہیں تھے اور یہ قرآن کریم اور سنت سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نفی اور اثبات کا

بھی اختلاف ہوتا ہے۔

پہلی مثال بخاری شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روانہ کی اور ان کو تاکید کی کہ تم عصر کی نماز بنوقریظہ جا کے پڑھنا جیسے ہم کسی کو کہتے ہیں کہ بھئی جلدی جانا مختلف طریقوں سے آدمی اپنے قاصد کو تیز کرتا ہے اور اس کو جلدی بھیجتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا'' لایصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ ''بنو قریظہ پہنچ کے پڑھنا اور راستے میں نہیں پڑھنا بس یہ الفاظ کہے قدرت کو یہ منظور تھا کہ انہیں دیر ہوگئی اور نماز قضاء ہونے لگی تو ایک جماعت نے کہا نبی (ﷺ) کا مقصد جلدی پہنچنا تھا وہ تو ہوا نہیں''لم یرد منا ذلک '' یہ تو ارادہ نہیں تھا ان کا کہ ہم نماز قضا کرلیں انہوں نے نماز پڑھ لی اور دوسری جماعت نے کہا کہ نبی (ﷺ) نے اپنی زبان مبارک سے کہا ہے کہ بنوقریظہ پڑھنا ہے، بنوقریظہ سے اس طرف نہیں پڑھیں گے انہوں نے قضا کر کے وہاں جا کے پڑھی، بخاری شریف میں ہے کہ''فلم یعنف واحدا منھم ''ایک کو بھی آپ ﷺ نے نہیں ڈانٹا دونوں کو کہا ٹھیک ہے۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۹۱)

دوسری مثال یہی بنوقریظہ جب فتح ہوئے تھے تو ان کے باغات کو کچھ لوگ کاٹ رہے تھے درخت جلا رہے تھے تو صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم اس لئے جلاتے ہیں کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہمارا اختلاف اس لئے تھا کہ کسی طرح ان کی جائیدادوں پر ہم قابض ہو جائیں اور دوسری جماعت نے کہا کہ بنوقریظہ تو چلے گئے اور اب یہ باغات ہمارے ہیں اپنے درختوں کو کاٹ رہے ہو مت کاٹو تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کہا

''مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ

اللہ'' (حشر آیت ۵)

کہ درختوں کو کاٹنے والے اور نہ کاٹنے والے دونوں صحیح ہیں۔

دین اور اختلاف کی روشنی میں جشن عید میلاد النبی کی حیثیت

تو اب ہمارے زمانے میں ایک عجیب نظریہ بنا وہ نظریہ یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول جو اب تک بارہ وفات تھا اور سب اس کو بارہ وفات ہی کہا کرتے تھے، اس کو اب میلاد النبی بنا لیا گیا ہے، کوئی کمزور روایت ہے محمد بن اسحاق کی باقی تو تواریخ کے حساب سے سنت و احادیث کے مطابق ۸ ہے ربیع الاول یا ۹ ہے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے تو ۱۰ محرم تاریخ لکھی ہے اور ایک قول ہے کہ ولادت کی تاریخ ۱۸ رمضان المبارک ہے۔ خود ان کے اعلیٰ حضرت نے اس پر مفصل رسالہ لکھا ہے اور اس میں بھی ۸ ربیع الاول کو ہی اصل تاریخ کہا گیا ہے۔ عربوں میں تاریخ لکھنے کا زیادہ رواج نہ تھا لیکن یہ متفق بات ہے کہ حضرت ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ہے اس لئے آج تک بارہ وفات کہا جاتا تھا تو اب جو لوگ ۱۲ وفات کو جشن عید میلاد النبی مناتے ہیں وہ ان لوگوں کو برا سمجھتے ہیں جو یہ نہیں مناتے ہیں اور جو لوگ نہیں مناتے ہیں وہ پھر ان کو برا کہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی کچھ نفسانیت آگئی ہے اور دو نظریے بن گئے، ایک نظریہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خود اقوال وافعال سے اپنے میلاد یا اپنے وفات کے دن کے منانے کا کوئی اشارہ نہیں دیا صراحت تو درکنار اشارہ تک نہیں فرمایا۔ بلکہ پیر کے دن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ''ذاک یوم ولدت فیہ '' (مسلم ج ۱ ص ۳۶۸) اس دن میری ولادت ہوئی ہے تو عجیب بات سنو کہ

مہینہ تو طے نہیں ہے لیکن دن طے ہے آپ خود فرماتے ہیں "یوم الاثنین یوم ولدت فیہ" (مجمع بحار الانوار جلد ۵) چاہیے تو یہ تھا کہ ہر پیر کو کوئی نا کوئی پروگرام ہوتا لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قسم کا کوئی پروگرام نہیں دیا۔ عربوں کا طریقہ ہے کہ وہ پیر کو روزہ رکھتے ہیں امام بخاری نے تو بخاری شریف میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک روزہ نفلی نہیں رکھا جاسکتا اس سے ایک آگے یا ایک پیچھے ہونا چاہیے اور امام مالک فرماتے ہیں مؤطا امام مالک میں کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے مسلمانوں کو ہر جمعہ کے روز حرمین شریفین میں روزہ رکھتے دیکھا علماء فرماتے ہیں کہ امام مالک کی بات قوی ہے، حرمین شریفین میں جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں ہم جیسے کمزور و عاجز نکمے کیا روزے رکھیں گے وہ جو کاملین فاضلین ہیں راسخین ہیں ربانیین ہیں مستحبات اور سنتوں کا بڑا اہتمام کرتے ہیں پیغمبر ﷺ کے صحابہ جو آپ کے بڑے جانثار تھے ان کو بھی آپ نے نہیں کہا کہ ربیع الاول کے مہینے میں آپ کوئی خاص قسم کا جلسہ کرنا ہے یا خصوصی جلوس نکالنا یا آہستہ آہستہ سنا ہے کہ بیل بھی لگنا شروع ہوگئی ہیں اور صبح صبح گرم گرم چائے بھی شروع ہوگئی۔

سعودی عرب، حرمین شریفین ایک عندیہ یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ کی (۲۳) تیس سالہ وحی کا دورانیہ اور صحابہ کرام کا ۲۰۰ ہجری تک کا زمانہ اور تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، محدثین، مفسرین کے ادوار میں اس قسم کا کوئی پروگرام نظر نہیں آیا اس لئے اس قسم کے پروگراموں کا نہ ہونا بہتر اور افضل ہے، اصل سنت تو یہ ہے کہ اس قسم کی رسومات کا حرمین شریفین میں آج بھی کوئی نام و نشان نہیں ہے، آج بھی مدینہ منورہ سرسبز و شاداب ہے آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اس سے بقعہ مبارکہ کوئی اور نہیں ہے کعبہ آج بھی کعبہ معلی ہے اور

جہاں بھر کے مسلمان اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں لیکن وہاں اس قسم کی کوئی روش نہیں اور ایسا کوئی دستور موجود نہیں ہے۔

ہندوستان تو ہندوستان کے اندر بھی جن اکابر اور بزرگوں کو سنت کے احیا اور توحید کی حفاظت کا زیادہ رجحان تھا اور توجہ تھی انہوں نے اس قسم کی چیزوں کا انکار کردیا، اگر کوئی چراغاں نہیں کرتا جلسے اور جلوس رسمی نہیں کرتا تو پیغمبر ﷺ کی زندگی ان کے لئے بہترین نمونہ حیات ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہترین عاشقان تھے تابعین اور تبع تابعین، ۶۵۶ ہجری تک اسلام کی تاریخ ان کے لئے بہترین لائحہ عمل ہے اس لئے ان تمام اکابرین دیوبند نے کبھی بھی کوئی میلاد، کوئی مولود، کوئی جلسہ، جلوس، نہیں کیا، کیونکہ یہ اصل الاعمال نہیں ہیں، کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ثواب ہی کا تو کام ہے کیا حرج ہے، تو واضح رہے کہ ثواب صرف اس چیز میں ہوتا ہے جو کہ شریعت کی طرف سے مقرر کردہ ہو، خلافِ شرع عمل کبھی بھی باعث اجر و ثواب نہیں ہوتا۔

میلاد النبی کے سلسلے میں دو نظریے

ایک دوسرا نظریہ کہ ویسے بھی تو ہم خوشیوں میں چہل پہل کرتے ہیں اور ویسے بھی ہماری شادی بیاہ کی تقریبات ہوتی ہیں اور ویسے بھی تو ہم ولیموں اور عقیقوں میں کتنے بڑے پروگرام کرتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کائنات کو نور الانوار، سید الامم وسید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ جیسے نبی محترم اور نبی مکرم عطا فرمایا ہے اگر اس دن کچھ لوگ جمع کئے جائیں یا جمع ہوجائیں اور ان کو سیرت بیان کی جائے یا اس دن خیر خیرات کی جائے

فقراء اور مساکین میں کھانا تقسیم کیا جائے یا ان میں اناج اور راشن بانٹا جائے یا اور حسب توفیق مالدار متمولین حاجت مند مسلمانوں کو خوشی میں کچھ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں اس دنیا میں رسول اکرم ﷺ کو آ موجود فرمایا مبعوث فرمایا اگر یہ نظریہ اس حد تک ہوتا تو اس کی شاید دور جاکے پورے آداب وحدود کے ساتھ گنجائش نکل آتی لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی میں اور صحابہ کرام کی مبارک حیات میں تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں ۶۵۲ ہجری تک آسمان اور زمین نے میلاد کے نام پر کوئی محفل، جلسہ، جلوس نہیں دیکھا اس لئے ان اعمال سے پرہیز ضروری ہے۔ یہ سمجھنا کہ دیکھو یہ نبی کو نہیں مانتے کیا نبی کو ماننے کے آپ ٹھیکدار کہیں سے آئے ہوئے ہیں بدعات کے ذریعے نبی کو مان رہے ہو سنتوں کو نہیں پہنچانتے ہیں تو نبی کو کیا پہچانیں گے۔ میلادیوں کی یہ ذہنیت غلط ہے اور جو لوگ حدود میں آداب میں سیرت کے نام پر جلسہ کرتے ہیں کچھ زندگی بیان ہو جائے اس بہانے دفتر سے بھی چھٹیاں ملتی ہے پاکستان میں تو ماشاء اللہ ایک کی دو چھٹیاں کردی گئیں پورے ربیع الاول ہی ہو جائے تو کیا اچھا ہے جہاں نہیں ہے وہاں بھی ٹینٹ اور خیمے لگ جائے ہمیں تو چھٹی میں فائدہ ہے کہ نمازی بڑھ جائیں ہم توحید وسنت بیان کریں گے آج میری طبیعت ناساز تھی بہت تکلیف سے آیا ہوں لیکن نمازیوں کی خوش خوش آمد دیکھ کے مجھے بھی حوصلہ ہو گیا میں نے کہا جاؤ آج ان کو ذرا نرم مضامین سناؤ بہت زمانوں تک آگ لگائی ہے اور وہ آگ کہیں اور نکل گئی تو میں نے کہا دیکھو اگر لوگ حدود وآداب کے ساتھ ماشاء اللہ حکومت نے بھی حدود وآداب سکھائی ہے۔

خواتین اور عید میلاد النبی

عورتوں نے بھی ٹیلیویژن پہ آکر میلاد پڑھنا شروع کردیا ہے، میلاد بھی پڑھتی ہیں اور نعت بھی پڑھتی ہیں نبی کی کیسی پیاری امتیہ ہے، کیسی عجیب بات ہے کہ یہ اس پیغمبر کی ماننے والی ہے جس کی شریعت میں خاتون پر اذان نہیں ہے اور نماز باجماعت میں شرکت منع ہے یہ کونسی نعت پڑھ رہی ہے اس نعت سے اللہ کو خوش کرنا بظاہر دشوار معلوم ہو رہا ہے کیا ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق نہیں ہے کہ "صوت المراة عورة" خاتون کی آواز بھی پردہ نشین ہے اس کا بھی نامحرموں سے پردہ ضروری ہے۔ اے میلادیو ! تمہارے اس میلاد سے یہ جو سنت کی خلاف ورزیاں پیدا ہو رہی ہیں اس کا جواب بھی تمہیں اللہ کے حضور دینا پڑے گا، باقاعدہ محفلیں ہوتی ہیں اور اس میں مرد بیان کرتے کرتے اچانک عورتیں آجاتی ہیں، یہ عورت اگر صفوں میں آکے کھڑی ہو جائے اور امام نے نیت ہی نہیں کی اس کو پتہ ہی نہیں اس کی تو نماز نہیں ہوئی اور اگر امام کو پتہ ہے کہ میرے پیچھے عورت بھی کھڑی ہے اور یہ صفوں میں آئی ستائیس آدمیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی استاذ گرامی قدر حضرت بنوری رحمہ اللہ نے بحر اور نہر کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ فقہاء کرام کا متفق فیصلہ ہے نماز پنج وقتہ فرض ہے، جماعت فرض کے بعد اہم ترین سنت یا واجب ہے اور جماعت میں نہ آنے والوں کو سخت ترین وعیدیں سنائی گئی ہیں ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک آدمی دن بھر نفلی روزہ رکھتا ہے رات بھر نفلیں پڑھتا ہے "ولا یشهد جمعة ولا جماعة" جمعہ کی نماز کے لئے بھی نہیں آتا گھر پڑھتا

ہے اور جماعت میں بھی شریک نہیں ہوتا ابن عباس نے کہا " ھو فی النار " (ترمذی ج ا ص ۳۰) وہ پکا جہنمی ہے۔ دن بھر کے نفلی روزے رکھنا رات بھر کے نوافل پڑھنا یہ نجات کا سبب نہیں بن رہا کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے آپ کی ان مجالس اور جلوسوں کے ہوتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ننھے منے بچے جھنڈے لے کر دھوپ میں کھڑے رہتے ہیں، یہ جھنڈے کون سی شریعت کے ہیں اور کس نبی کے حکم پر یہ جھنڈے بنائے گئے ہیں، یہ کون سا دین ہے اور یہ کون سی شریعت جو ان کو یہ سکھایا جا رہا ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میلاد النبی یا سیرت النبی ! ایک جائزہ

ہم سنی ہیں اور ہم سنتوں پر جان دینے والے ہیں اور ہم سنی اس لئے ہیں کہ ہم بدعات کا رد کرتے ہیں یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں او خدایا تیرا دین کا معجزہ قربان جاؤں کہ وزارت داخلہ نے فیصلہ کیا کہ عورتیں اور بچے نہ آئیں ورنہ یہ تو سب کو تیار کر کے لے جا رہے تھے، زیادتی ہو رہی ہے نفس محفل میلاد نفس ذکر ولادت عزت مآب ﷺ اس عنوان سے کوئی اجتماع خیر کے کلمات کا بیان مسلمانوں کو نبی کی زندگی سے آگاہ کرنا بہتر عمل نہیں۔ اس عاجز کے نزدیک ایمان کا تقاضا یہ ہے، اس کے بغیر تو لوگ دین نہیں سیکھیں گے اور اس کا نام میلاد رکھنا ایک چھوٹا عنوان ہے نبی کی زندگی قبل البعثت بعد البعثت پیدائش سے لے کر وفات تک نبی کی ساری زندگی مشعل راہ ہے

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ " (احزاب آیت ۲۱)

پورا پیغمبر اور پیغمبر کی پوری زندگی اس کو قرآن نے اسوہ حسنہ کہا ہے اس لئے میلاد کے بجائے سیرت النبی کہنا زیادہ مبارک ہے زیادہ بہترین ہے۔ والحمدللہ علی ھذا لیکن میلاد کا کوئی انکار تو نہیں ہے، میلاد کہہ کر آپ معراج بیان کریں گے میلاد کہہ کر آپ وفات بیان کریں گے تو لوگ کہیں گے بینر تو لگا ہوا ہے میلاد کا اور بیان ہو رہی ہے وفات، بعض کم عقل قاری صاحبان ہوتے ہیں تو جنازہ ہوتا ہے لوگ جمع ہیں، قاری صاحب تلاوت کرو تو شروع ہوتا اعوذ باللہ بسم اللہ کے بعد

" فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ " (نساء آیت ۳)

او خدایا شادی بیاہ کی آیتیں پڑھ رہا ہے، قاری صاحب شادی ہے لوگ جمع ہیں شور کر رہے ہیں کوئی تلاوت کرلو

" وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ " (بقرہ آیت ۱۵۵،۱۵۶)

اس حمار کو یہ تمیز نہیں ہے آج تک کہ شادی کے پروگرام علیحدہ قرآن کا موضوع ہے اور وفات کا پروگرام علیحدہ قرآن کا موضوع ہے۔ کلام کو تقاضے کو اور محفل اور مقام کے مطابق صادر کرنا یہ علم اور علماء کا فریضہ ہے، تو میلاد النبی یا مولود شریف کے بجائے اگر اسوہ حسنہ یا زندگی جاویداں پیغمبر نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ اور اس کا بہترین عنوان سیرت النبی ہے۔ سیرت پوری زندگی کا نام ہے اور میلاد اس کا پچاسواں اور سوواں حصہ ہے تو آپ ایک ذرا سا عنوان اتنے بڑے نبی کو دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں کم از کم عقل علم کے آئینے

میں بھی سوچنا چاہیے سات سو سال ہو گئے اور آپ میلاد سے باہر نہیں ہوئے، تو یہ بقیہ زندگی کب تسلیم کریں گے، کب بیان فرمائیں گے میں ناجائز نہیں کہتا میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ جو لوگ سیرت النبی کے عنوان سے جلسے کرتے ہیں ان کے اعمال سنت کے زیادہ قریب ہیں اور ان کی زندگی اور ان کے برتاؤ اور روش میں دین کا تحفظ ہے اور بہت سارے شرک اور بدعت کے نظریات سے بچت ہے اور جو لوگ دوسرے عنوان سے کام کر رہے ہیں وہ غیر محتاط ہو گئے ہیں ان میں زیادتی بہت زیادہ آگئی ہے، وہ ہر وقت ناخن لڑانے کے لئے تیار بیٹھے رہتے ہیں، نبی کریم ﷺ تو اس طرح نہیں تھے" فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ" اللہ تعالیٰ پیغمبر کو کہتے ہیں خصوصی رحمت ہے یہ کہ آپ ﷺ نرم خو ہے "وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ" "اگر آپ سنگدل ہوتے، تندخو ہوتے تو" لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ" (آل عمران آیت ۱۵۹) لوگ بھاگ چکے ہوتے" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ "ہم نے کائنات کے لئے پیغمبر کو رحمتوں کا پیکر بنا کر بھیجا ہے" وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" (قلم آیت ۴) ہمارے پیغمبر کے اخلاق، شیم کردار، گفتار عظیم ہیں اور عظمت کے لائق ہیں۔

اللہ تعالیٰ سنت کے مطابق قرآن کے مطابق پیغمبر ﷺ کی زندگی کے مطابق مسلمانان عالم کو سیرت اور صورت میلاد سے لے کر وفات تک اور خیر القرون کے زمانوں تک اعمال اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرک و بدعات اور غیر شرعی محافل سے محفوظ فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

احسن البرہان

فی

اقوال شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان

ضبط و ترتیب

محمد ہمایوں مغل

کامل

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان